اظہارِ خطابت
رجب المرجب
۴
شعبان المعظم
مصنف
خطیب اہلسنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور
شبیر برادرز
اردو بازار ٥ لاہور
اظہار خطابت
4
صاحبزادہ مقبول احمد سرور
شبیر برادرز
اردو بازار ٥ لاہور

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

اُس (اللہ) نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اسے بیان سکھایا ہے

اظہارِ خطابت

جلد چہارم

رجب المرجب ❁ شعبان المعظم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	اظہارِ خطابت جلد چہارم
تصنیف	خطیب اہلسنت صاحبزادہ مقبول احمد سرور
پروف ریڈنگ	محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی
کمپوزنگ	ورڈز میکر
تعداد	1100
سن اشاعت	جولائی 2007ء ربیع الثانی 1428ھ
ناشر	ملک شبیر حسین
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
قیمت	روپے

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول، ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

انتساب

فقیر اپنی اس ادنیٰ سی کاوش سعیدہ کو
جملہ خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کی بارگاہوں
میں نذر کرتے ہوئے ان سے خصوصی روحانی توجہ
کا طالب ہے
اپنے ناشر ملک شبیر حسین اور
حضرت قبلہ پیر سیّد حمایت الرسول صاحب
کا نہایت شکر گزار ہوں جن کے تعاون سے یہ
مراحل پایۂ تکمیل تک پہنچ رہے ہیں
اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو میرے اور میرے والدین
اساتذہ، مریدین، متوسلین، اعزہ، اقرباء سب
کے لئے مغفرت کا سبب بنائے (آمین)

محمد مقبول احمد سرور
فیصل آباد

فہرست مضامین جلد چہارم

مضامین — صفحہ

مشاہدۂ آیات ربانی

مضامین — صفحہ

مناقب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مضامین — صفحہ

حضرت خواجۂ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ

مضامین — صفحہ

خطبات شعبان المعظم

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام

رحمتِ خداوندی وسیع ہے

توبہ کی اہمیت

قارئین کرام

محترمی و مکرمی حضرات قارئین کرام!

علالت طبع، ملک گیر تبلیغی دورے، شب و روز مصروفیات میں میرے خدا اور میرے آقا و مولا محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے فضل و کرم کے سہارے مجھے معلوم نہیں یہ جلد کس طرح مکمل ہوگئی حالانکہ یہ جلد جو میں نے پہلے لکھی تھی وہ ادارہ سے بقول ان کے گم ہوگئی تھی اسی طرح جلد دوم بھی گم ہوگئی تھی تو یہ دونوں جلدیں نئے سرے سے دوبارہ لکھنی پڑیں۔

فقیر نے پچھلی جلد میں قارئین سے التماس دعا کی تھی کہ میرے لئے دعا کریں سرکار دوبارہ مجھے مدینہ طیبہ طلب فرمائیں تو قارئین کی دعاؤں کا صدقہ الحمدللہ دوسری مرتبہ حاضر ہونے کے بعد میں نے اس جلد کو شروع کیا اور اب یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اب قارئین سے استدعا ہے کہ وہ ہم سب اہل خانہ کے لئے حاضری مدینہ طیبہ کی دعا کریں مجھے اُمید قوی ہے کہ انشاء اللہ کسی نہ کسی اللہ والے کی دعا ضرور قبول ہو گی اور

وہ دن بھی آئے گا وہ رات بھی آئے گی
دن گزرے گا مکہ میں اور رات مدینہ میں

اور ایک دعا یہ بھی ہے کہ اب اگلی جلدیں محفوظ رہیں کہیں وہ نہ گم ہو جائیں۔

کیونکہ یہ دن رات حوالوں کی تلاش سے بڑی محنت و جانفشانی سے مرتب کی جاتی ہیں۔

جیویں وی سوہناں راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی
جے توں اپنی مرضی لوڑیں انج نئیوں گل بن دی

طالب دعا

جانشین امام خطابت محمد مقبول احمد سرور
خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت فیصل آباد

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبات

ماہ رجب المرجب

پہلا خطبہ — پاک ہے وہ ذات

دوسرا خطبہ — معراج النبی ﷺ

تیسرا خطبہ — معراج مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ علیہ السلام

چوتھا خطبہ — مشاہدہ آیات ربانی

پانچواں خطبہ — مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

چھٹا خطبہ — مناقب حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ

پہلا خطبہ: رجب المرجب

پاک ہے وہ ذات

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

سَيِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا، صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ۔

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا سَيِّدِيۡ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ يَا سَيِّدِيۡ يَا حَبِيۡبَ اللّٰهِ

ذکر معراج اور لفظ سبحان

حضراتِ محترم! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے معجزۂ معراج کو بیان فرمایا تو پہلے اپنی پاکی بیان فرمائی

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ جو راتوں رات لے گیا اپنے بندۂ خاص کو

پاک ہے وہ ذات جو لے گئی

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ میرے حبیب علیہ السلام کے اس معجزہ پر اعتراض کرنے والوں کا رد ہو جائے کہ تم یہ جو کہا کرتے ہو کہ

یہ ممکن ہی نہیں کہ

راتوں رات

بلکہ رات کے قلیل ترین حصہ میں

اتنا طویل و عریض سفر کیا جا سکے

کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

پھر مسجد اقصیٰ سے آسمان دنیا تک

پھر دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں آسمان تک

پھر ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک

پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے قاب قوسین تک

بات کرتے کرتے اتنا وقت لگ جاتا ہے

تو اس سفر میں کتنا وقت لگا ہوگا

یہ کس طرح ممکن ہے کہ اتنا سفر ایک لحظہ بھر میں تکمیل پذیر ہو جائے

فرمایا تم جانے والے کے اس طویل و عریض سفر کو تو دیکھتے ہو

مگر لے جانے والے کی قدرت کو نہیں دیکھتے

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ ۔

پاک ہے وہ جو لے گیا راتوں رات اپنے بندے کو

وہ ہر عجز سے پاک

وہ ہر نقص سے پاک

وہ ہر عیب سے پاک

کیونکہ اس کا ارشاد ہے کہ

اللہ قادر ہے ہر چاہت پر

وہ ہر چاہت پر قادر ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 20)

بے شک اللہ ہر چاہت پر قادر ہے

اس نے جو چاہا اپنی قدرت سے کر دکھایا

وہ جو چاہے اپنی قدرت سے کر دکھائے

اس نے اپنی قدرت سے ساتوں آسمان بغیر ستونوں کے قائم فرما دیئے

اس نے اپنی قدرت سے زمین کو بغیر کسی مادہ کے پیدا فرما دیا

اس نے اپنی قدرت سے سورج چاند ستارے تخلیق فرما دیئے

اس نے اپنی قدرت سے دو دو، چار چار ٹانگوں والے جانور خلق کئے

اس نے اپنی قدرت سے بغیر ٹانگوں کے رینگنے والے جانور بھی خلق کئے

اس نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرما دیا

اس نے اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرما دیا

اس نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو بغیر کسی نطفہ کے خلق فرما دیا

اس نے اپنی قدرت سے درخت بنائے پھر ان کو پھل اور پھول لگائے

اس نے اپنی قدرت سے سرد و گرم تیز و ہلکی ہوائیں چلائیں

اس نے اپنی قدرت سے ہزاروں میل فی سیکنڈ تیز ہواؤں کو رفتار بخشی

اس نے اپنی قدرت سے صبح سے شام تک روزانہ سورج کو بے شمار مسافت

طے کروائی

اس نے اپنی قدرت سے چاند کو ہر رات منزل مقررہ پر چلایا

حیرانگی کی بات یہ ہے

حیرانگی اس بات پر ہوتی ہے کہ

منکرینِ معراج یہ سب قدرتیں تو تسلیم کرتے ہیں

مگر معجزۂ معراج کا انکار کرتے ہیں

اس لئے فرمایا کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

ایہہ پر عقل نوں آبر کیہہ دخل ایتھے، جانے جان والا یا لیجان والا

ان عقلمندوں سے پوچھئے

ان عقلمندوں سے پوچھئے

تم کہتے ہو کہ ایسا سفر ممکن ہی نہیں تو بتاؤ

کیا یہ باقی سب کچھ ممکن ہے؟

تو عشق والے یہی جواب دیں گے

عقل کے نزدیک کچھ بھی ممکن نہیں

عشق سب کچھ ممکن تسلیم کرتا ہے

صدیق اکبر اور ابو جہل

یہی بات تو ابو الحکم کہلانے والے اپنے دور کے سب سے بڑے عقلمند نے کی تھی کہ ایسا نہیں ہو سکتا

اور اس کا جواب عاشقوں کے امام نے دیا تھا کہ اے ابو جہل کان کی کھڑکی کھول کر سن لو

لَئِنْ قَالَ لَصَدَقَ (ازلۃ الخفاء ص 505)

اگر میرے حبیب نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے

ابوجہل نے انکار کیا تو   زندیقوں کا امام ٹھہرا

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق فرمائی تو   صدیقوں کے امام بن گئے

عقل است غلام من

عشق است امام من

ابوجہل نے بہت سمجھایا کہ ابوبکر

دیکھو تم ایک عقلمند انسان ہو

عقل سے فیصلہ دو کہ اگر کوئی کہے کہ میں راتوں رات سفر لامکاں کر کے آیا ہوں تو تم اسے کیا کہو گے؟

فرمایا: اگر کوئی کہے تو   میں بلا جھجک اس کی تکذیب کروں گا

اگر میرا آقا فرمائے   تو میں بلا جھجک اس کی تصدیق کروں گا

کیونکہ یہاں عقل کا کام نہیں عشق کا کام ہے

یہاں فعل کی ندرت کو نہ دیکھا جائے گا

بلکہ فاعل کی قدرت کو دیکھا جائے گا

اور وہ فاعل حقیقی خود فرما رہا ہے کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا (پ15 سورۃ الاسرا آیت نمبر 1)

رات کے ایک لحہ میں یہ طویل و عریض سفر نہ کروا سکنا ہے ایک - عجز - اور میں ہر عجز سے پاک ہوں

ناممکن کو ممکن بنانا ہے   قدرت

اور میں ہوں   قادر مطلق

اگر مجھے قادر مطلق مانتے ہو تو میرے محبوب کے اس معجزۂ معراج کو بھی تسلیم کرو

اگر اس معجزۂ محبوب کو تسلیم نہیں کرتے تو تم نے مجھے

نہ ہی   عیبوں سے پاک تسلیم کی

نہ ہی   قادر مطلق تسلیم کیا

پھر تم کہاں کے   موحد ہو؟

اور کیسے   توحید پرست ہو؟

میری قدرت کا انکار   میری توحید کا انکار ہے

اور معجزۂ معراج کا انکار   میری قدرت کا انکار ہے

اگر مجھے   الٰہ تسلیم کرتے ہو

اگر مجھے   معبود مانتے اور جانتے ہو

تو پھر مجھے   قادر مطلق بھی مانو

تو پھر مجھے   ہر عیب سے پاک بھی مانو

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ جو راتوں رات لے گیا اپنے عبد خاص کو

انکار تو جب کرو جبکہ وہ خود جانے کا اعلان فرماتے ہوں

لے جانے والا تو میں ہوں، اور میں لے جا سکتا ہوں

ع اپنا جانا اور ہے ان کا لے جانا اور ہے

یہ معراج مصطفیٰ ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ

یہ معراج مصطفیٰ ہے

اور نماز کے متعلق شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام نے فرمایا کہ

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (عامہ کتب فقہ و حدیث)

نماز مؤمن کی معراج ہے

اب ذرا غور کیجئے کہ

جب ایک گنہگار

ایک سیہ کار

ایک ناچیز بندہ

اپنی معراج شروع کرتا ہے اور نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو اس کے فوراً بعد کہتا ہے

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ

اے اللہ تو ہر عجز و عیب و نقص سے پاک ہے

جب ایک گنہگار کی معراج — اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے سے شروع ہوتی ہے

جب ایک سیہ کار کی معراج — اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے سے شروع ہوتی ہے

اور جب تو اپنے معراج کا بیان — اللہ تعالیٰ کی پاکی کے بیان سے شروع کرتا ہے

تو یہ تو ہے سیّد الابرار کی معراج — یہ تو ہے نبیوں کے تاجدار کی معراج

یہ تو ہے شفیع روز شمار کی معراج — یہ تو ہے مخزن اسرار کی معراج

یہ تو ہے معدن انوار کی معراج — یہ تو ہے رسولوں کے سالار کی معراج

لہٰذا اس کا بیان بھی میں نے اپنی پاکی سے شروع فرمایا کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پ15 سورۃ الاسریٰ آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ جو راتوں رات لے گیا اپنے عبد خاص کو

شب معراج......محبوب کو سلام کا تحفہ میں نے دیا کیونکہ وہ میرے حریم قدس میں جلوہ افروز ہوا تھا......اب ہر نماز میں وہی تحفہ نمازی پیش کرے تا کہ معراج کا لطف دو بالا ہوتا رہے

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

محبوب ہمارا آوت ہے

تیسری وجہ یہ ہے کہ

آپ کسی عجیب و غریب چیز کا مشاہدہ کریں تو کہتے ہیں

سبحان اللہ

آپ کا دوست اگر کہیں

بن سنور کر

خوبصورت لباس زیب تن کر کے

سہرے سجا کر

اپنے آپ کو دولہا بنا کر

کار میں بیٹھے تو آپ کہتے ہیں

سبحان اللہ

اور جب اللہ کا حبیب علیہ السلام

کوثر و تسنیم سے — غسل فرما کر

زمزم سے — وضو فرما کر

جنتی پوشاک — زیب تن فرما کر

ملائکہ کے درودوں کے — سہرے سجا کر

اپنے آپ کو — دولہا بنا کر

براق پر سوار ہوا — تو اللہ نے خود فرمایا

سبحان اللہ

اور ملائکہ نے اس عجیب و غریب قدرت خداوندی کا مشاہدہ کیا تو کہا

ماشاء اللہ

اور جب اس شان معراج کا ذکر مؤمنین نے پڑھا تو قرآن میں لکھا تھا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (پ15 سورۃ الاسریٰ آیت نمبر 1)

حوروں نے کہا سبحان اللہ — رضوان پکارے الا اللہ

خود ربّ نے کہا ماشاء اللہ — محبوب ہمارا آوت ہے

اور مولانا جامی علیہ الرحمت کی روح کو وجد آ گیا اور وجد میں آ کر جامی نے کہا

ع زمعراجش چہ مے پرسی کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی

اپنے عجز کا اعتراف کرو

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے ان کے عجز کا اعتراف کروانا چاہتا ہے کہ

اے بندو!

جہاں تمہارے کمالات کی انتہاء — وہاں سے اولیاء کے کمالات کی ابتداء

جہاں اولیاء کے کمالات کی انتہاء — وہاں سے اقطاب کے کمالات کی ابتداء

جہاں اقطاب کے کمالات کی انتہا — وہاں سے اغواث کے کمالات کی ابتداء

جہاں اغواث کے کمالات کی انتہا — وہاں سے ابدالوں کے کمالات کی ابتدا

جہاں ابدالوں کے کمالات کی انتہا — وہاں سے صحابہ کے کمالات کی ابتدا

جہاں صحابہ کے کمالات کی انتہا — وہاں سے انبیاء کے کمالات کی ابتدا

جہاں انبیاء کے کمالات کی انتہا — وہاں سے میرے حبیب کے کمالات کی ابتدا

تم اپنے کمالات کو سامنے رکھ کر — میرے حبیب کے کمالات نہ پرکھو

بلکہ میری قدرت ونزہت اور میری پاکیزگی کو سامنے رکھ کر معجزۂ معراج کو سمجھو کیونکہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گیا اپنے خاص بندے کو

کہاں تم — اور کہاں میرا حبیب

کہاں تمہارے کمالات — اور کہاں میرے حبیب کے معجزات

کہاں — زمین کی پستی

کہاں — آسمان کی بلندی

نظریں اُٹھا کر نہ دیکھو ورنہ نظریں خیرہ ہو جائیں گی

ان نظروں کو نیچی کر کے — میری تسبیح سے منور کرو اور پھر معجزۂ معراج کو قرآن سے پڑھو

تو آواز آتی ہے کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (پ15 سورۃ الاسریٰ آیت نمبر 1)

جبھی تو تاجدار گولڑہ نے فرمایا کہ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

جہاں لفظ سبحان آ جاتا ہے وہاں اپنے عجز کا اعتراف اور خداوند قدوس کی پاکی کا اقرار ہو جاتا ہے یہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 30)

میں زمین میں (آدم کو) خلیفہ بنانے والا ہوں

فرشتوں نے آبجیکشن لگاتے ہوئے عرض کیا

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 30)

(اے مولا!) کیا زمین میں اسے خلیفہ بناؤ گے جو فساد کرے گا اور خون بہائے گا

اور اپنے آپ کو خلافت کے لئے پیش کرتے ہوئے کہا

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 30)

اور ہم تیری حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کرتے ہیں

بات طویل ہو جائے گی بس اتنی بات سمجھیں کہ انہوں نے فخر کیا تو اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم علیہ السلام کو علومِ کُل اسماء سکھا دیئے ادھر فرشتوں سے فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ان اسماء کی مجھے خبر دو تو فرشتوں نے اپنے عجز اور اس کی قدرت کا اقرار کرتے ہوئے عرض کیا

تو پاک ہے

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 32)

تو پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا علم ہے جتنا تو نے سکھایا ہے

آدم کو علم عطا فرمایا

فرشتوں کو عاجز فرمایا

تو فرشتے پکارے سُبْحَانَكَ تو پاک ہے

اپنے حبیب کو عرش پر بلایا

ساری کائنات کو عاجز فرمایا اور پھر خود فرمایا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا (پ 15 سورۃ الاسریٰ آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گیا اپنے خاص بندے کو۔

کائنات ساری ایسے سفر سے عاجز

میں محبوب کو یہ سفر کروانے پر قادر

تو پتہ چل گیا

عباد کائنات میں بھی ہیں

اور عبد میرا محبوب بھی ہے

کائنات کے عباد عاجز ہیں عام عباد ہیں

محبوب کو میں لے گیا اس لئے وہ خاص عبد ہے۔

؎ عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
آں سراپا انتظار ایں منتظر

جو عبد سراپا انتظار ہو

اور صفاتی جھلک دیکھنے کے لئے سراپا التجا ہو

اور جب جھلک نظر آئے تو ہوش کھو بیٹھے

وہ ہوتا ہے صرف عبد اور کلیم اللہ

اور جو سراپا منتظر ہو

اور ذات باری کا مشاہدہ فرمائے

اور آواز قدرت آئے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ (پ 27 سورۃ النجم آیت نمبر 2)

اور جو کچھ مشاہدہ فرمائے اس کے متعلق ارشاد ہو کہ

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (پ ۲۷ سورۃ النجم)

(دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا)

وہ ہوتا ہے عبد خاص اور حبیب اللہ

؎ لاڈلے تھے خدا کے کلیم خدا فرق ہے پر کلیم اور محبوب میں
وہ گئے طور پر سننے حق کا کلام ان کے گھر خود خدا کا کلام آ گیا

یار لوگوں نے اپنے جیسا سمجھ لیا

وہاں تو کلیم اللہ جیسا عبد اس عبد خاص کی برابری اور ہمسری نہیں کر سکا یہاں یار لوگ بغلیں بجا بجا کر کہتے ہیں

"اگر وہ نور ہوتے تو اللہ تعالیٰ بِعَبْدِهٖ نہ فرماتا"

ایک ملاں نے اپنی کتاب میں لکھا کہ

"بِعَبْدِهٖ کہا

رَسُوْلِهٖ نہیں کہا

بِعَبْدِهٖ کہا

بِبَنِیِّہٖ نہیں کہا

بِعَبْدِہٖ کہا

بِحَبِیْبِہٖ نہیں کہا

''تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ عبدیت کا اقرار پہلے کرو اور رسالت کا اقرار بعد میں کیونکہ معراج عبد اور بشر کو ہی ہو سکتا ہے نور اور نورانی کو معراج نہیں ہو سکتا''۔ (خطبات قاسمی جلد دوم ص 43)

کیا مطلب؟

یہی کہ حضور بشر ہی تھے نور نہ تھے

ملاں سے پوچھو اگر عبدیت مانع نورانیت ہے تو پھر فرشتوں کے متعلق کیا خیال ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نوری ہونے کے باوجود واشگاف الفاظ میں فرما رہا ہے

بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ (پ 17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 26)

بلکہ یہ عباد مکرمون ہیں

تمام ملائکہ عباد نوری ہیں

ملاں جی اگر یہی عقیدہ فاسدہ رکھا جائے تو قرآن کا انکار لازم آئے گا جو صرف اور صرف تمہیں اور تمہارے بزرگوں کو ہی ودیعت کیا گیا ہے

بتاؤ اگر عبد کہنے سے نور نہیں رہتا

تو پھر کیا حضرت جبریل علیہ السلام — نور نہ تھے

حضرت میکائیل علیہ السلام — نور نہ تھے

حضرت اسرافیل علیہ السلام — نور نہ تھے

حضرت عزرائیل علیہ السلام — نور نہ تھے

اور یہ تمام ملائکہ کرام علیہم السلام — نور نہ تھے

جنہیں عباد مکرمون فرمایا گیا ہے

عقیدۂ حقہ یہ ہے

بجائے اس عقیدۂ فاسد کے یہ کیوں تسلیم نہ کرتے کہ ملائکہ عباد نوری ہیں اور بِعَبْدِہٖ عبد نوری ہے۔

یہ تمام عباد نوری اس عبد نوری کے غلام ہیں

تیرا شاگرد — تیری حیثیت کے مطابق

تیرا مرید — تیری حیثیت کے مطابق

تیرا غلام — تیری حیثیت کے مطابق

اور اس عبد نوری کے غلام — ان کی حیثیت کے مطابق

میرے آقا تو وہ عبد نوری ہیں کہ نوریوں کا سردار ان کی گرد راہ کو نہیں جھانک سکتا تو تیرے جیسا عام بشر انہیں اپنے جیسا کیسے کہہ سکتا ہے

فروغ تجلی بسوزد پرم

وہ عبد نوری جسے نوریوں کا سردار ہاتھ باندھ کر عرض کرے کہ

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر میں ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھا تو تجلی الٰہی کے فروغ سے میرے پر جل جائیں گے

کیا جو عبد نوری اس مقام سے بھی لاکھوں کروڑوں میل آگے تشریف لے گیا وہ تیرے جیسا ہی بشر ہے' معاذ اللہ

اپنے مکتب فکر کے جید عالم مولوی ظفر علی خان سے پوچھ لیا ہوتا جو اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ

جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

اور کیا تم عباد مکرمون کا اقرار کر کے اپنے عقیدہ فاسدہ کے مطابق نورانیت جبریل کا انکار نہیں کر رہے؟

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر

مقام حیرت ہے کہ تمہارے جیسے بشر مولوی رشید گنگوہی کا مرید تو اپنے گنگوہی پیر کے متعلق کہے کہ اسے دیکھنے والے بے ساختہ پکار اُٹھتے کہ

مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (پ12 سورۂ یوسف آیت نمبر 31)

یہ کوئی بشر نہیں بلکہ یہ تو نوری فرشتہ ہے (تذکرۃ الرشید)

اور تم مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کو اپنے جیسا بشر کہو

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

ملاں کا کالے رنگ والا پیر و مرشد تو ملک کریم ہو اور اللہ کا حبیب مکرم ملاں جیسا بشر ہو؟

یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ اپنے ملاؤں کی اندھی تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

فرمایا اوہ جاہل ملاں یہ نہ کہہ کہ عبد اور بشر نوری عرش پر نہیں جا سکتا بلکہ یہ دیکھ کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پ15 سورۂ الاسریٰ آیت نمبر 1)

اپنے عجز کا اعتراف کر

اس عبد نوری کی نورانیت کا اعتراف کر

اور مان کہ اس عبد خاص کو لے جانے والا ہر عجز و نقص سے پاک ہے

تو نے بِعَبْدِهٖ کو اپنے عبد ہونے پر قیاس کر لیا

اس عبد نوری اور عبد خاص کی ہمسری تو دنیا کا کوئی عبد نہ کر سکا جبکہ تمہارا قاسم العلوم والخیرات نانوتوی پکار اٹھا کہ

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

نہ جانا کسی نے کون ہے جز بستار (قصائد قاسمی)

ملاں جی پہلے نانوتوی سے تو اس عقیدۂ فاسدہ کا اقرار کراؤ کہ اللہ عبد فرما رہا ہے یعنی کہ بشریت کا اقرار پہلے کروا رہا ہے اور رسالت کا بعد میں اور تم حجاب بشریت کہہ کر انکار کر رہے ہو

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نور رسول نہیں ہوتا رسول بشر ہی ہوتا ہے......اور معراج عبد اور بشر کو ہی ہو سکتا ہے نور اور نورانی کو معراج نہیں ہو سکتا جیسا کہ میں نے خطبات قاسمی جلد دوم ص43 پر لکھا ہے مگر تم میرے خطبات کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیرتے ہوئے میرے خلاف لکھ رہے ہو کہ

''رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت''

حالانکہ تم قاسم ہو اور میں قاسمی ہوں

ادھر سے جواب آتا ہے کہ یہ کتابیں تو میرے دور کی اختراع نہیں جو میں پڑھ کر عقیدہ خراب کرتا۔ ہاں تمہیں میرے قصائد قاسمی پڑھ کر عقیدہ درست رکھنا چاہیے تھا کیونکہ تم قاسمی ہو ملاں واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ بشر نور سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ (خطبات قاسمی)

میرا ملاں سے سوال ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نور ہے یا نہیں

اگر اللہ تعالیٰ نور نہیں تو

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ18 سورۂ النور آیت نمبر 35)

قرآن کی آیت کا صریح انکار ہے

اگر اللہ تعالیٰ نور ہے تو تمہارا عقیدہ گندا اور جھوٹ کا پلندہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بشر ذات رَبِّیَ الْاَعْلٰی سے بھی معاذ اللہ علیٰ ہو جائے کیا یہ عقیدہ فاسد تمہیں تسلیم ہے

یا تو بشر کو نور سے اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نورانیت کا بھی انکار کر دو
یا پھر اس گندے عقیدہ سے توبہ کرو اور نور کو بشر سے اعلیٰ تسلیم کرو

جن بھی عبد ہیں

اگر بِعَبْدِہٖ کا مطلب یہی ہے کہ حضور علیہ السلام نور نہیں ہیں بلکہ ہمارے جیسے بشر ہیں تو

پھر جنوں کو بھی اپنے جیسا بشر تسلیم کیجئے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (پ 27 سورۂ زاریات آیت نمبر 56)
میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ عبادت کریں

لہٰذا جن بھی	عبد
انسان بھی	عبد
تو پھر انسان	جنوں جیسے بشر
اور جن انسانوں	جیسے بشر

کافر بتوں کے عبد ہیں

ایسے ہی کافر بھی تو عبد ہیں چاہے وہ بتوں کے ہی عبد ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ محبوب ان سے فرما دیجئے
لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (پ 30 سورۂ الکافرون آیت نمبر 2)
میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم کرتے ہو

تو یہ کافر بھی	عبد
اور ملاں بھی	عبد
تو کہنا چاہیے کہ	
ملاں ان کافروں	جیسا بشر
کافر اس ملاں	جیسے بشر

یہ ترجمہ وتفہیم ملاں کی ہی ہے کہ بِعَبْدِہٖ سے ثابت ہوا حضور ہمارے جیسے اور ہم حضور جیسے بشر کیونکہ آپ بھی عبد اور ہم بھی عبد
لہٰذا کیجئے بسم اللہ اور چھپوایئے مندرجہ بالا فتویٰ کی روشنی میں اپنا عقیدہ

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ

حضراتِ گرامی!
ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ

ذات باری ہے	اَللّٰہُ نُوْرٌ
ذات حبیب باری ہے	مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

اور بِعَبْدِہٖ فرمانے سے نورانیت کا انکار نہیں ہوتا ورنہ فرشتوں کو عباد مکرمون نہ کہا جاتا فرمایا کہ
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ 15 سورۂ اسرائیل آیت نمبر 1)
عبد کے لفظ کو پڑھ کر معراج کا انکار نہ کرنا
عبد کے لفظ کو پڑھ کر نورانیت کے منکر نہ ہو جانا
کیونکہ میں پاک ہوں
اپنے عبد نوری کو معراج کروا سکتا ہوں
پاک ہے وہ جو راتوں رات اپنے عبد خاص کو لے گیا
جس طرح رات کے قلیل ترین حصہ میں وہ لے جانے پر قادر ہے
اسی طرح عبد خاص کو بھی لے جانے پر وہ قادر ہے

ہے سی معراج اک راز محبتاں دا نئیں سی کسے دی سمجھ وچہ اون والا
سدیا طالب نے اتے مطلوب گیا جبرائیل سی سد کے لیجان والا
بعضے آکھدے نے بناں دروازیاں توں کیویں گیا اوہ عرشاں تے جان والا
اے پر عقل نوں آبر کیہہ دخل ایتھے جانے جان والا یا لیجان والا

عبد فرمانے کی وجہ کیا تھی

حضراتِ محترم!

اب میں عرض کرتا ہوں کہ عبد فرمانے کی وجہ کیا تھی؟

بِعَبْدِہٖ فرمانے کی حکمتیں

ایک وجہ تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ایک ایسی قوم بھی ہوگی جو میرے محبوب کے معراج جسمانی کا انکار کرے گی تو بِعَبْدِہٖ فرما کر ان کا قلع قمع فرما دیا کہ عبد روح اور جسم کے مجموعہ کو کہتے ہیں جیسا کہ اس غالی راہب نے اپنی کتاب میں اس حقیقت کا اقرار خود بھی کیا ہے ملاحظہ ہو لکھتا ہے کہ

"بِعَبْدِہٖ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معراج جسمانی تھا روح اور جسم دونوں اس سفر کی کیفیات اور انوارات سے بہرہ ور ہوئے کیونکہ قرآن مجید کی آیات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد روح اور جسم دونوں کے مجموعے پر بولا جاتا ہے"۔ (خطبات قاسمی جلد دوم ص60)

ملاں جی کی اس توضیح وتشریح عبد سے پتہ چلا کہ جسم وجسمانیات نورانیت کے منافی نہیں ہیں کیونکہ فرشتے نوری ہونے کے باوجود عباد مکرمون ہیں اور عبد روح و جسم کے مجموعے پر بولا جاتا ہے لہٰذا فرشتوں کا جسم ہونا نورانیت کے منافی نہیں ہے

اسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا جسم مبارک بھی نورانیت کے منافی نہیں ہے اور بِعَبْدِہٖ فرمانے سے نورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا

اور اس ملاں اینڈ کمپنی کے جتنے بھی راہبوں نے معراج جسمانی کی تردید شدید کی ہے سب کا رد خود ملاں جی نے اپنے ہی قلم سے کر دیا

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

دوسری وجہ بِعَبْدِہٖ فرمانے کی یہ تھی کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر قوم نے انہیں ابن اللہ کہہ دیا تو کہیں

میرے حبیب کے معجزہ معراج کو دیکھ کر لوگ انہیں بھی ابن اللہ نہ کہہ دیں

فرمایا بِعَبْدِہٖ میرا حبیب ابن اللہ نہیں بلکہ عبد اللہ ہے

جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ

مجھے ابن اللہ نہ کہنا میں تو عبد اللہ ہوں

روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہونے کے باوجود اگر وہ عبد اللہ ہو سکتے ہیں تو نور اللہ ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام کیوں عبد اللہ نہیں ہو سکتے؟

اسی لئے فرمایا کہ بِعَبْدِہٖ

پاک ہے وہ جو راتوں رات اپنے عبد خاص کو لے گیا

جس طرح روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہونا اور بات ہے اور ابن اللہ ہونا اور

اسی طرح نور اللہ ہونا اور بات ہے اور ابن اللہ ہونا اور

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

دوسرا خطبہ (ماہ رجب المرجب)

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَخَاتِمِ الْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی پچھلے خطبہ میں ہم نے لفظ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ پر بحث کی تھی آج لفظ لَیْلًا پر بحث کریں گے

لیلًا نکرہ پر تنوین قلت کے لئے ہے

لَیْلاً نکرہ ہے اور اس پر تنوین ہے نکرہ پر تنوین آجائے تو قلت کا معنی دیتی ہے

اور ایسی قلت کہ جس کی سمجھ سے عقل انسانی ماورا رہ جائے۔

یعنی جتنا قلیل وقت تصور کیا جا سکے یہ اس سے بھی تھوڑا وقت تھا جس میں آقا علیہ السلام مقام قاب قوسین پر جلوہ افروز بھی ہوئے اور واپس بھی تشریف لے آئے یہ کوئی امر محال نہیں

بہت سارے وقت کو ایک لمحہ میں بند کر دینا اور بہت ساری مسافت کو ایک سکینڈ میں بند کر دینا تحت قدرت باری تعالیٰ ہے کیوں کہ وہ قادر ہے اور وہ یہ سب آن واحد میں فرما سکتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں

پہلی مثال

یہ دیکھے حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام کے تمام بھائیوں نے متفقہ فیصلہ کر لیا کہ ہم اس کو اندھیرے کنوئیں میں پھینک دیں گے مختصر یہ کہ وہ ان کو رسیوں سے باندھ کر کنویں میں لٹکانا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ندا دی

یا جبریل

عرض کی لَبَّیْکَ یَا جَلِیْلُ

فرمایا

اے سدرۃ کے مقیم جلدی سے جاؤ

یوسف علیہ السلام کنویں میں گرا دیے گئے ہیں اور ان کے بھائی ان کا رسّا کاٹ رہے ہیں اس سے پہلے کہ رسّا کٹ جائے اور یوسف کنوئیں میں گر پڑیں تم وہاں پہنچو اور ان کے نیچے اپنے پر بچھا دو

اسے کہتے ہیں بسط زماں

اسے کہتے ہیں بسط زماں یعنی کہ حضرت جبریل کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمانہ کو بند کر دیا اور وہ آن واحد میں چاہ یوسف تک چلے گئے تو اللہ تعالیٰ بسط زماں پر قادر ہے

جبریل سدرہ سے چلیں کنعان کے اس اندھیرے کنوئیں میں پہنچیں اتنا فاصلہ
طے کر کے کنویں میں پہنچیں تو رسّا ابھی کٹ رہا ہو

امام الانبیاء آن واحد میں تشریف لے گئے

تو جو خالق مالک قادر قیوم آن واحد میں جبریل امین کو سدرہ سے کنعان کے
کنویں میں پہنچا سکتا ہے کیا وہ محبوب کے سفر معراج کے لئے بسط زماں نہیں فرما سکتا
اگر آن واحد میں جبریل سدرہ سے کنعان کے کنویں میں پہنچ سکتے ہیں تو امام
الانبیاء آن واحد میں سفر معراج کیوں نہیں فرما سکتے ؟

دوسری مثال

دوسری دلیل
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلوئے نازک پر سیّدنا حضرت اسمٰعیل کے والد
گرامی نے چھری رکھ دی تو آواز قدرت آئی
جبریل! لبیك یا جلیل کیا حکم ہے؟
وہ دیکھ جبریل چھری گلوئے اسمٰعیل پر رکھ دی گئی ہے تم سدرہ سے آؤ جنت میں'
جنت سے آؤ مکہ معظمہ مینڈھا لے کر اور چھری چلنے سے پہلے اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ
مینڈھا لٹا دو چنانچہ جبریل
سدرہ سے گئے جنت
جنت سے لیا دنبہ
اور پھر آئے مکہ معظمہ اور اس چھری کے نیچے مینڈھا رکھ دیا اور حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کو اٹھا کر کھڑا کر دیا
سدرہ سے جنت' جنت سے مکہ معظمہ مگر آن واحد میں جبریل علیہ السلام پہنچ گئے
تو اگر جبریل سدرہ سے جنت اور جنت سے مینڈھا لے کر آن واحد میں مکہ پہنچ سکتے
ہیں تو ہمارے آقا سفر معراج آن واحد میں کیوں نہیں فرما سکتے ؟

تیسری مثال

یہ غور کیجئے نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے احد میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا جبریل جلدی سدرہ سے جاؤ اور احد میں پہنچو میرے محبوب کا مقدس خون اپنے
نوری ہاتھوں میں لے لو
تو آن واحد میں جبریل وہاں پہنچے اور خون رسول کو محفوظ فرما لیا یہ سب بسط
زماں کی مثالیں ہیں
تو اگر احد میں جبریل سدرہ سے آن واحد میں پہنچ سکتے ہیں تو شب معراج کے
دولہا آن واحد میں لا مکاں تک کیوں نہیں جا سکے؟
جبریل کی خادم ہو کر یہ شان ہے کہ آن واحد میں ان تمام مقامات پر پہنچ جائے
اور جبریل کے آقا علیہ السلام میں بھی ایسا کمال ہے کہ آن واحد میں لا مکاں
تک پہنچیں اور ایک لحہ میں واپس بھی تشریف لے آئیں

نبی کریم کی رفتار کا عالم

حضراتِ گرامی!
جب جبریل امین علیہ السلام آن واحد میں چاہ کنعان میں پہنچ سکتے ہیں
حضرت جبریل علیہ السلام چھری کے رسّا کاٹنے سے پہلے یوسف علیہ السلام
کے نیچے اپنی پوشاک کی مسند بنا کر ان کو بٹھا سکتے ہیں
اور جب چھری سے ابراہیم علیہ السلام گلوئے نازک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا
کاٹیں تو کٹنے سے پہلے وہ جنت سے مینڈھا لے کر وہاں پہنچ سکتے ہیں
اور جب سرکار دو عالم علیہ السلام کے دندان مبارک شہید ہوئے تو جبریل علیہ
السلام سدرہ سے آ کر آن واحد میں ان دانتوں کو اپنے نوری ہاتھوں میں لے سکتے
ہیں اور ان واقعات کا کسی کو انکار نہیں
تو پھر امام الانبیاء علیہ السلام کی طاقت و رفتار کا کیا عالم ہو گا؟ ثابت ہوا آپ

بھی اتنا طویل وعریض سفر ایک سکینڈ میں فرما سکتے ہیں' جبریل حضور کے خادم ہیں تو
جب خادم کی رفتار کا یہ عالم ہے تو اس کے مخدوم کی رفتار کا کیا عالم ہوگا تو نبی کریم
ﷺ کے سفر معراج کے لئے رات کو بند کر دیا گیا' سارا سفر رات کے قلیل ترین حصہ
میں ہوا ایسی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں بسط زماں اور بسط مکاں کی' ذرا غور
کیجئے قرآن کا مطالعہ کیجئے تا کہ آپ کا یہ واہمہ جس سے آپ ایک عقیدہ بد بنا کر قوم کو
گمراہ کر رہے ہیں قرآن کریم کی رو سے لاشئی ثابت ہوتا ہے

دو ماہ کا سفر ایک دن میں

ملاحظہ ہو آج سے صدیوں قبل حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے دور میں یمن
سے شام اور شام سے یمن کا سفر ایک ایک ماہ کا تھا
اگر کوئی تیز رفتار سواری پر شام سے یمن جاتا تو ایک ماہ میں پہنچتا
اگر کوئی تیز رفتار سواری پر یمن سے شام کی طرف جاتا تو وہ بھی ایک ماہ میں
پہنچتا
مگر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تو
وہ صبح یمن سے چلتے تو دوپہر شام پہنچتے قیلولہ فرماتے اس کے بعد پھر شام سے سفر
شروع فرماتے تو رات کو یمن جلوہ گر ہوتے یعنی دو ماہ کا سفر ایک دن میں فرماتے
جیسے کہ ارشاد باری ہے کہ
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (پ 22 سورۃ السبا آیت نمبر 12)
۔اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا صبح سے شام اور شام سے صبح کا دو ماہ کا سفر
تو جو خالق و مالک حضرت سلیمان کے دو ماہ کے سفر کو ایک دن میں بند فرما سکتا ہے وہ
محبوب کے لئے لامکاں تک کا سفر آنکھ جھپکنے میں بند فرما سکتا ہے
اسی لئے فرما دیا
سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ 15 سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ خاص کو راتوں رات

اگر تم اہل قرآن ہو تو مانو قرآن کو

یہ لوگ جو دراصل منکرین حدیث ہیں اور اس لئے منکرین حدیث کہلاتے ہیں
کہ حدیثیں معراج سے بھری پڑھی ہیں لہٰذا ان کا انکار کر دو اور اہل قرآن ہونے کا
ڈھنڈورہ پیٹو حالانکہ ان کو معلوم نہیں کہ قرآن میں معراج مصطفیٰ کا شافی بیان
موجود ہے
ان سے میرا سوال ہے کہ بتایئے کیا
حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا اور ایک دن میں ان کا دو ماہ
کا سفر فرمالینا قرآنی آیات سے ثابت ہے یا نہیں
اگر ثابت ہے تو میرے آقا کا رات کے تھوڑے سے حصے میں معراج فرمانا
تمہیں بھلا معلوم کیوں نہیں ہوتا اور تم اس کا انکار کیوں کرتے ہو؟
اگر سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا مسخر ہو سکتی ہے
تو سلیمان کے آقا علیہ السلام کیلئے کائنات مسخر کیوں نہیں ہو سکتی
تو ارشاد فرمایا لیلاً
رات کے قلیل ترین حصہ میں
یعنی رات اپنی تمام تر رعنائیوں سے گزرتی بھی رہی اور جہت معراج سے روک
بھی دی گئی اس کی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہیں

تیسری مثال

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ
السلام کو ارشاد فرمایا کہ مصر سے جب جانب کنعان واپس جانے کا ارادہ ہو تو چلتے
وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانا کیونکہ ان کی وصیت تھی کہ ان کو ان
کے آباؤ اجداد کے گورستان میں دفن کیا جائے اور اس وصیت کو مصری لوگوں نے پورا

نہ ہونے دیا آپ جب تک اس کو ہمراہ نہ لو گے سارا قافلہ اس میں پریشان رہ جائے گا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ

ہے کوئی واقف جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی کرے؟ تو اس کو انعام ملے گا

ایک بڑھیا حاضر ہو کر کہنے لگی اگر میری چند شرائط قبول ہوں تو میں قبر کا نشان بتلا دوں گی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرائط دریافت کیں

تو بڑھیا بولی

ایک تو میں نابینا ہوں میری بینائی درست ہو جائے

دوسری بات یہ ہے کہ میں بوڑھی ہوں جوان ہو جاؤں

تیسری یہ کہ بہشت میں مجھے اپنی رفاقت میں رکھنا

اللہ سے مانگ مائی اللہ سے

غور کیجئے! جناب کلیم اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ بڑھیا میں تو اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں تجھے بینائی کیسے دوں یا دلواؤں' جوانی اللہ سے مانگ مجھے وہ شرائط پیش کر جو میں پوری کر سکوں جنت میں رفاقت دینا بھی میرا کام نہیں

تو نے شرک کیا ہے معاذ اللہ یہ تمام اشیاء دینے والا ہے اللہ اور تو مجھ سے مانگ رہی ہے

شرک کے فتوے

آج کل تو اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِىْ فرمانے والے آقا علیہ السلام سے کچھ مانگ لو تو ملاں کے فتوؤں کی توپ شرک و بدعت کے ہم پر گولے برسانے لگتی ہے

تو نے رسول اللہ علیہ السلام سے مانگ لیا — تو مشرک ہو گیا

تو نے رسول اللہ علیہ السلام سے استمداد کی — تو مشرک ہو گیا

حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعدد واقعات شاہد ہیں کہ وہ رسول اللہ علیہ السلام سے دست سوال دراز فرماتے رہے:

حضرت ربیعہ نے حضور سے — جنت مانگی

حضرت قتادہ نے حضور سے — آنکھ مانگی

ایک اور صحابی نے حضور سے — اونٹ مانگا

ایک صحابی نے بموقعہ جنگ حضور سے — تلوار مانگی

حضرت خدیجہ اُم المؤمنین نے بوقت آخر حضور علیہ السلام سے آپ کی چادر بطور تبرک مانگی یہ تمام روایات احادیث کی معتبر کتب میں موجود ہیں

مگر ملاں کے شرک و بدعت کے فتوے ہمیں پر برستے ہیں

تو خیر عرض کر رہا تھا کہ اس بڑھیا نے جب یہ شرائط پیش کیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سب شرائط کو قبول فرمایا

وہ بوڑھی بینا اور جوان ہو گئی

دریائے نیل کے کنارے پر جا کر درمیان دریا کے جا کر ایک جگہ کی نشاندہی کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا صندوق یہاں پر ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کنارے دفن کیا جاتا تھا وہ کنارہ آباد و شاداب ہو جاتا اور دوسرا کنارہ بالکل اور خراب ہو جاتا تھا اس لئے یہ طے ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دریا کے درمیان دفن کیا جائے تاکہ دریا کے دونوں کنارے آباد ہو سکیں چنانچہ یوسف علیہ السلام تا حال دریا کے درمیان میں مدفون ہیں

بڑھیا کے کہنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کے صندوق کی تلاش ہوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی یَـا اِلٰـهَ الْـعَالَمِيْن چاند کو اسی جگہ ٹھہرائیے اور غروب ہونے سے روک دیجئے تاوقتیکہ ہم اس کام سے فارغ ہو لیں کیونکہ بنی

اسرائیل سے ہمارا وعدہ ہے کہ چاند غروب ہوتے وقت سب اکٹھے ہو کر مصر سے کنعان کو چل پڑیں گے اگر چاند پہلے غروب ہو گیا تو لوگوں کو چلنے کے وقت میں ایک تشویش لاحق ہو جائے گی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے چاند غروب ہونے سے باز رہ گیا حتیٰ کہ دریائے نیل کے پانی کو ایک طرف کر کے خشکی ظاہر کی گئی پھر کھدائی ہوئی تو ایک ستون برآمد ہوا اس کے ساتھ ایک زنجیر بندھا ہوا تھا پھر اس زنجیر کے بعد ایک آہنی صندوق برآمد ہوا' اس کے بعد سنگ مرمر کی صندوق نمودار ہوئی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود مسعود ودیعت تھا پھر وہ صندوق اٹھا کر چلے تب چاند غروب ہونے لگا (سیرت حلبیہ جلد اوّل ص 425)

اگر کلیم اللہ کے لئے بسط زمان ہو سکتا ہے

بتایئے جناب!

اگر حضرت یوسف کے صندوق کو حاصل کرنے کے لئے بسط زمان ہو سکتا ہے

اور چاند کو غروب ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔

تمام دریائی کھدائی

اس کے پانی کی نکاسی

اور اس سے صندوق کی برآمدگی تک

ادھر اتنا وقت گزر گیا ادھر سورج غروب ہونے سے بند کر دیا گیا

تو اگر حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے لئے وقت ٹھہرایا جا سکتا ہے

تو پھر حبیب اللہ کے معراج کے لئے بھی ہزاروں سال کا وقت ٹھہرایا جا سکتا ہے

؎ حضرت جذاں تشریف لیائے

بستر گرم برابر پائے

سال ہزاراں گذر سڈھائے

کنڈا اہلدا پانی چلدا جھوٹا پلدا

من نہ من ھن تیری مرضی رات ہکاتے گل مک گئی

نور بشر دا مسئلہ کھلیا شب اسریٰ تے گل مک گئی

وچہ پلکاں لنگھ پار سڈھایا او ادنیٰ تے گل مک گئی

حضرت علی کی نماز عصر

حضراتِ گرامی!

واقعہ بڑا مشہور ہے

میرے مولا علی المرتضیٰ کی گود ہے

میرے آقا احمد مجتبیٰ کا سر انور ہے

زمین پر عرش اعلیٰ کے نشاں معلوم ہوتے تھے

علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے

سورج ہو گیا غروب

نماز عصر ہونے لگی قضا

علی رودیئے

آنسو چہرہ مصطفیٰ پر آئے

فرمایا مَا يُبْكِيْكَ يَا عَلِيُّ

اے علی روتے کیوں ہو

عرض کیا نماز عصر قضا ہو رہی ہے سورج قریب الغروب ہے

میرے آقا نے اشارہ فرمایا تو سورج عصر کے مقام پر آ گیا

حضرت علی نے نماز عصر ادا فرمائی

(نووی شرح مسلم جلد نمبر 1 صفحہ 85' تفسیر خازن جلد نمبر 2' ص 30' کنز العمال جلد نمبر 2 ص 277' موضوعات کبیر ص 24'89)

اگر امام الاولیاء کے لئے چاند واپس بلا کر بسط زمان کیا جاسکتا ہے

تو امام الانبیاء کے لئے ساری کائنات ٹھہرا کر بسط زماں کیوں نہیں کیا جاسکتا

؎ زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم

اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمد ﷺ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

؎ خدا کی قدرت کے چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے

ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لئے تھے

فرمایا کہ لَیْلاً

رات کے تھوڑے سے حصے میں

کیونکہ لے جانے والی ذات وہ ہے کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے خاص بندے کو لے گیا۔

چوتھی مثال

حضرت یوشع علیہ السلام میدانِ اریحا میں مقوم عمالقہ سے چھ ماہ جہاد کرتے رہے جب فتح کے آثار نمودار ہونے لگے تو جمعہ کا دن تھا سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا اس زمانہ میں اس زمانہ کی شریعت کے مطابق ہفتہ کی رات اور جمعہ کے دن شکار اور جہاد حرام تھا لہٰذا جمعہ کو سورج غروب ہونے کے بعد جہاد بند کر دیا جاتا تو دشمن کے غلبہ کا اندیشہ تھا اس لئے حضرت یوشع نے دعا کی

اے خداوند! ہم پر بقایا دن کو زیادہ کرتا کہ ہم جہاد کر کے فتح حاصل کریں

اللہ تعالیٰ نے سورج کو وہیں روک دیا' حتیٰ کہ جہاد ہوتا رہا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور بنی اسرائیل کی فوجوں نے اریحا پر قبضہ جما لیا دشمنوں کو ہلاک کیا اور مالِ غنیمت حاصل کیا اس کے بعد سورج غروب ہوا۔ (درۃ التاج ص 54-55)

جتنی دیر تک سورج غروب ہونے سے محبوس رہا اتنی دیر کے بعد مغرب کی سیاہی چھائی رہی ستاروں کے ظہور میں تاخیر ہوئی چاند نے اپنی منازل طے کرنا موقوف کر دیا بلکہ سارا نظام عالم ہی بند رہا

تو اگر حضرت یوشع اور ان کی قوم کے جہاد کے لئے نظام عالم کو روکا جاسکتا ہے

تو پھر اسی طرح محبوب علیہ السلام کے اس طویل و عریض سفر کے لئے کیوں نہیں روکا جاسکتا؟

اگر حضرت جبریل آنِ واحد میں سدرہ سے کنعان پہنچ سکتے ہیں

تو جبریل کے آقا بھی آنِ واحد میں مسجد اقصیٰ سے لامکان پہنچ سکتے ہیں

اگر حضرت جبریل آنِ واحد میں سدرہ سے جنت اور جنت سے مکہ معظمہ جلوہ فرما ہوسکتے ہیں

تو جبریل کے آقا بھی آنِ واحد میں مسجد حرام سے اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے مقامِ قربِ خاص پر جلوہ فرما ہوسکتے ہیں

اگر کلیم اللہ علیہ السلام اور ان کی قوم کے لئے چاند کو محبوس کر کے نظام کائنات کو روکا جاسکتا ہے

اگر یوشع علیہ السلام کے لئے سورج کو محبوس کر کے وقت کو روکا جاسکتا ہے

تو حبیب اللہ علیہ السلام کے لئے کیوں نہیں روکا جاسکتا

قرآن کا مطالعہ کیجئے

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک طرف تو رفتارِ عالم رک جائے اور دوسری طرف چلتی بھی رہے تو اس سے کہا جائے گا قرآن پڑھو اور بخت نصر و بنی اسرائیل کی تاریخ کی ورق گردانی کرو

بخت نصر ایک کافر بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل پر غالب ہوا شہر بیت المقدس کو خراب کیا تمام لوگوں کو پکڑ کر بردہ بنا لیا تب حضرت عزیر علیہ السلام بنی اسرائیل میں

مبعوث ہوئے اس شہر پر گزرے دیکھ کر تعجب کیا کہ یہ شہر دوبارہ کیسے آباد ہوگا خدا کے حکم سے اس جگہ ان کی روح قبض ہوئی پھر سو برس کے بعد زندہ کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم کتنی دیر سوتے رہے عرض کیا ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم عرصہ سویا رہا ہوں فرمایا بلکہ تم تو سو برس سوتے رہے ہو

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ (پ3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 259)

''اب دیکھو اپنے کھانے یعنی زیتون کے پھلوں اور اپنے پینے کے پانی یعنی انگوروں کے نچوڑ کو کہ نہیں سڑے اور انہیں بدلے جوں کے توں تازہ دھرے ہیں اور دیکھو اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ بنانا چاہتے ہیں لوگوں کے لئے اور دیکھو ہڈیاں کس طرح جڑتی ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں''

پھر جب ان پر یہ سب قصہ ظاہر ہوا کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے

ایک آن بھی نہ گزری تھی

حضراتِ گرامی!

حضرت عزیر پر بھی	سو سال گزر گئے
ان کے کھانے پر بھی	سو سال گزر گئے
ان کے گدھے پر بھی	سو سال گزر گئے
مگر کھانا حسب دستور	تروتازہ
پانی حسب سابق	ٹھیک ٹھاک
اور گدھا	ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا

یہی سو سال حضرت عزیر کو دن یا دن سے کچھ کم معلوم ہوا

اسی سو سال کا کھانے پر کچھ اثر نہ ہوا

اسی سو سال نے گدھے کو نیست و نابود کر دیا

پھر جب اس ہڈیوں کے ڈھانچے پر گوشت چڑھا اور اس پر سوار ہو کر حضرت عزیر علیہ السلام چلے تو آپ کی عمر چالیس برس تھی سو سال گزرنے کے باوجود آپ کی عمر وہی رہی

جب گھر گئے تو آپ کا بیٹا جس کو دس سال کی عمر کا چھوڑ کر گئے تھے ایک سو دس سال کی عمر کا بوڑھا ہو چکا تھا اور آپ کی ایک لونڈی جس کو بیس سال کی عمر میں دیکھا تھا ایک سو بیس سال کی ہو گئی تھی۔

کائنات پر تو	سو برس گزر گئے
زیتون اور انگور کے نچوڑ پر	ایک آن بھی نہ گزری تھی
بیٹوں اور لونڈیوں پر تو	سو سال بیت گئے
عزیر علیہ السلام پر	ایک پورا دن بھی نہ گزرا تھا

اسی طرح شب معراج کائنات پر ہزاروں سال گزر گئے مگر محبوب علیہ السلام پر ایک آن بھی نہ گزری تھی

فرمایا: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا (پ15 سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی رات کے قلیل ترین حصہ میں

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

گھڑی کی مثال

حضراتِ گرامی!

آپ ذرا گھڑی پر غور کریں
اس میں تین قسم کی سوئیاں ہیں

ایک	سیکنڈوں والی
ایک	منٹوں والی
ایک	گھنٹوں والی

اس میں چابی لگی ہوئی ہے
چابی کو بھر دیں ہر سوئی اپنے اپنے مقام پر چلتی رہے گی
چابی کو نکال دیں ہر سوئی اپنے اپنے مقام پر رک جائے گی
جب تک چابی دوبارہ نہ بھریں جہاں جہاں سوئی تھی وہیں کھڑی رہے گی
جب دوبارہ چابی بھریں گے تو جہاں سوئیاں رکی تھیں وہیں سے چل پڑیں گی
کیونکہ چابی گھڑی کی جان ہے جان نکل گئی تو گھڑی رک گئی

مردے کی مثال

زید مرگیا

بازو جہاں تھا	وہیں رہ گیا
ٹانگیں جہاں تھیں	وہیں رک گئیں
آنکھیں اگر کھلی تھیں	کھلی ہی رہ گئیں

اس میں دوبارہ جان ڈال دی جائے تو ہر چیز اسی مقام سے آگے چلے گی جہاں رُکی ہوئی تھی اسی طرح میرے آقا سارے عالم کی جان ہیں
جب وہ تشریف لے گئے
کائنات کی ہر چیز جہاں تھی وہیں رُک گئی
ہزاروں سال رکی رہی
اور جب ہزاروں سال کے بعد حضور علیہ السلام اس عالم میں جلوہ فرما ہوئے

تو ہر چیز جہاں رُکی تھی وہیں سے چل پڑی
ادھر ہزاروں سال گزر گئے
ادھر ایک لمحہ بھی نہ گزرا

زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

فرمایا	لَیْلًا	رات کا قلیل ترین حصہ
لمحہ بھر گزری	رات تھی	
محب اور محبوب کی	ملاقات تھی	

ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ ختم قرآن

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معراج کا سارا واقعہ ایک لحظہ میں ہونے میں کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو تھوڑے وقت کو بہت فرما دے اور اگر اسے منظور ہو تو بہت وقت تھوڑا ہو جائے

چنانچہ علامہ حقی علیہ الرحمت کے مرشد کامل قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہ سچی بات ہے اور میں نے بذریعہ کشف بھی اسے درست پایا ہے اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰ سدرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھا ہوا ہے کہ جو حضرت ابی مدین کے اکابر اصحاب میں سے تھے کہ آپ ہر دن میں ستر ہزار مرتبہ قرآن مجید کا از اوّل تا آخر ختم کر لیتے تھے اگر اس پر محمول کیا جائے کہ دن کو پینتیس ہزار ختم اور رات کو پینتیس ہزار ختم کر لیتے تھے جیسا کہ عادت ہے کہ ایک ختم دن کو ایک اور ایک ختم رات کو کر لیا جائے تو اس حساب سے ایک دن کی مقدار ستانوے سال دو ماہ بیس دن ہوتی ہے گو تلاوت کرنے والے کی تیز لسانی کے لحاظ سے اس سے کم مدت کا بھی احتمال ہے۔

(حاصل کلام تفسیر روح البیان شریف جلد نمبر 2 ص 404)

حضرت علی کا ختم قرآن

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رکاب میں قدم رکھتے تھے تو دوسری تک پیر جاتے جاتے

قرآن ختم کر دیتے تھے۔ (شمائم امدادیہ ص 131)

اگر ایک ولی ستانوے سال دو ماہ بیس دن کا کام ایک دن رات میں فرما سکتا

ہے

تو معراج کا دولہا بھی ایک آن میں ہزاروں سال کا سفر طے فرما سکتا ہے

اگر حضرت علی گھوڑے کی دونوں رکابوں میں قدم ڈالتے ہوئے قرآن ختم فرما

سکتے ہیں

تو حضرت نبی علیہ السلام بھی آنکھ جھپکنے میں سیر لا مکاں فرما سکتے ہیں

واقعہ تخت بلقیس

قرآن کریم میں ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا

مجھے بلقیس کے آنے سے قبل تخت بلقیس چاہیے

ایک جن نے کہا کہ میں لے آتا ہوں

فرمایا کتنی دیر میں

کہا آپ کی کچہری برخاست ہوگی تو تخت موجود ہوگا

فرمایا ہمیں جلدی چاہیے

حضرت آصف بن برخیا نے کہا میں لے آؤں گا

فرمایا کتنی دیر میں

عرض کیا

قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (پ 19 سورۃ النمل آیت نمبر 40)

آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ (ایضاً)

پھر جب آپ نے آنکھ جھپک کر دیکھا تو تخت ان کے پاس موجود تھا

میرے بزرگو اور دوستو!

اگر سلیمان علیہ السلام کا غلام آنکھ جھپکنے سے پہلے ہزاروں میلوں سے

ہزاروں من وزنی تخت لا سکتا ہے

تو میرا محبوب بھی آنکھ جھپکنے سے پہلے سفر معراج فرما سکتا ہے

یہ کوئی ڈائجسٹ نہیں ہے

یہ کوئی ناول نہیں ہے

یہ کوئی قصہ و کہانی نہیں ہے

یہ اللہ کی لاریب کتاب قرآن کا واقعہ ہے

فرمایا

لَیْلاً

رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کروائی

شب کے قلیل ترین حصہ میں سفر معراج کروایا

عقل ہو تو مانے

ایک شخص کہتا ہے کہ میں اسے تسلیم نہیں کرتا

کیوں؟

جی اس لئے کہ عقل نہیں مانتی

بھئی عقل ہو تو مانے

اگر عقل ہو ہی نہ

؎ عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کر گرا غش آ گیا

اور ابھی منزلوں پہ پرے پہلا یہ آستاں ہے

عقل تو — جنت کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی

عقل تو — جہنم کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی

عقل تو — ملائکہ کے وجود کو تسلیم نہیں کرتی

تو یہ سب کچھ ہم نے تسلیم کیا کیوں؟

اس لئے کہ ہمارے آقا و مولا نے ہمیں بتایا کہ

جنت بھی — ہے

جہنم بھی — ہے

ملائکہ بھی — ہیں

اسی طرح عقل تو تسلیم نہیں کرتی کہ آن واحد میں میرے آقا لامکاں تک سفر فرمائیں اور اسی آن میں واپس بھی تشریف لائیں مگر چونکہ آپ نے فرمایا ہے اس لئے ہمارا اس پر ایمان ہے کہ

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

طے زمانی کی ایک مثال

حضرت عماد الدین احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے اس راز کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: طے زمانی اور بسط زمانی ایک مخصوص شان ہے جو بعض اولیاء کرام پر ظاہر ہوتی ہے

پھر حضرت شہاب الدین سہروردی نے اس واقعہ کی تصدیق کے لئے ایک قصہ سنایا اور فرمایا کہ شیخ الشیوخ حضرت ابن السکینہ کا ایک ڈھلیا مرید تھا ان کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ جمعہ کے دن مشائخ کرام کے لئے مصلے بچھایا کریں اور بعد نمازِ جمعہ لپیٹ کر خانقاہ شریف میں واپس لائیں

ایک جمعہ کے موقع پر انہوں نے مصلے لپیٹے تا کہ جامع مسجد میں جائیں چاہا کہ

اوّل ذرا دجلہ پر غسل کریں چنانچہ دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچ کر کپڑے اتارے تہبند باندھا دریا میں اتر کر غوطہ لگا دیا جب پانی سے باہر آیا دیکھا کہ نہ وہ کنارہ ہے نہ ہی وہ کپڑے ہیں

لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ دریائے نیل ہے اور اس کے قریب شہر مصر ہے انہیں سخت تعجب ہوا

پانی سے باہر نکلے اور وہی تہبند باندھے شہر میں چلے گئے وہاں ایک ڈھلیہ کی دکان ملی اس پر کھڑے ہو گئے دکاندار نے فراست سے جانا کہ یہ اہل فن ہے انہیں عزت اور احترام سے بٹھایا اور گھر لے گیا

مختصر یہ کہ اپنی لڑکی کی شادی اس سے کروادی سات سال تک یہاں رہا تین بچے ہو گئے ایک روز پھر دریائے دجلہ پر گئے اور غوطہ لگایا جب پانی سے باہر ظاہر ہوئے تو اپنے آپ کو اس جگہ پایا جہاں سات قبل غوطہ لگا چکا تھا اور دیکھا کہ کپڑے بھی اسی جگہ پڑے ہیں جہاں اتارے تھے

آپ نے کپڑے پہنے اور خانقاہ شریف میں آئے تو مصلے جیسے لپیٹ گئے تھے ویسے ہی ملے بعض لوگ کہنے لگے کہ آپ تو دجلہ سے بہت جلدی واپس لوٹ آئے غرضیکہ یہ مصلے مسجد میں لے گئے اور نماز جمعہ پڑھی پھر انہیں خانقاہ شریف میں لائے جس کے بعد حیرت و استعجاب میں جلدی جلدی گھر چلے گئے وہاں بیوی نے کہا جن مہمانوں کی خاطر مچھلی تلنے کو کہہ گئے تھے میں نے مچھلی تل رکھی ہے انہوں نے مہمانوں کو بلا کر کھانا کھلایا

پھر شیخ طریقت ابن السکینہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا تو شیخ طریقت نے فرمایا کہ تم مصر سے اپنی بیوی اور بچے لے آؤ چنانچہ یہ وہاں گئے اور تینوں بچے اور بیوی کو لے آئے جب ابن السکینہ نے دیکھا تو تصدیق فرمائی اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الزَّمَانَا لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ مَعَ قَصْرِہٖ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ (شرح قصیدہ بردہ شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے بعض بندوں کے لئے بسط زمان فرما دیتا ہے اور بعض کے لئے زمان مقصور رہتا ہے

سوچنے کی بات ہے کہ

حضراتِ گرامی!

اگر ایک خادم خانقاہ کے لئے اللہ تعالیٰ بسط زماں فرما کر بذریعہ نہر یا دریا مقام بدل سکتا ہے اور دوسرے مقام پر سات سال گزار سکتا ہے پھر اس کا اس دوسرے شہر میں نکاح اور پھر اس نکاح کی بدولت تین بچے ہوتے ہیں اور سات سال گزر جاتے ہیں اور پھر جب اسے سابقہ مقام پر ربِّ کریم لاتا ہے تو ایک لمحہ بھی گذرا نہیں ہوتا بلکہ وہ اسی جمعہ کے لئے وہی مصلے بچھاتا ہے اور گھر پر وہی مہماں موجود ہوتے ہیں اور مچھلی تیار ہوتی ہے

تو سوچنے کی بات ہے

اگر اللہ تعالیٰ اپنے ایک عام بندے کے لئے سات سال کو ایک آن میں بند فرما سکتا ہے

تو وہ اپنے محبوب علیہ السلام کے لئے ہزاروں سال کو ایک لمحہ میں بند کیوں نہیں کرسکتا

؎ زنجیر رہی ہلتی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سر عرش گئے آئے محمد ﷺ

فرمایا کہ سیر کرائی محبوب کو

لَیْلاً

رات کے قلیل ترین حصہ میں

ادھر ہزاروں سال — بیت گئے

ادھر ایک لمحہ بھی پورا — نہ بیتا تھا

کنڈا ہل رہا تھا — پانی چل رہا تھا — بستر مبارک گرم تھا

ایک اور مثال

سلطان ہمایوں کے زمانہ میں ایک شخص شمس آباد میں فن سیمیا کا ماہر تھا لوگوں کو بڑے بڑے عجائبات دکھاتا تھا ایک دن شیخ احمد فرلی اور شیخ احمد استاذ جو اپنے وقت کے مشہور اکابر علماء میں تھے دونوں نے مشورہ کیا اور اس مکان پر تشریف لے گئے اور کہا ہمیں کچھ دکھائیے

اس نے تنکوں کا گول چھپر بنایا اور شیخ احمد فرلی سے عرض کی کہ آپ اس چھپر کے نیچے سے گزریں آپ نے جونہی قدم مبارک رکھا سب کچھ خیال ذہن سے محو ہو گیا اور یہ ذہن میں آ گیا کہ اپنے وطن سے گجرات جا رہا ہوں غرض یہ کہ قطع منازل کرتے ہوئے اور طے مراحل کے بعد ایک مدت کے بعد گجرات پہنچے وہاں ایک باغ دیکھا آپ نے وہاں سے کچھ پھل توڑے اچانک باغبان آ گیا اور اس نے پکار کر کہا کہ یہ پھل تو نے کیوں توڑے ہیں کیونکہ یہ تو سرکاری باغ کے میوہ جات ہیں حتیٰ کہ آپ کو گرفتار کر لیا اور سلطان کے سامنے پیش کیا

سلطان نے دیکھا اور فراست سے جانا کہ یہ تو کوئی شریف آدمی ہے باغبان کو زجر و توبیخ کی اور نہایت تشنیع سے کہا کہ تو نے ایک شریف آدمی کو ناحق ستایا اور پریشان کر دیا ہے پھر شیخ سے پوچھا

آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

میرا نام فرلی ہے اور میرا وطن قنوج ہے

میں تیرے شہر میں ملازمت کے لئے آیا ہوں

بادشاہ نے کہا

آپ شوق سے رہ سکتے ہیں میں آپ کو ملازمت دے دیتا ہوں

پھر دو گھوڑے دیئے سامان رہائش کا مکان وغیرہ مل گیا حتیٰ کہ شیخ فرلی یہاں چند سال رہ گئے شادی کی اولادیں ہوئیں اور بادشاہ کی ملازمت کرتے رہے یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے موئے سیاہ کی بجائے سفید بال ہو گئے

اچانک ایک دن سیر و سیاحت کے دوران ایک جگہ وہی جھونپڑہ نظر آیا اس کی طرف چند قدم بڑھے تو شیخ احمد استاذ کو دیکھا بڑے تپاک سے آگے آئے اور معانقہ کر کے فرمانے لگے آپ کب گجرات آئے؟

این گجرات انما نحن فی شمس آباد فی بیت السیماوی وانت الساعة دخلت الخص و رجعت فالان تذكر .

گجرات کہاں ہم تو شمس آباد میں سیماوی کے گھر ہیں آپ ابھی تنکوں کے جھونپڑوں میں داخل ہوئے اور ابھی واپس آ گئے لہٰذا سوچ سمجھ کر بات کرو

معاً یہ بات سنتے ہیں شیخ احمد فرلی کو یاد آ گیا کہ یہ سب کچھ سیماوی نے عجوبہ دکھایا ہے۔ (شرح قصیدہ بردہ از علامہ سیّد ابوالحسنات)

اگر شیخ فرلی پچاس برس دوسرے شہر میں رہیں

اس علاقہ کے بادشاہ کی ان برسوں میں ملازمت بھی کریں

ان کی وہاں پر شادی بھی ہو اور اولادیں بھی ہوں

پھر واپس آئیں تو شمس آباد میں ایک لمحہ بھی نہ گزرا ہو

بس آنا اور جانا ہوا ہو

تو یہ ولی کی کرامت ہے

اسی طرح اگر نبی کریم علیہ السلام

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف لے جائیں

مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر تشریف لے جائیں

آسمانوں سے سدرۃ المنتہیٰ پر جلوہ فرما ہوں

پھر کرہ ناری وزمہریری عبور فرمائیں

پھر ستر ہزار نوری حجابات طے فرمائیں

پھر قاب قوسین پر جلوہ فرمائیں

تو یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ ہوا کرتا ہے

معجزہ ہوتا ہی وہ ہے جس سے عقل انسانی عاجز ہو

ادھر ہزاروں سال گزر جائیں

ادھر ارشاد ربانی ہو:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو سیر کروائی رات کے قلیل ترین حصہ میں کسی کی عقل نہیں مانتی تو نہ مانے

اللہ تو قادر وسبحان ہے ایسا فرما سکتا ہے

سارے انسانوں کا حساب ایک دن میں

حضراتِ گرامی!

غور کیجئے کہ بروز محشر ساری انسانیت کا حساب و کتاب ہوگا

جتنے انسان پیدا ہو چکے ان کا بھی

جتنے انسان پیدا ہو رہے ہیں ان کا بھی

جتنے قیامت تک پیدا ہوں گے ان کا بھی

لیکن وقت کتنا لگے گا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِیْ یَوْمٍ

ایک ہی دن میں ہوگا

مگر اس دن کی مسافت کتنی ہوگی اور اس کی مقدار کیا ہوگی۔

فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (پ29 سورۃ المعارج آیت نمبر 4)

ایک ہی دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

ادھر پچاس ہزار سال گزر جائیں گے

ادھر ایک ہی دن معلوم ہوگا

تو جو قادر وسبحان پچاس ہزار سال کو ایک دن میں محبوس فرما سکتا ہے

وہی قادر وسبحان ہزاروں سال کو ایک آن میں محبوس فرما سکتا ہے

لَیْلًا

رات کے قلیل ترین حصہ میں

سرکار علیہ السلام تشریف لے بھی گئے

سرکار علیہ السلام تشریف لے بھی آئے

ع ابھی نہ تاروں نے چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

کس نے بلایا

کون تشریف لے گیا؟

کتنا وقت لگا؟

انتہائے سفر کیا تھی؟

ابتدائے سفر کیا تھی؟

سب نص قطعی سے ثابت ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ

السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ (پ15 آیت نمبر 1 سورۂ بنی اسرائیل)

کس نے بلایا؟

ذات سبحان نے

کون تشریف لے گیا؟

عبدِ خاص تشریف لے گیا

کتنا وقت لگا؟

رات کا قلیل ترین حصہ

ابتدائے سفر کیا تھی؟

مسجد حرام

انتہائے سفر کیا تھی؟

مسجد اقصیٰ

وجہ سفر کیا تھی؟

آیات ربانی کا مشاہدہ

یہ سب کچھ اس نص قرآنی سے ثابت ہے انکار کرنے والے ہوش کے ناخن لیں اور انکار قرآن سے بچیں

کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی ذاتی ونفسانی خواہشات کے مطابق عقیدہ رکھنے سے منکرین قرآن ٹھہریں اور دائرۂ اسلام سے ہی خارج ہو جائیں اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں

طے مکانی کی ایک اور مثال

صاحب درۃ التاج نفحات الانس کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص ابو المعالی نام حضرت غوث الاعظم سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی مجلس وعظ میں حاضر تھے چنانچہ اثنائے مجلس میں انہیں ایک بڑا تقاضا پیش آیا اور باہر جانے

بلکہ کثرت انبوہ خلقت کے باعث ہلنے جلنے کی طاقت نہ رہی مجبور ہو کر استغاثہ کے طور پر حضرت غوث پاک کی طرف متوجہ ہوئے

حضرت پاک منبر کے ایک پایہ سے اُترے اور پہلے پایہ پر ایک سر مانندان کے سر مبارک کے ظاہر ہوا جب حضرت صاحب دوسرے پایہ پر اترے وہ نیچے کا سر مبارک بمع ہر دو کندھوں کے ظاہر ہوا اس طرح حضرت صاحب جب اترتے وہ صورت زیادہ ہوتی جاتی یہاں تک کہ وہ صورت بعینہٖ مثل صورت حضرت غوث الاعظم کے بن گئی اور وعظ فرمانا شروع کر دیا اور آواز مثل آواز غوث اعظم کے تھی اور کلام اس کی مثل کلام غوث پاک کے تھی اور اس کو اس شخص کے سوایا جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا کسی شخص نے نہ دیکھا پھر غوث اعظم اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین مبارک یا رومال مبارک سے اس شخص کو چھپالیا

اس شخص نے اپنے آپ کو ایک کشادہ جنگل میں پایا وہاں ایک ندی میں پانی بہتا تھا اور ندی کے کنارے درخت تھے ایک درخت پر چابیوں کا دستہ لٹکا دیا اور اس کے بعد وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی ہر دو طرف سلام پھیرا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنا رومال اٹھایا تو اس نے اپنے آپ کو مجلس وعظ میں دیکھا اور اپنے اندام کو وضو کے پانی سے تر پایا اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ منبر پر وعظ میں مشغول تھے

گویا ہرگز نیچے ہی نہیں اترے

وہ شخص خاموش رہ گیا اور کسی کو نہ بتایا

چابیوں کا گچھا تلاش کیا جیب میں نہ پایا بڑی مدت کے بعد عجم جانے کا قصد کیا ادھر سے جب گذر ہوا سفر کرتے ہوئے چودہ دن بغداد کا سفر کیا دیکھا تو ایک جنگل اس جنگل سا نظر آیا وہیں اس نے ندی کے کنارے وضو کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا اس جنگل کا نقشہ اس جنگل کی طرح نظر آیا جہاں پہلے آیا تھا اور ندی بھی وہی ہے جہاں وضو کیا تھا کچھ دور ندی کے کنارے پر چلا تو اس کو وہ جگہ نظر آئی جہاں وضو کیا تھا اتنے

میں اس درخت کو دیکھا جس پر چابیوں کا گچھا لٹکا ہوا تھا۔

جب بغداد واپس آیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے بہت آہستہ سے اس کے کان میں ارشاد فرمایا:

”ابو المعالی! جب تک ہم زندہ ہیں اس راز کو کسی پر نہ ظاہر کرنا اور نہ بتانا“۔

(نفحات الانس ص465)

اگر امام الاولیاء کی یہ شان ہے تو

تو اگر

میرے غوث اعظم اپنا رومال کسی درویش پر رکھ کر سیکنڈوں میں چودہ میل دور قضائے حاجت کرا سکتے ہیں اور اپنے مقام سے غائب بھی نہیں ہوتے اور بعد میں اس چودہ دنوں کا سفر کیا جاتا ہے تو وہ چابیاں جس درخت پر لٹکائیں تھیں موجود ہوتی ہیں

تو یہ ہے نواسہ کا مقام

نبی اعظم علیہ السلام کے سفر کا مقام کیا ہوگا

یہ ہے امام الاولیاء کا مقام

امام الانبیاء علیہ السلام کے سفر معراج کا مقام کیا ہوگا

اگر امتی ہو کر شیخ عبد القادر جیلانی 14+14=28 میل کا سفر آنکھ جھپکنے میں کروا سکتے ہیں

تو میرا رب بھی سفر معراج آنکھ جھپکنے میں کروا سکتا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات سیر کروائی۔

یہ چند امثلہ ہم نے عقیدہ پختہ کرنے کے لئے پیش کیں ہیں

حضراتِ گرامی!

یہ چند امثلہ ہم نے قرآن و تفسیر و حدیث اور صوفیاء کرام سے دی ہیں تا کہ
بشریت مصطفیٰ کے معراج کو جسمانی تسلیم کرنے کا عقیدہ پختہ ہو

تاجدار گولڑہ اور مسئلہ معراج

ورنہ عصرِ حاضر میں غوث زماں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے
کسی نے پوچھا

’’جی یہ کیسے ہوسکتا ہے ایک لمحہ میں یہ سارا سفر ممکن ہو جائے‘‘

فرمایا: میرے قریب آ جاؤ...... جب وہ قریب آیا تو آپ نے اپنے گوئے مبارک کا
رومال اتار گلے پر رکھ کر کہا اللہ اکبر

جھٹکا دیا تو رومال گردن سے پار
پھر گردن پر رومال مبارک رکھ کر فرمایا: اللہ اکبر
جھٹکا دیا تو رومال مبارک پھر گردن سے پار ہو کر گلے میں آ گیا
فرمایا: نادان دیکھ لے
بس اسی طرح گئے اور اسی طرح آئے
تو ارشاد فرمایا کہ
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)
پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گئی اپنے عبد خاص کو

آقا کا قدم اوپر

ہر چیز نیچے
سدرہ نیچے
کرۂ زمہریری نیچے
کرہ ناری نیچے
ہوائیں نیچے

فضائیں نیچے
خلائیں نیچے
ساتوں آسمان نیچے
عرش اعلیٰ نیچے

پھر

حکم تھا اے فلک اب قدم چوم لے
جھک کے ہر اک ملک اب قدم چوم لے
عرش بھی بے دھڑک اب قدم چوم لے
تجھ پہ شاہ دنیٰ آج کی رات ہے

کمالات حبیب پر ہی تنقید کیوں؟

پھر حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ
مسجد اقصیٰ سے تمام انبیاء حضور نبی اکرم علیہ السلام کے استقبال کے لئے اپنے
اپنے مقامات پر پہنچے

کچھ انبیاء علیہم السلام پہلے آسمان پر
کچھ انبیاء علیہم السلام دوسرے آسمان پر
کچھ انبیاء علیہم السلام تیسرے آسمان پر
کچھ انبیاء علیہم السلام چوتھے آسمان پر
کچھ انبیاء علیہم السلام پانچویں آسمان پر
کچھ انبیاء علیہم السلام چھٹے آسمان پر
کچھ انبیاء علیہم السلام ساتویں آسمان پر
جبریل امین علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر

ان سب انبیاء علیہم السلام کے حضور علیہ السلام سے علیک سلیک کرنے اور اجازت لے لینے کے بعد آناً فاناً اپنے اپنے مقام پر استقبال مصطفیٰ علیہ السلام پر تو کوئی تنقید نہیں کرتا؟

آجاکے ہمارے آقا علیہ السلام پر اعتراض کیوں؟

وہ اپنی قبروں سے پہنچے — مسجد اقصیٰ میں

مسجد اقصیٰ سے پہنچے — اپنے اپنے مقام پر

منکر یہ سب کچھ اس لئے نہیں مانتا کہ اگر یہ سب کچھ تسلیم کرلیا تو

انبیاء کی حیات طیبہ کو — ماننا پڑے گا

انبیاء کے خداداد تصرف کو — ماننا پڑے گا

انبیاء کا آن واحد میں — آنا جانا ماننا پڑے گا

اور جب ان مقتدیوں کے یہ تمام کمالات مان لئے تو حبیب پاک کے کمالات کو بھی لازمی ماننا پڑے گا

لہٰذا سرے سے معراج جسمانی کا ہی انکار کرو

تم جہنم کا ایندھن بن رہے ہو

میں کہتا ہوں منکرو

چلو تم حدیث کے منکر ہو تو ہوتے رہو

اہل قرآن ہو کر تو مانو کہ

ربّ — قادر ہے

ربّ — قدیر ہے

ربّ — ہر ناممکن کو ممکن فرما سکتا ہے

لہٰذا سفر معراج بھی اپنے حبیب کو چند لمحوں میں کروا سکتا ہے

سفر معراج جسمانی کا انکار کر کے تم خدا کی قدرت کا صریح انکار کر رہے ہو اس

لئے تم دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر جہنم کا ایندھن بن رہے ہو

بچاؤ اپنے آپ کو — عذاب خدا سے

بچاؤ اپنے آپ کو — ناراضگی مصطفیٰ سے

ابھی بھی وقت ہے غلط عقائد سے توبہ کرلو اور آؤ قرآن کے دعوے دارو قرآن سے ہی پوچھ لو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے خاص بندے کو راتوں رات

سارے منکرین قرآن کی — بات سچی ہے؟

یا کہ اس احکم الحاکمین کا قرآن — سچا

اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ الاعلیٰ منکرین معراج کو شرح صدر عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

حضرت شیخ فرید الدین عطار نے کیا خوب فرمایا:

آنکہ آمد نہ فلک معراج او

انبیاء و اولیاء محتاج او
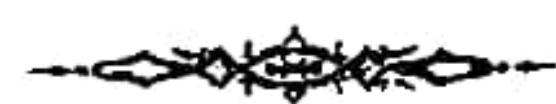
تیسرا خطبہ: رجب المرجب

معراج مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاۗءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

آج حضور کی زبانی ذکر معراج ہوگا

حضراتِ گرامی!

کتب احادیث معراج مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بھری پڑی ہیں ہم ان احادیث کو بیان کرنے کا شرف حاصل کریں گے جو علماء محدثین کے نزدیک تمام شرائط پر پوری اترتی ہیں اور جس کو خود سرکار مدینہ سرور سینہ علیہ السلام نے بیان فرمایا

ہے تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہ سکے اسی لئے میں نے کسی ایک حدیث مبارکہ کو عنوان تقریر نہیں بنایا تاکہ کسی طرف سے انگشت نمائی نہ ہوسکے

ذرا ایک مرتبہ پھر درود شریف پڑھ لیجئے تاکہ برکت ہو جائے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

میرے پاس فرشتہ آیا

گرامی قدر حضراتِ سامعین! شب اسریٰ کے دولہا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

بَیْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَیْتِ بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ (بخاری الشفا جلد نمبر 1 ص 192)

میں بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کے درمیان تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں حجر اسود کے پاس اور ایک روایت کے مطابق ہے کہ میں حطیم کے قریب آرام فرما رہا تھا۔ (شفا قاضی عیاض جلد نمبر 1 ص 193)

ایک روایت میں ہے کہ میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا کہ

اَتَانِیَ الْمَلَکُ (فتح الباری جلد نمبر 13 ص 417' عمدۃ القاری جلد نمبر 25 ص 173)

میرے پاس فرشتہ آیا

قرآن فرماتا ہے

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

مسجد حرام سے

یعنی کہ ابتداء سفر معراج مسجد حرام سے ہوئی

کیونکہ حطیم' حجر الاسود' بیت اللہ تمام مسجد حرام میں ہے اس لئے قرآن نے مسجد حرام کا ذکر فرما دیا

بیت اُم ہانی بنت ابی طالب

بعض شارحین کہتے ہیں کہ جس طرح طبرانی اور درۃ التاج ص 82 پر ہے کہ

بیت اللہ شریف اور بیت اُم ہانی (رضی اللہ عنہا) جو کہ حضرت ابو طالب کی شہزادی اور حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کی سگی ہمشیرہ اور نبی کریم علیہ السلام کی چچا زاد بہن ہیں ان کے گھر آرام فرما رہے تھے دونوں کی دیوار مشترکہ تھی۔

مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں ہے کہ:

رُبَمَا قَالَ فِی الْحَجْرِ یُؤَیِّدُ قَوْلَ الْحَنَفِیَّةِ بِاَنَّ الْحَطِیْمِ هُوَ الْحَجْرُ لِاَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةً ثُمَّ اخْتَلَفَتِ الرِّوَایَاتُ فِیْ تَعِیْنِ مَکَانِ الْاَسْرَاءِ فَفِیْ بَعْضِهَا وَاَنَا فِی الْحَطِیْمِ وَفِیْ بَعْضِهَا فِی الْحَجْرِ وَفِیْ بَعْضِهَا بَیْنَا عِنْدَ الْبَیْتِ وَفِیْ بَعْضِهَا فُرِجَ سَقْفُ بَیْتِیْ وَاَنَا بِمَکَّةَ وَفِیْ بَعْضِهَا اُسْرِیَ بِهٖ مِنْ شِعْبِ اَبِیْ طَالِبٍ وَفِیْ بَعْضِهَا فِیْ بَیْتِ اُمِّ هَانِیْ وَهُوَ اَشْهَرُ وَالْجَمْعُ بَیْنَ هٰذِهِ الْاَقْوَالِ عَلٰی مَا ذَکَرَ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ اَنَّهٗ بَاتَ فِیْ بَیْتِ اُمِّ هَانِیْ وَبَیْتُهَا فِیْ شِعْبِ اَبِیْ طَالِبٍ فَفُرِجَ سَقْفُ بَیْتِهٖ وَاَضَافَ الْبَیْتَ اِلٰی نَفْسِهِ الشَّرِیْفَةِ لِتَبْوِیْتِهٖ فِیْهِ فَنَزَلَ مِنْهُ الْمَلَکُ فَاَخْرَجَهٗ مِنَ الْبَیْتِ اِلَی الْمَسْجِدِ الخ (مشکوٰۃ شریف ص 526 حاشیہ نمبر 11)

کبھی فرمایا: حجر میں مؤید ہے حنفیوں کے قول کا بایں طور کہ حنفی کہتے ہیں حطیم حجر ہی ہے اس لئے کہ قصہ ایک ہی ہے پھر مختلف روایات ہیں سیر معراج کے مکان کی تعیین میں بعض روایات میں ہے کہ میں حطیم میں تھا اور بعض میں ہے کہ میں حجر میں تھا اور بعض میں ہے کہ میں بیت اللہ کے پاس تھا اور بعض میں ہے کہ میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا اس حال میں کہ میں مکہ میں تھا اور بعض میں ہے کہ مجھے شعب ابی طالب سے سیر کرائی گئی اور بعض میں ہے کہ ام ہانی کے گھر میں اور یہی قول زیادہ مشہور ہے اور ان اقوال میں جمع کی صورت اس طرح ہے جس

طرح کہ فتح الباری میں ذکر ہوا کہ آپ نے رات گزاری ام ہانی کے گھر اور ان کا گھر شعب ابی طالب میں ہے پس آپ کے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا اور آپ نے گھر کی نسبت اپنی طرف اس لئے فرمائی کہ آپ وہاں اس رات آرام فرما تھے پس فرشتہ اترا اور آپ کو گھر سے مسجد لے گیا۔

مکہ کے تمام کفار — دشمن
تمام رؤساء قریش — دشمن
تمام برادری — دشمن
مکہ کے در و دیوار — دشمن

ان حالات میں شیر خدا کے خاندان کی چشم و چراغ نے عرض کیا آقا

آپ — آرام فرمائیں
میں آپ کا — پہرا دیتی ہوں

ادھر اللہ کریم نے اپنی قدرت والی زبان سے فرمایا مجھے بھی یہی منظور ہے

شب ہجرت بستر رسول پر اگر لیٹے — تو فرزند ابو طالب
شب معراج رسول کا پہرا دے — تو دختر ابو طالب

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

اس درِ یتیم کی بچپن سے — جوانی تک
جوانی سے — اعلانِ نبوت تک اور اس کے بعد تک
خدمت و حفاظت کرے تو — ابو طالب
شب معراج و شب ہجرت خدمت
و حفاظت کرے تو — اولادِ ابو طالب

اب بھی منکرین ایمان ابی طالب اگر ان خدمات کا اعتراف نہیں کرتے تو اسے

تعصب کے علاوہ کیا نام دیا جا سکتا ہے

قدرت نے

ہواؤں کو پُرسکون فرما دیا

فضاؤں کو ٹھنڈا فرما دیا

تمام کائنات اس پُرسکون ماحول میں میٹھی میٹھی نیند سو گئی

تو اَتَانِیَ الْمَلَکُ

فرشتہ آیا

جبریل امین آئے

قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی

گرامی قدر حضرات!

اللہ کے لاڈلے پیغمبر

جلالی نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہِ طور پر بحکم ایزدی

چلہ بھی کرتے ہیں

دن کے روزے بھی رکھتے ہیں

رات کو عبادت بھی کرتے ہیں

اور پھر عرض کرتے ہیں:

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (پ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

؎ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

مگر جواب آتا ہے

لَنْ تَرَانِیْ (الاعراف ۱۴۳)

آپ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے

مگر ذرا شانِ محبوبی ملاحظہ کیجئے

یہاں طور نہیں مسجد حرام ہے

پہاڑ نہیں بیت اُمِ ہانی ہے

عام پتھر نہیں حجر اسود ہے

اور آج کی رات شب بیداری نہیں آرام فرمائی ہے

ساری کائنات پر عالم سکوت طاری ہے

اللہ کی رحمت پوری دنیا پر جاری و ساری ہے

محبوب یہ نہیں کہتے کہ رَبِّ اَرِنِیْ

ادھر سے حکم ہوتا ہے

جبریل

عرض کیا

لَبَّیْکَ یَا جَلِیْلُ

ارشاد ہوتا ہے

جا اور محبوب سے کہہ

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (نزہت المجالس جلد نمبر 2 ص 74)

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے یا رسول اللہ

حضور فرماتے ہیں کہ میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا کہ ''اَتَانِیْ مَلَکٌ'' فرشتہ آیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام عشق و محبت علیہ الرحمت کے شعر پر مولانا سیّد محمد مرغوب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ کی تضمین دیکھئے کیا وجد آور نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں:

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی
قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش جلووں میں گم ہے کوئی

"کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام"

اور اکبر وارثی بولے کہ

؎ طور پر رفعتِ لا مکانی کہاں، لن ترانی کہاں من رانی کہاں
جس کا سایہ نہ ہوا اس کا ثانی کہاں اس کا اک معجزہ آج کی رات ہے

اور فارسی کا ایک عاشق گویا ہوا کہ

موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوہ صفات
تو عین ذات را مینگری و در تبسمی

جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے

اور پھر پچاس نمازوں کی پانچ کروانے کے بہانے بار بار درخواست کرتے رہے کہ آقا

جائیے اور اپنی چشمان معنبرہ مقدسہ مطہرہ سے اپنے ربّ کو دیکھ کر آئیے

آپ اس ذات کا مشاہدہ فرما کر آئیے میں آپ کا ملاحظہ کرتا رہوں

ورنہ نمازیں تو جس قادر و حکیم مطلق نے بعد میں پچاس کی پانچ فرما دیں وہ پہلے ہی پانچ کا حکم فرما دیتا

اصل معاملہ یہ ہی تھا کہ

ادھر ہے میرا	کلیم علیہ السلام
جس نے کہا تھا	رَبِّ اَرِنِیْ
اور وہ ہے میرا	لاڈلا نبی
اس کی دعا رد بھی نہ کروں	اور فرق کلیم و حبیب بھی واضح کر دوں
لہٰذا میرا حبیب مجھے بار بار	ملاحظہ کرتا رہے
اور کلیم اللہ میرے حبیب کا بار بار	مشاہدہ کرتے رہیں

اور میں بھی لذت دیدارِ محبوب سے لطف اندوز ہوتا رہوں

میرا حبیب علیہ السلام بھی میرے دیدار سے مشرف ہوتا رہے

؎ جنہاں اکھیاں نے دلبر ڈٹھا اوہ اکھیاں تک لئیاں
توں ملیوں تے اللہ ملیا ہن آساں لگ پئیاں

اللہ تعالیٰ نے شب معراج عقیدہ دیا

حضراتِ گرامی!

بذریعہ کلیم اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کو یہ عقیدہ دے دیا کہ

میرے محبوب کا دیکھنا	میرا دیکھنا ہے
جس نے انہیں دیکھا	اس نے مجھے دیکھا

مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقّ (الحدیث بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف 394)

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (الآیت نمبر 108 پارہ نمبر 11 سورۂ یونس)

حق سے مراد جناب حق تعالیٰ ہے (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمت)

(حق سے یہاں قرآن مراد ہے یا اسلام یا سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام: تفسیر خزائن العرفان)

؎ پھر کہا حق نے جلوہ مراد دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے دیکھنے کا مزا آج کی رات ہے

اگر قرآن کریم کے مطابق

حضور علیہ السلام کا بولنا	حق کا بولنا ہے

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

(پ 27 سورۂ نجم آیت نمبر 3-4)

حضور علیہ السلام کا بلانا	حق کا بلانا ہے

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ 19 سورۃ الانفال آیت نمبر 24)

حضور علیہ السلام کی بیعت — حق کی بیعت ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (پ 26 سورۃ الفتح آیت نمبر 10)

حضور علیہ السلام کی عطا — حق کی عطا ہے

اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 74)

تو پھر حضور علیہ السلام کو دیکھنا — حق کو دیکھنا ہے

اگر کوئی غالی راہب اسے شرک کہتا ہے تو

اس کی حماقت ہے

کیونکہ اس کے دماغ میں شرک کی بوریچ بس چکی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ان عقائد سے حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا کہہ دیا

حالانکہ ان آیات کا یہ مقصد ہرگز نہیں بلکہ معاملہ دراصل یہ ہے کہ

مصطفٰی آئینۂ روئے خداست
منعکس دروے ہمہ خوئے خداست

آئینہ جمال کبریا سراپائے مصطفٰی

میرے آقا علیہ السلام آئینہ جمال کبریا ہیں

آئینہ میں دیکھو — صورت اپنی نظر آتی ہے

آئینہ جمال کبریا میں دیکھو — حسن کبریا نظر آتا ہے

اس لئے حضرت کلیم اللہ اس آئینہ جمال کبریا کو بار بار دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتے رہے

مسئلہ حیات انبیاء

شب معراج حیات انبیاء کا مسئلہ بھی ثابت ہو گیا

تمام زندہ نبی — مسجد اقصٰی میں تشریف لائے

تمام زندہ نبی — اپنے اپنے مقررہ مقام پر استقبالِ محبوب کے لئے وقت مقررہ پر پہنچے

زندہ نبی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے سفارش کر کے پچاس کی پانچ نمازیں کروائیں

نماز کے امام حضرت امام الانبیاء علیہ السلام بنے

امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے زندہ ہوتے ہیں

زندہ مقتدیوں کا امام بھی — زندہ ہوتا ہے

تو جب یہ تمام مقتدی اپنی قبروں میں سے آئے — اور زندہ تھے

تو امام الانبیاء علیہ السلام بھی اپنی تربت مقدسہ میں — زندہ ہیں

نماز اقصٰی میں تھا یہی سرّ عیاں ہو معنیٔ اوّل آخر
ہیں دست بستہ وہ پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

تو جو غالی ملاں حیات انبیاء کے منکر ہیں — وہ نماز اقصٰی شب معراج کے بھی منکر ہیں

وہ پچاس نمازوں کی پانچ ہونے کے بھی — منکر ہیں

لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ دن رات میں پچاس نمازیں پڑھا کریں اس کے دو فائدے ہوں گے

ایک تو ان کا پیٹ ہلکا ہوگا

دوسرا وہ مسلمانوں پر اعتراض سے محفوظ رہیں گے

کیونکہ اتنی فرصت ہی نہ ملے گی — نہ نماز سے فارغ ہوں گے نہ اعتراض کریں گے

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

پنجابی میں کہتے ہیں — ''نہ واڑ چلے نہ کتا بھونکے''

مسئلہ ختم نبوت

شب معراج مسئلہ ختم نبوت بھی حل ہو گیا

جتنے نبی پہلے آ چکے تھے   سب امامت مصطفیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے

جو حضور کے بعد آیا   اس نماز میں حاضر نہ تھا

اور جو اس نماز میں حاضر نہ تھا   وہ نبی نہ تھا

لہٰذا قادیانی دجال   کاذب ہے-ملعون ہے-جھوٹا ہے

نبوت حضور علیہ السلام پر ختم ہو چکی

جو نبی آئے   حضور سے پہلے آئے

جو بعد میں آئے   وہ نبی نہیں ہیں

ثَلٰثُوْنَ- دَجَّالُوْنَ- كَذَّابُوْنَ (ابوداؤد شریف)

وہ تیس (مدعیانِ نبوت) دجال ہیں-کذاب ہیں

معراج جسمانی کے منکر یا تو   مرزائی ہیں

یا پھر وہ مرزائیوں کے   بھائی ہیں

مرزائی اور ان کے بھائی جھوٹے ہیں   معراج جسمانی برحق ہے

سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

اَتَانِی الْمَلَكُ

فرشتہ آیا

یعنی حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السلام حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم مکہ میں تھے کہ آپ کے کاشانہ اقدس کی چھت کھلی اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے آپ کا سینۂ مبارکہ چاک کیا پھر اس کو آب زم زم سے غسل دیا اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان وحکمت سے

بھر لائے اور اس کو سینہ مبارکہ میں ڈال کر بند کر دیا- سرکار فرماتے ہیں کہ

فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ (بخاری شریف جلد اوّل ص 50)

پھر اس کو میرے سینہ میں ڈالا پھر سینہ بند کر دیا

چھت کھلی جبریل داخل ہوئے

حضراتِ گرامی!

چھت کھلی اور جبریل داخل ہوئے

کیا مطلب؟

یا تو جبریل لباس بشری میں تھے تو چھت کھولی گئی اور داخلہ ممکن ہوا

یا جبریل اپنی نورانی صورت میں تھے چھت حائل نہ ہوئی جبریل اندر داخل ہو گئے

مسئلہ حل ہو گیا

سینہ مبارک کا چاک کرنا وغیرہ وغیرہ اسی لئے تھا کہ

یا تو آپ کو لطیف تر بنا دیا جائے کہ قاب قوسین تک جتنی منازل طے ہوں جسم لطیف با آسانی طے کر سکے اور کوئی شئی درمیان میں حائل نہ ہو

یا پھر بشری حالت میں لے جایا گیا مگر وہ تمام راستے کھول دیئے گئے جن سے داخلہ ہونا تھا

ع تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

اسی لئے ہر آسمان کے دروازہ پر سوالات و جوابات ہوتے رہے اور پھر دروازے کھلتے رہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا

بخاری کی روایت ابو ذر رضی اللہ عنہ

بخاری شریف میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے روایت کے مطابق معراج کے دولہا علیہ السلام کا یہ ارشاد موجود ہے کہ

فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(بخاری شریف جلد اوّل ص 50)

میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا اس حال میں کہ میں مکہ میں تھا اور جبریل علیہ السلام نازل ہوئے یہ ان تمام روایات کا ماحصل ہے کہ

اگر حطیم میں تھے تو

اگر حجر اسود کے پاس تھے تو

اگر شعب ابی طالب میں تھے تو

اگر بیت اللہ کے پاس تھے تو

اگر بیت اُم ہانی میں تھے تو

تھے مکہ میں — وَاَنَا بِمَكَّةَ

اور یہی قرآن میں ہے کہ — مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

؎ خواب راحت میں اُم ہانی کے گھر آ کے جبریل نے یہ سنائی خبر
چلیے چلیے شہنشاہ جن و بشر حق کو شوق لقا آج کی زات ہے

مسلم کی حضرت انس سے روایت

مسلم شریف میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پاس ایک فرشتہ آیا وہ مجھے زمزم کے پاس لے گیا

فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِيْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ (مسلم شریف جلد اول ص 92)

پھر میرا سینہ چاک کیا گیا اور میرے دل کو آب زمزم سے غسل دیا گیا۔

شق صدر کی کیفیت

حضراتِ گرامی!

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس طرح آج کل سرجن ہتھیاروں سے آپریشن

کرتے ہیں معاذ اللہ اس طرح جبریل نے کیا بلکہ اس شق صدر کی کیفیت یوں تھی کہ

شَقَّ صَدْرَهُ الشَّرِيْفَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَيْ اَشَارَ اِلٰى ذٰلِكَ فَانْشَقَّ فَلَمْ تَكُنِ الشَّقُّ بِاٰلَةٍ وَّلَمْ يَسِلْ دَمٌ وَّلَمْ يَجِدْ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَمًا (تفسیر روح البیان جلد نمبر 2 ص 392)

آپ کا شق صدر جبریل نے فرمایا

یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اشارہ کیا تو آپ کا سینہ مبارک کھل گیا پس یہ شق صدر کسی آلہ کیساتھ نہ کیا نہ کوئی خون بہا اور نہ ہی آپ علیہ السلام کو کسی قسم کا کوئی درد محسوس ہوا۔

مسئلہ حل ہو گیا

بعض لوگ جو بزعم خویش خطیب یورپ وایشیا ہوا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے

اگر حضور نور تھے تو آپ کے مبارک

دانت شہید کیوں ہوئے؟

پنڈلیاں زخمی کیوں ہوئیں؟

خون کیوں نکلا؟

اور تکلیف محسوس کیوں ہوئی؟

ان راہوں سے اور اگر وہ آنجہانی ہو چکے ہیں تو ان کی ذریت سے میرا مودبانہ سوال ہے اگر حضور علیہ السلام محض بشر تھے تو شب معراج بغیر کسی آلہ کے صرف جبریل کے اشارہ سے ہی

شق صدر کیوں ہوا؟

خون کیوں نہ نکلا؟

کسی قسم کا درد یا تکلیف کیوں نہ ہوئی؟

مسئلہ حل ہو گیا

نہ تو حضور علیہ السلام — بشر محض تھے

اور نہ ہی میرے آقا علیہ السلام — نور محض تھے

معراج کی شب نے اس عقیدہ کی توثیق و تصدیق اور تائید کر دی کہ

حضور اگر بشر ہیں — تو بے مثال

حضور اگر نور ہیں — تو بے مثال

میدان اُحد میں زخمی ہونا

خون کا بہنا وغیرہ — نور ہونے کے منافی نہیں ہے

شب معراج شق صدر ہونا

خون کا نہ بہنا وغیرہ — بشر ہونے کے منافی نہیں ہے

جھگڑا تو یہ ہے کہ یہ گمراہ اور بے دین ملاں حضور کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں معاذ اللہ

بشر ضرور ہیں وہ داخل انام نہیں

حضراتِ گرامی!

اگر واقعۃً حضور علیہ السلام ملاں جیسے ہی بشر ہیں تو پھر اجازت ہو تو

ملاں کا سینہ چاک کرتے ہیں

دل نکالتے ہیں

اور دیکھتے ہیں کہ

مسئلہ حل ہوتا ہے کہ نہیں؟--

اگر ملاں صاحب کا بوجھ زمین پر حسب سابق برقرار رہا تو ملاں کا عقیدہ درست

اگر ملاں صاحب کا بوجھ ان کے عقیدہ کی طرح نیست و نابود ہو گیا تو سنی کا عقیدہ درست کہ

بشر ضرور ہیں وہ داخل انام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

امام ابن کثیر دمشقی فرماتے ہیں

عَلٰی قَوْلِ اِنَّہٗ مَطْلُوْبٌ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَالْحَضْرَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ

(البدایہ والنھایہ جلد سوم ص 121 مطبوعہ پشاور)

خود آنحضرت ﷺ کے بقول آپ کو ملاء اعلیٰ میں لے جانے اور حضور خداوندی سے قبل یہ ضروری تھا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد سوم ص 164 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ ایسے ہی ہے جیسے ابھی بھی خلا باز جب خلائی سفر پر جاتے ہیں تو ان کو خلائی لباس پہنایا جاتا ہے اور دوسرا لباس اتار دیا جاتا ہے تا کہ وہ ایئر فریکشن کے خطرہ سے محفوظ ہو جائیں

کیونکہ حضور علیہ السلام ملاء اعلیٰ اور رویت باری کے لئے سفر فرمانے والے تھے اس لئے شق صدر کیا گیا تا کہ لطافت و نورانیت کی تکمیل ہو سکے اور اس لطافت و نورانیت سے وہ مشاہدہ باری کر سکیں لباس بشری کو اتار کر آپ کے قدمان مقدسہ پر محدود کر دیا گیا تا کہ بشریت بھی برقرار رہے

محمدؐ پیارے بڑی شان والے
سنے جوڑے عرشاں تے چڑھ جان والے

شق صدر نورانیت کے منافی نہیں

حضراتِ گرامی!

میں معراج النبی بزبان نبی بیان کر رہا تھا کہ سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا

فرشتہ آیا — جبریل آئے

چھت کو پھاڑا

مجھے چاہ زمزم پر لے گئے

سینہ چاک کیا

میرے دل کو زمزم سے دھویا　　ایمان وحکمت سے مملو کیا

پھر دل اپنی جگہ پر رکھ کر دوبارہ سینہ مبارک حسب سابق پہلی حالت پر کر دیا

اس مقام پر علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ

''بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شق صدر مبارک حضور علیہ السلام کے نور ہونے کے منافی ہے تو یہ ایک وہم ہے جو غلط ہے اور خیال ہے جو بالکل ہی باطل ہے''۔

وَكَوْنُهٗ مَخْلُوْقًا مِّنَ النُّوْرِ لَايُنَافِيْهِ

اور آپ کا نور سے مخلوق ہونا اس کے منافی نہیں

(نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد دوم ص238)

نوریوں کا جلوس، قیام، سلام اور تعظیم مصطفیٰ علیہ السلام

صاحب معارج النبوت علامہ کاشفی کہتے ہیں کہ

''حضرت جبریل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ شریف کے باہر بطحائے مکہ میں لائے وہاں حضرت میکائیل و اسرافیل علیہما السلام منتظر تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ نوری اور مقرب فرشتے صف بستہ موجود تھے آپ کو دیکھتے ہی تعظیم وتکریم کی اور صلوٰۃ وسلام کے تحفے پیش کیے۔''

(معارج النبوت جلد سوم ص125)

معلوم ہوا کہ

جب نبی علیہ السلام جلوہ افروز ہوں تو

صفیں باندھ کر تعظیم وتوقیر کرو

آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھو

یہ عقیدہ بھی شب معراج نوریوں سے ملا

براق اور اس کی کیفیات

صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں:

آپ کے سامنے ایک سفید جانور لایا گیا جس کا نام براق ہے جو بجلی کی طرح تیز رفتار اور چمکدار ہے فرشتوں کی طرح تذکیر وتانیث سے پاک ہے جس کا سینہ یاقوت کی طرح انتہائی سرخ اور پیٹھ سفید موتی کی مثل چمکدار اور ٹانگیں سبز زمرد کی طرح اور اس کی دم خالص مرجان کی طرح اور اس کی پیشانی پر

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لکھا ہوا ہے

''حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اس براق کی خوبی یہ ہے کہ پہاڑ پر چلتے وقت اس کے پاؤں لمبے ہو جاتے اور اترتے وقت ہاتھ لمبے ہو جاتے ہیں تا کہ سوار کو ہر طرح آسانی ہو''۔

(سیرت حلبیہ جلد اوّل ص408)

حدیث مبارکہ بمتعلق براق

امام مسلم اپنی صحیح میں روایت فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں سرکار علیہ السلام نے فرمایا

وَهُوَ دَآبَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ (مسلم شریف جلد اوّل ص91)

اور وہ جانور (براق) سفید رنگ کا ہے گدھے سے کچھ بلند اور خچر سے قدرے چھوٹا جہاں اس کی نظر پڑتی ہے وہاں وہ قدم رکھتا ہے

ادھر بجلی سے تیز　　براق

ادھر اللہ تعالیٰ کو ملاقات کا　　اشتیاق

عاشق نقشہ کشی کرتا ہے کہ

برق سے تیز تھا یہ براق آپ کا حق تعالیٰ کو تھا اشتیاق آپ کا
اب نہیں دیکھا جاتا فراق آپ کا جلد چلنا روا آج کی رات ہے

معراج النبی کا مشعل بردار جلوس

علامہ کاشفی نے بہت ہی عمدہ اور پیارا منظر پیش کیا کہ

اسی (80) ہزار فرشتہ براق کے دائیں جانب کھڑا ہے
اسی (80) ہزار فرشتہ براق کے بائیں جانب کھڑا ہے
ان سب کے ہاتھوں میں نورانی مشعلیں ہیں

گویا معراج النبی کا مشعل بردار جلوس ہے۔ علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ

''ایک روایت میں ہے کہ براق کے دائیں اسی (80) ہزار فرشتے اور براق کے بائیں اسی (80) ہزار فرشتے استادہ تھے ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی حتیٰ کہ ان کی چمک سے بطحی کا دالان روشن تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے آپ کی ذات با برکات کے نور کے پرتو سے وہ روشنی نمودار ہوئی کہ ان تمام شمعوں پر غالب آ گئی''۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

''آپ کی روشنی ان تمام پر غالب آ گئی بلکہ اگر ہزار سورج اور ہزار چاند بھی ہوتے تو آپ کے نور کے سامنے ماند پڑ جاتے''۔

مہ و انجم بھی مدھم پڑ رہے ہیں
نقاب رُخ اُٹھایا جا رہا ہے
مہ و انجم نچھاور ہو رہے ہیں
انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے

''اس وقت جبریل علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے جبریل میں نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو ستر (70) ہزار حجاب میں پوشیدہ کیا ہوا ہے اس وقت صرف ایک حجاب اٹھایا ہے جو کہ ان تمام شمعوں پر غالب آ گیا ہے''۔ (معارج النبوت جلد سوم ص 127)

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

براق کے سوار

حضراتِ محترم! براق کے شہسوار براق پر جلوہ افروز ہوئے

ایک بات واضح ہوگئی کہ معراج جسمانی تھا
کیونکہ سواری پر جسم ہی سوار ہوتا ہے
دوسری بات واضح ہوئی کہ یہ معراج منامی نہ تھا
کیونکہ سواری پر سوار ہونے کے لئے بیداری ضروری ہے
تیسری بات واضح ہوئی کہ نورانیت براق کی سواری کے منافی نہیں ہے
کیونکہ حضرت جبریل علیہ السلام جنت سے اس براق کو لے کر بھی آئے
حضرت جبریل علیہ السلام نے براق کی لگام بھی تھامی
حضرت جبریل علیہ السلام نے براق کو مسجد اقصیٰ کے باہر باندھا بھی
تو جب یہ سب افعال نورانیت جبریل کے منافی نہیں
تو براق کی سواری نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے منافی کیوں؟

پھر براق مبالغہ کا صیغہ ہے برق سے اور برق کہتے ہیں بجلی کو قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 20)

بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی

تو براق کا مطلب ہوا کہ

بہت زیادہ بجلی   یا بہت سی بجلیوں کی جمع

اگر محض بشر   ہماری تیار کردہ معمولی بجلی کے ننگے تار کو نہیں چھو سکتا تو

اس خدائی بجلی پر کیسے سوار ہو سکتا ہے؟

بہت سی بجلیوں کی جمع براق پر سوار ہونے والے محض بشر نہ تھے بلکہ بے مثل بشر اور اس کے ساتھ ساتھ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ بھی تھے۔

خدا کا نور ہی   خدائی بجلی پر سوار ہو سکتا ہے

بشر محض تو بجلی کو چھونے کا تصور کر کے بھی کانپ اٹھتا ہے

اگر بجلی کے تار کو پکڑ لے   تو لازمی حضرت ملک الموت اُسے پکڑ لیتے ہیں

اگر یقین نہ آئے تو ملاں جی تار کو پکڑ کر تجربہ کر لیں

انشاء اللہ   نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری

جبریل آسمانوں پر لے گئے

ایک روایت کے مطابق حضرت جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم علیہ السلام کا ہاتھ مبارک پکڑا اور آسمان پر لے گئے

اس صورت میں مسجد اقصیٰ میں جلوہ فرما ہونا

انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمانا

اور مسجد الاقصیٰ کے تمام واقعات کا رونما ہونا واپسی پر معرض وجود میں آیا

پہلے آسمان پر   حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

دوسرے آسمان پر   حضرت یحیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی

تیسرے آسمان پر   حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

چوتھے آسمان پر   حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

پانچویں آسمان پر   حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

چھٹے آسمان پر   حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

ساتویں آسمان پر   حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

(مشکوٰۃ شریف ص 527)   (الریاض الازھار)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

گرامی قدر سامعین!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام   آسمانوں پر آج بھی زندہ موجود ہیں

وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (پ6 سورۃ النساء آیت نمبر 157-158)

یقیناً انہوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور وہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام بھی   آسمانوں پر زندہ موجود ہیں

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ (پ16 سورۃ مریم آیت نمبر 56-57)

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا۔

مگر یہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام تو اپنی اپنی ظاہری زیست مبارکہ گزار کر دینا سے اپنی اپنی قبور میں آرام فرما ہو چکے تھے

اور یہ تمام کے تمام بقول ملاں حیات مستعار سے رشتہ و ناطہ توڑ چکے تھے اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے تھے تو اپنے اپنے مقام پر آسمانوں میں کیسے جلوہ فرما ہو گئے؟

حدیث مبارکہ کے مطابق یہ نبی

اپنی اپنی قبروں سے   آسمانوں پر تشریف لے گئے

آسمانوں سے پھر   مسجد الاقصیٰ میں تشریف لے گئے

یا پہلے   مسجد الاقصیٰ میں تشریف لے گئے

اور مسجد الاقصیٰ سے   آسمانوں پر تشریف لے گئے

دونوں صورتوں میں ملاں کو

یا تو اپنا عقیدہ   چھوڑنا پڑے گا

یا حدیث مبارکہ کو   چھوڑنا پڑے گا

یا پھر تیسرا راستہ جو کہ

اہل حق کا   راستہ ہے

اہلسنت کا   راستہ ہے

معراج النبی کی حقیقت تسلیم کرنے والوں کا   راستہ ہے

وہ راستہ اپنانا پڑے گا کہ

انبیاء علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ   بھی ہیں

قبروں سے دیگر مقامات پر تشریف بھی   لے جاسکتے ہیں

ملاں کا عقیدہ   غلط ہے

حدیث مبارکہ   درست اور یقیناً درست ہے

تو پھر یہ تسلیم کرو کہ

اگر عیسیٰ علیہ السلام   زندہ ہیں آسمانوں پر

اگر ادریس علیہ السلام   زندہ ہیں آسمانوں پر

اگر تمام انبیاء علیہم السلام   زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں

تو ان سب کے امام اپنی قبر مبارکہ میں زندہ کیوں نہیں؟

معلوم ہوا کہ امام الانبیاء علیہ السلام بھی اپنی تربت مقدسہ میں زندہ ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

سنی حنفی بریلوی اور دیگر کا فرق

بعض غالی راہب کہا کرتے ہیں

جو زندہ تھا   زندہ ہے   زندہ رہے گا   وہ اللہ ہے

اور جو نبی کے متعلق ایسا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے

ان سے پوچھئے کہ کیا وہ

اپنے اس گندے عقیدہ کو   تسلیم کئے رکھیں گے؟

یا پھر حدیث معراج کے مطابق انبیاء کو زندہ   تسلیم کریں گے

یقین جانیے یہ مولوی مرتو سکتا ہے مگر قرآن و حدیث کے عطا فرمودہ عقائد کو تسلیم نہیں کرسکتا بس یہی فرق ہے دیوبند اور بریلی کا - اصلی سنی اور جعلی سنی کا - حنفی اور غیر حنفی کا

سنی حنفی بریلوی   قرآن و حدیث کو چھوڑ نہیں سکتا

اور دوسرا کوئی   قرآن و حدیث کو مان نہیں سکتا

قرآن عیسیٰ و ادریس علیہما السلام کو   زندہ قرار دے رہا ہے

راہب نہیں مانتا

حدیث تمام انبیاء علیہم السلام کو زندہ قرار   دے رہی ہے

راہب نہیں مانتا

نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ (مشکوٰۃ شریف حاشیہ نمبر 3 ص 121)

تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں ادا کرتے ہیں

راہب نہیں مانتا

شب معراج قبر موسیٰ علیہ السلام سے گزرتے ہوئے فرمایا

ھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ ○ (درۃ التاج ص 97)

وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں

راہب نہیں مانتا

اور جب اپنے امام الراہبین دہلوی کی تقویۃ الایمان کی بات آئے تو ملاں کہتا ہے

’’ایمان کو تقویت دینے کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب زمین پر موجود نہیں‘‘

(ضیاء القاسمی کی سوانح حیات مؤلف مولوی یونس حسن ص 72)

زمین پر موجود سب کتابوں سے بہتر کتاب

حضراتِ گرامی!

ملاحظہ کیا آپ نے کہ راہب اپنے مولوی کی کتاب کو زمین پر موجود تمام کتابوں سے بہتر قرار دیتا ہے اور یہ سبق اس نے اپنے ایک ملاں سے ہی پڑھا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ میں اسی کتاب کے متعلق اسی قسم کی باتیں تحریر کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی رشید گنگوہی لکھتا ہے کہ ’’اس کتاب کا اپنے پاس رکھنا عین اسلام ہے‘‘۔

(فتاویٰ رشیدیہ)

اب زمین پر

صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت کی ہی کتابیں نہیں ہیں

صرف امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمت ہی کی کتابیں نہیں ہیں

صرف علماء حق اہلسنّت و جماعت علیہم الرحمت ہی کی کتابیں نہیں ہیں

زمین پر قرآن بھی موجود ہے

زمین پر بخاری بھی موجود ہے

زمین پر مسلم بھی موجود ہے

زمین پر ترمذی بھی موجود ہے

زمین پر نسائی بھی موجود ہے

زمین پر ابن ماجہ بھی موجود ہے

زمین پر ابوداؤد بھی موجود ہے

مگر یہ راہب ان سب کو اپنے ملاں کی کتاب سے نیچے اور اپنے ملاں کی کتاب کو ان سب کتابوں سے بہتر خیال کرتا ہے

تو جب اس کتاب میں یہ موجود ہے کہ

’’نبی مر کر مٹی میں ملنے والے‘‘ (تقویۃ الایمان ص 50 مطبوعہ دیوبند)

تو یہ راہب قرآن کا عقیدہ چھوڑ سکتا ہے

یہ راہب حدیث کا عقیدہ چھوڑ سکتا ہے

مگر اپنے ملاں کی کتاب تقویۃ الایمان نہیں چھوڑ سکتا

ملاں بعد مرگ زندہ بھی ہے موجود بھی

ذرا توجہ سے سماع کیجئے اس راہب کے شاگرد نبی کریم علیہ السلام کو اگرچہ اپنے مولوی کی کتاب کے مطابق زندہ نہ سمجھیں مگر اس راہب کو وہ زندہ سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو مولوی یونس حسن لکھتا ہے کہ اس راہب کے مرنے پر اسی کے ایک شاگرد نے لکھا

’’یہ میں نہیں میرا دل آپ سے متکلم ہے میری روح آپ سے مخاطب ہے آج آپ سے ایک ایسے ’’مرد قلندر‘‘ کی بات کر رہا ہوں جو ہم سے دور چلا گیا لیکن اس کی پر عزم شخصیت کی پرچھائیاں ابھی تک ہم میں موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم زندہ موجود انسانوں میں وہ فوت شدہ ذاتِ گرامی زیادہ موجود ہے ہاں ہاں! ہم زندہ لوگوں میں وہ فوت شدہ پھر بھی زیادہ زندہ ہیں‘‘۔ (ضیاء القاسمی کی سوانح حیات ص 95)

ذرا خیال فرمائیں کہ

اگر نبی کریم کو موجود و حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھا جائے تو وہ شرکیہ عقیدہ ہے جیسا کہ راولپنڈی کا ایک ملاں لکھتا ہے کہ

نبی کو جو حاضر و ناظر کہے
بلا شک شرع اس کو کافر کہے

(تفسیر جواہر القرآن ص)

اور یہ ملاں جس کو زیادہ موجود کہا جا رہا ہے خود مسئلہ حاظر و ناظر کے شرکیہ ہونے پر ایک پورا رسالہ "التحقیق النادر" تحریر کرتا ہے جس میں پورے زور و شور سے نبی علیہ السلام کو حاضر و ناظر کہنے والے کو مشرک و کافر ثابت کرنے کی سعی مذموم کی گئی ہے مگر خود یہ ملاں زیادہ زندہ اور زیادہ موجود ہے اور ایسا لکھنا بالکل شرک نہیں کہ

"ہم زندہ موجود انسانوں میں وہ فوت شدہ ذاتِ گرامی زیادہ موجود ہے
ہاں ہاں! ہم زندہ لوگوں میں وہ فوت شدہ پھر بھی زیادہ زندہ ہیں"۔

(ضیاء القاسمی کی سوانح حیات ص 95)

تو پتہ چلا کہ

سنی حنفی بریلوی — قرآن و حدیث کو چھوڑ نہیں سکتا
اور یہ راہب ملاں — قرآن و حدیث کو مان نہیں سکتا

یہ اپنے مولوی کو زندہ اور موجود تسلیم کر سکتا ہے مگر جان کائنات علیہ السلام کو زندہ اور موجود تسلیم نہیں کر سکتا

یہ فرق ہے ایک راہب اور ایک سنی کے عقیدہ میں
کہ راہب کہتا ہے مر کر مٹی میں ملنے والا (تقویۃ الایمان) اور سنیوں کا امام تاجدار بریلی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

جبریل سدرہ پر رُک گئے

حضراتِ گرامی!

مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں فرماتے ہوئے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سدرۃ المنتہیٰ پر جلوہ افروز ہوئے اور وہاں نوریوں کے سردار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یہ میرا آخری مقام ہے اور میں ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھ سکتا

اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ
ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى الخ (مشکوٰۃ شریف ص 527)
پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا الخ
یہ بیری کا درخت ہے فرمایا
فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلَ قِلَالِ هَجَرَ (ایضاً)
اس درخت کا پھل مٹکوں کی مثل تھا
وَرَقُهَا مِثْلَ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ (ایضاً)
اس درخت کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے
جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی
هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى (ایضاً)
یہ ہے سدرۃ المنتہیٰ
سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں:
میں نے دیکھا کہ وہاں پر چار نہریں ہیں دو ظاہر اور دو باطن۔
میں نے جبریل سے فرمایا کہ یہ دو کیا ہیں؟ تو جبریل نے کہا
دو باطن جو ہیں تو وہ جنت کی نہریں ہیں اور دو جو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں

ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ (ایضاً)

پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا

یا...... میرے لئے بیت المعمور کو اٹھایا گیا

حضراتِ گرامی! اگلا مضمون انشاء اللہ اگلے خطبہ جمع میں بیان ہوگا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ
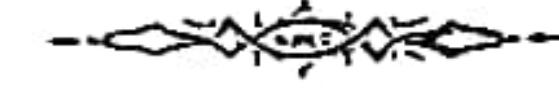
چوتھا خطبہ: رجب المرجب

مشاہدۂ آیات ربانی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا" صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ o

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

بیت المعمور شریف

گرامی قدر سامعین! گزشتہ مضمون کو آگے لے کر چلتا ہوں میں پچھلے جمعہ یہ عرض کر رہا تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ (مشکوٰۃ شریف ص527)

پھر اُٹھایا گیا میرے لئے بیت المعمور کو

یہ بیت المعمور شریف کیا ہے؟

یہ ملائکہ کا قبلہ ہے

بالکل اسی طرح جس طرح ہمارا قبلہ بیت اللہ شریف ہے اور بیت اللہ شریف کے عین اوپر سدرۃ المنتہیٰ پر بیت المعمور شریف ہے جس کا طواف ہر وقت نوری اسی طرح کرتے ہیں جس طرح ہم بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں فرق یہ ہے کہ ہم میں سے ہر کسی کو اللہ تعالیٰ جب چاہے دوسری تیسری مرتبہ یا جتنی مرتبہ اپنے گھر کے طواف کے لئے بلائے مگر بیت المعمور شریف کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَقَالَ فِی السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِیْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَی الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ یَدْخُلُهٗ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَّا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْهِ ۔(مشکوٰۃ شریف ص 528)

اور فرمایا (نبی کریم علیہ السلام نے) ساتویں آسمان میں پھر اچانک میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھا جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وہ (بیت المعمور شریف) جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے (طواف کے لئے) داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ نہیں لوٹیں گے بیت المعمور کی طرف (مسلم شریف جلد اول ص 93)

یعنی جس فرشتے نے ایک مرتبہ بیت المعمور شریف کا طواف کر لیا دوبارہ نہیں کرے گا

کرم خدا اور رحمت مصطفیٰ

کتنا کرم ہے خداوند قدوس کا ہم گنہگاروں پر کہ ہم اپنے قبلہ مقدس کعبۃ اللہ کا جب چاہیں بحکم ایزدی طواف کریں اور کتنی رحمت ہے ہم سیہ کاروں پر اپنے آقا علیہ السلام کی کہ فرشتے اسی تعداد میں روزانہ روضۂ رسول پر حاضر ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آیا قیامت تک دوبارہ نہ آئے گا مگر ہم جب چاہیں بحکم خداوندی اپنے آقا کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوں

۵ عرش والے آوندے اک وار، مڑ نہیں آوندے
اپنی اُمت نوں نبی مڑ مڑ بلاوندے رہن گے

ایک ترجمہ اس حدیث مبارکہ کا یہ بھی ہے جو کہ البدایہ والنہایہ کے مترجم نے بھی کیا کہ

"اس کے اندر ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں نماز ادا کرتے اور طواف کرتے ہیں لیکن یہ فرشتے اب قیامت تک وہاں سے واپس نہیں آئیں گے"۔

(تاریخ ابن کثیر جلد سوم ص 166 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

گرامی حضرات! اس بیت المعمور شریف کے امام اور خطیب ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام چنانچہ انہوں نے اس مہمان عظیم سے درخواست کی کہ آج بیت المعمور شریف میں میری جگہ ملائکہ کو آپ دو رکعت پڑھا دیں تا کہ بیت المعمور اور اس کے زائرین امام و مقتدی بھی آپ کی امامت سے فیضیاب ہو سکیں چنانچہ سرکار فرماتے ہیں کہ میں نے دو رکعت نماز بیت المعمور شریف میں ادا کیں اور شارحین فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے سرکار کی اقتداء کی۔ (ملخص از ریاض الازھار ص 222)

پتہ چلا کہ

امامِ کُل میرے آقا

میرے آقا	فرشیوں کے بھی امام
میرے آقا	عرشیوں کے بھی امام
میرے آقا	بیت اللہ کے بھی امام
میرے آقا	بیت المعمور کے بھی امام
میرے آقا	خاکیوں کے بھی امام
میرے آقا	نوریوں کے بھی امام

میرے آقا نبیوں کے بھی امام

میرے آقا رسولوں کے بھی امام

امام ہوتا ہے متبوع

مقتدی ہوتے ہیں تابع

حضور علیہ السلام متبوع ملائکہ تابع

حضور علیہ السلام متبوع نوری تابع

حضور علیہ السلام متبوع خاکی تابع

حضور علیہ السلام متبوع انبیاء تابع

حضور علیہ السلام متبوع رسل تابع

حضور علیہ السلام متبوع جبریل تابع

حضور علیہ السلام متبوع عرشی تابع

حضور علیہ السلام متبوع فرشی تابع

حضور علیہ السلام سب سے افضل

اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ

نوری تابع حضور متبوع

تو پتہ چلا کہ بشر متبوع نور تابع

لہٰذا بشر نور سے افضل

تو میں کہوں گا

خاکی بھی تابع اور حضور متبوع

تو پتہ چلا کہ خاکی تابع نور کا

لہٰذا نور بشر سے افضل

نتیجہ کیا نکلا؟

یہ کہ

میرے آقا تمام خاکیوں سے بھی افضل

میرے آقا تمام افلاکیوں سے بھی افضل

میرے آقا تمام بشروں سے بھی افضل

میرے آقا تمام نوریوں سے بھی افضل

اسی لئے

بشر بھی رہ گئے نیچے

خاکی بھی رہ گئے نیچے

نبی بھی رہ گئے نیچے

رسول بھی رہ گئے نیچے

نوری بھی رہ گئے نیچے

جبریل بھی رہ گئے نیچے

اور میرے آقا علیہ السلام تشریف لے گئے سب سے اوپر

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پ27 سورۃ النجم آیت نمبر 8-9)

قریب ہوا پس اور قریب ایسے جیسا کہ دو کمانیں آپس میں مل جاتی ہیں یا اس سے بھی زیادہ

لہٰذا اس شخص کی منطق غلط

اور قرآن کا فرمان درست

اس راہب کی رائے غلط

اور عاشق کی زبان درست کہ

رہ گئے جبریل امیں راہ میں

عرش اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

میرے آقا نوریوں سے اعلیٰ
خاکیوں سے اعلیٰ
نوری بھی مقتدی میرے آقا کے
خاکی بھی مقتدی میرے آقا کے

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

تاکہ ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں

حضراتِ گرامی!

ارشادِ ربانی ہے کہ میں نے اپنے حبیب علیہ السلام کو یہ سیر اس لئے کروائی کہ

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (پ 15 سورۃ الاسریٰ آیت نمبر 1)

تاکہ ہم دکھائیں انہیں اپنی نشانیوں میں سے

تو کیا دیکھا؟

پہلے مسجد الاقصیٰ کو دیکھا
پھر تمام انبیاء کو دیکھا
پھر بیت المعمور کو دیکھا
پھر ملائکہ نور کو دیکھا
پھر سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا
پھر ملائکہ کے پیشوا کو دیکھا

جبریل امین اپنی اصلی صورت میں

روایات میں موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اے جبریل! آج مجھے اپنی اصلی شکل دکھاؤ تو حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوئے اور نبی کریم علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا۔

حضرت جبریل ستر (70) ہزار اور معتبر روایات کے مطابق سات سو پروں کے مالک ہیں اور ہر ایک پر مشرق سے مغرب تک طویل ہے۔

امام بن کثیر دمشقی رقم طراز ہیں کہ

وَرَاٰی هُنَاكَ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّمِأَتَه جَنَاحٍ مَّا بَیْنَ كُلِّ جَنَاحَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

(البدایہ والنہایہ جلد سوم ص 122 مطبوعہ پشاور)

یہاں پر نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام کی اصلی ہیئت کذائیہ ملاحظہ فرمائی جن کے چھ سو پر ہیں اور ہر دو پروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان۔

عشاق کہتے ہیں کہ یہ میرے آقا علیہ السلام کی چشمان مقدسہ تھیں جنہوں نے جبریل امین علیہ السلام کو اپنی اصل حالت میں ملاحظہ فرمایا

اور اگر میرے آقا ستر ہزار حجاب بشریت اتار دیں تو کائنات کا کوئی فرد حضور کو نہ دیکھ سکے میرے آقا علیہ السلام کے نور پر ستر ہزار حجاب بشریت ہیں فرمایا:

جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ

میرا حسن و جمال پوشیدہ ہے

حضرت حسن رضا بریلوی کیا خوب فرماتے ہیں کہ

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

تجلی سے جل جائیں گے میرے پر

حضراتِ گرامی!

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل سے فرمایا:

اے جبریل! آپ مجھے یہاں اکیلا کیوں چھوڑ رہے ہو؟

عرض کیا! کیا کروں مجھے آگے طاقت پرواز نہیں ہے اس لئے کہ

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ

اور ہم میں جو ہے اس کا ٹھکانہ مقرر ہے۔(الصافات:۱۶۴)

یعنی ہر فرشتہ کا مقام متعین ہے اور وہ اس سے آگے نہیں جا سکتا میں اس مقام تک بھی آپ کی بدولت آ گیا ہوں ورنہ میرا مقام معلوم وہی سدرۃ المنتہیٰ ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اور وہ بہت پیچھے رہ گیا ہے اس وقت نبی کریم علیہ السلام نے اپنے دست کرم سے جبریل علیہ السلام کو پکڑا اور ایک قدم آگے چلے تو خداوند قدوس کی ہیبت وجلال سے حضرت جبریل امین علیہ السلام چڑیا کے برابر ہو گئے

لرزہ براندام اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا آقا

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَةً لَّاَحْتَرَقْتُ بَالِيْ

اگر انگلی کے پورے کے مقدار بھی آگے چلوں تو میرے پر جل جائیں گے۔

(تفسیر روح البیان جلد نمبر 4 ص 149)

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ الدرۃ التاج' نزہت المجالس جلد نمبر 2 ص 144)

اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا اور ایک ہی اشارہ میں جبریل کو ان کے مقام پر پہنچا دیا

روایت ہے کہ اس ایک قدم میں پانچ سو سال کی مسافت طے ہو چکی تھی

(معارج النبوت جلد سوم ص 151)

جبریل کی درخواست

فرمایا جبریل!

جب میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود کے سپرد کیا جانے لگا

تھا تو تم نے ان سے کہا تھا

هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ

اگر کوئی حاجت ہے تو بتاؤ

آج میں تیرا وہ قرض اتارتا ہوں اور تجھ سے پوچھتا ہوں کہ اگر خدا کی بارگاہ میں تیری کوئی درخواست ہے تو مجھے بتا میں وہاں پیش کر دوں

تو حضرت جبریل نے عرض کی آقا بس ایک عرض ہے کہ

سَلِ اللّٰهَ اَنْ اَبْسُطَ جَنَاحَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰى يَجُوْزُوْا عَلَيْهِ (تفسیر روح البیان جلد دوم بحوالہ درۃ التاج ص 167)

آپ اللہ تعالیٰ سے (میرے لئے یہ) سوال کریں کہ قیامت کے دن پل صراط پر آپ کی امت کے لئے میں دونوں پر بچھا دوں تاکہ وہ اس کے اوپر سے گزر جائیں

مشاہدات و ملاحظات

گرامی قدر سامعین!

پھر رفرف بھی پیش ہوا

اور بھی بہت سی تفاصیل موجب طوالت ہیں ورنہ بیان کی جائیں مگر ہم نے تو آج مشاہدات و ملاحظات بیان کرنے ہیں اور ان کے بیان کے لئے خاصہ وقت چاہیے اس لئے ان کی طرف آتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے شب معراج کیا عجائب وغرائب ملاحظہ و مشاہدہ فرمائے

نبی کو اُمتیوں کی موت کے اوقات معلوم ہیں

نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

وَلَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ اُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ وَلَمْ اَرٰى شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِيْ يَمُدُّ اِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ اِذَا حَضَرَ ۔الخ۔(البدایہ والنھایہ جلد سوم ص 121 مطبوعہ پشاور)

بیت المقدس کی فراغت کے بعد مجھے بلندی کی طرف لے گئے اور وہاں
جو کچھ میں نے دیکھا اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا وہاں مجھے تم لوگوں
کی موت کے اوقات معلوم ہوئے۔ (تاریخ ابن کثیر جلد سوم ص 164 مطبوعہ کراچی)
معراج النبی کے واقعات اور مشاہدات نے ثابت کر دیا کہ
شب معراج کے دولہا کو لوگوں کی اموات کے اوقات معلوم ہیں
اور یہ لکھا کس نے

امام احمد رضا نے	نہیں
محدث اعظم نے	نہیں
امام خطابت نے	نہیں
کسی سنی عالم نے	نہیں

امام الوہابیہ والد یا بنہ ابن تیمیہ کے شاگرد امام ابن کثیر دمشقی نے البدایہ والنہایہ میں لکھا
جس کا ترجمہ بھی پروفیسر کوکب شادانی وہابی نے ہی کیا
جبکہ آج کے وہابی اس عقیدہ کو شرک کہتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ
''نبی کو اپنے خاتمے کا علم نہیں ہوتا تو وہ امتی کا خاتمہ کیا جانے''۔ معاذ اللہ
اب یا تو ابن تیمیہ کے شاگرد اور ان تمام وہابیوں
دیوبندیوں کے امام ابن کثیر سچے اور یہ وہابی جھوٹے
یا پھر یہ وہابی دیوبندی سچے اور ان کے امام ابن کثیر جھوٹے
فیصلہ انہی پر چھوڑا جاتا ہے
ہم تو یہی عرض کریں گے

؎ یوں نہ نکلیں آپ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

فرمایا کہ
لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)
تاکہ ہم انہیں اپنی نشانیوں سے دکھائیں
احادیث میں موجود ہے کہ

عرش کو	دیکھا
جنت کو	دیکھا
جہنم کو	دیکھا

رویت ذات باری

حتیٰ کہ
اپنے ربّ کو دیکھا
ارشاد نبوی ہے کہ
رَئَيْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ ۔(جامع الترمذی جلد ثانی ص155)
میں نے اپنے ربّ کو بڑی احسن صورت میں دیکھا
اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا

میں نے قلموں کی آواز کو سنا

ملاحظہ ہو حدیث مبارکہ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ ۔
(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 93)
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
پھر مجھے اور بلند کیا گیا حتیٰ کہ میں ایک بلند مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔

تکوین۔ احکامِ الٰہی ان کی مراد پر اطلاع

حضرت شیخ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

اِنَّـهٗ بَلَغَ مِنَ الرِّفْعَةِ بِمَقَامٍ اِطَّلَعَ فِيْهِ عَلَى التَّكْوِيْنِ وَمَا يُرَادُ وَيُؤْمَرُ لَهٗ مِنْ تَقْدِيْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد دوم ص269)

آپ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے تو آپ نے تکوین اور احکام الٰہی اور ان کی مراد پر اطلاع پائی۔

علامہ قسطلانی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

اِنَّ الْاَقْلَامَ اِثْنَا عَشَرَ قَلَمًا وَّاَنَّهَا مُتَفَاوِتَةٌ فِي الرُّتَبِ فَاَعْلَاهَا وَاَجَلُّهَا قَدْرًا قَلَمُ التَّقْدِيْرِ السَّابِقِ الَّذِيْ كَتَبَ اللهُ بِهٖ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ ۔(مواہب اللدنیہ جلد نمبر 2 ص28)

بارہ قلمیں اور قلم کاتب تقدیر

تحقیق یہ قلمیں (جنہیں حضور علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا جن کی آواز سماع فرمائی) بارہ قلمیں ہیں اور وہ تمام کی تمام بدارج و مراتب کے لحاظ سے مختلف و متفاوت ہیں ان میں سب سے زیادہ عظمت وشان والی قلم وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مخلوق کی تقدیروں کو لکھا۔

اسی قلم کی قسم اللہ نے بیان فرمائی

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمت فرماتے ہیں

وہ قلم تقدیر کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم بیان فرمائی

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (پ29 سورۂ والقلم آیت نمبر 1-2)

(مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص167)

میرے ربّ نے مجھ سے پوچھا جبکہ ملائکہ کے جھگڑنے کی آواز سنائی دی کہ

فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى

ملائکہ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں

تو میں نے عرض کیا اے مولا تو ہی جانتا ہے تو

وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدَيَّ ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اپنے دونوں مبارک پستانوں کے درمیان (سینۂ مبارک میں)

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (مشکوٰۃ شریف ص69)

پس میں نے جان لیا جو کچھ زمین و آسمانوں کے درمیان ہے (جو کچھ زمینوں آسمانوں میں ہے)

منکرین معراج کی دلیل

بعض حضرات جو دراصل پورے واقعہ معراج کو جھٹلانے کی مذموم کوشش میں شب و روز ایک کیے ہوئے ہیں بڑی شد و مد سے کہا کرتے ہیں کہ جی اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

”جس نے کہا۔ حضور علیہ السلام نے ربّ کو دیکھا اس نے آپ پر افترا باندھا“۔

مَا فَقَدْتُ جَسَدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے (شب معراج) حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کو مفقود نہیں پایا

لہٰذا معراج جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے

اس دلیل کا جواب

تو درویش جواب یہ دیا کرتے ہیں کہ

ان تمام اشکالات کا ایک ہی جواب ہے

اور وہ یہ کہ

تم اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وجود حضور کی معیت میں شب معراج
ثابت کر دو ہم یہ سب کچھ تسلیم کر لیں گے
مگر اُم المؤمنین کا نکاح اور رخصتی ہے مدینہ منورہ میں
اور وقوعِ معراج جسمانی ہے مکہ معظمہ میں
جیسا کہ ارشاد فرمایا:

فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔

(بخاری ج1 ص50)

میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا اور میں مکہ میں تھا کہ جبریل نازل ہوئے
تو جب اُم المؤمنین شب معراج تک حرم نبوی میں شامل ہی نہیں تو یہ ان کے فرامین ہو سکتے ہی نہیں

؎ یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

ہاں ہاں
اگر ابوجہل واقعہ معراج کی تکذیب کروانے کے لئے حضرت ابو بکر الصدیق کے پاس جا سکتا ہے
تو اس کی ذریت بھی واقعہ معراج اور رویت باری کو جھٹلانے کے لئے اقدامات اٹھا سکتی ہے

عائشہ بیٹی ہے صدیق باپ ہے

اور پھر مسئلہ تو واضح ہو گیا
شب معراج ام المؤمنین عائشہ صدیقہ وہاں موجود نہیں مطلب یہ کہ ابھی تک زوجہ رسول نہیں بنی
شب معراج والدِ عائشہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے اوّل مسلم ہیں غلام رسول بن چکے ہیں

عائشہ بیٹی ہے
صدیق باپ ہے
تو پھر اگر بالفرض یہ روایات حضرت عائشہ سے منقول بھی ہوں تو
بات صدیق اکبر کی تسلیم کی جائے گی
بات عائشۃ الصدیقہ کے والد محترم کی مانی جائے گی
بات اس یارِ مصطفیٰ کی مانی جائے گی جو سب سے پہلا مسلم و مؤمن ہے

یہ عقیدہ جبریل نے دیا شب معراج

حضرت جبریل امین نے بھی یہی عقیدہ دیا کہ اے حبیب پاک علیہ السلام آپ کے معجزہ معراج کی تصدیق ابوبکر کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں
يُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَّهُوَ الصِّدِّيْقُ ۔ (الصواعق المحرقہ ص70)
آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔
لہٰذا مصدق معراج کی بات درست ہے
اور وہ فرماتے ہیں کہ
جو خدا حضرت جبریل علیہ السلام کو ہزار ہا مرتبہ آسمان سے زمین پر اتار سکتا ہے
وہی خدا امام الانبیاء علیہ السلام کو زمین سے آسمان پر لے جا سکتا ہے
(تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد پنجم ص 546)
اور پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو فرمایا کہ
”تو کہتا ہے میرے حبیب علیہ السلام آسمانوں پر تشریف لے گئے اگر تو اس سے اگلی بات کہے تو میں اس کی بھی تصدیق کروں گا“۔
مطلب صاف ظاہر ہے کہ
تو کہتا ہے کہ

میرا حبیب زمین سے آسمانوں پر تشریف لے گیا   میں تصدیق کرتا ہوں
اور اگر تو کہے کہ
آسمانوں والا میرے حبیب کے پاس جلوہ گر ہوا   تو میں پھر بھی تصدیق کروں گا
کیونکہ اگر آسمانوں والے ادھر   آ سکتے ہیں
اور مکین سدرہ ہزار ہا مرتبہ   تشریف لا سکتے ہیں
تو میرے آقا کیوں ادھر   نہیں جا سکتے
گویا یہ عقیدے شب معراج   جبریل علیہ السلام نے دیئے
اور یہ عقیدے میرے آقا کے یار غار   صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیئے

یہ عقیدہ صدیق نے دیا شب معراج

یہ عقیدہ میرے صدیق نے دیا کہ
لَئِنْ قَالَ لَصَدَقَ (ازالۃ الخفاء ص 305 از شاہ ولی اللہ دہلوی)
اگر (قائل معراج) نبی اکرم علیہ السلام ہیں تو یقیناً سچ فرماتے ہیں:
تو جب آپ نے ہی فرمایا کہ
رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 155)
میں نے اپنے ربّ کو بڑی احسن صورت میں دیکھا
تو سچ فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں
لہٰذا ہم اس کی بات اور اس کا عقیدہ تسلیم کریں گے جو بزبان خدا   صدیق ہے
ہم اس کی بات اور اس کا عقیدہ تسلیم کریں گے جو بزبان مصطفیٰ   صدیق ہے
ہم اس کی بات اور اس کا عقیدہ تسلیم کریں گے جو بزبان جبریل   صدیق ہے

امام حاکم نیشاپوری کی پوری روایت

امام حاکم نیشاپوری نے اس کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا اور انہیں کی عبارت کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمت نے نقل فرمایا ہے۔ وَھُوَ ھٰذَا

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اَصْبَحَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِذٰلِكَ فَارْتَدَّ النَّاسُ مِمَّنْ اٰمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ وَسَمِعُوْا بِذٰلِكَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالُوْا
"هَلْ لَّكَ فِيْ صَاحِبِكَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ اُسْرِيَ بِهٖ
اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَجَآءَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ؟"
قَالَ اَوْ قَالَ كَذٰلِكَ؟
قَالُوْا نَعَمْ
قَالَ لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ
قَالُوْا اَتُصَدِّقُهٗ اَنَّهٗ ذَهَبَ لَيْلَةً اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَجَآءَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ قَالَ نَعَمْ اِنِّيْ لَاُصَدِّقُهٗ بِمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ اُصَدِّقُهٗ بِخَبَرِ السَّمَآءِ فِيْ غَدْوَةٍ وَّرَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ .

(ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص 305)

امام حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب المستدرک میں حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جب امام الانبیاء علیہ السلام کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں سے بیان فرمایا تو بعض ایسے لوگ جو ایمان لا چکے تھے اور آپ کی تصدیق (رسالت) کر چکے تھے مرتد ہو گئے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑے اور کہا

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے دوست نے کیا کہا؟ وہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور صبح ہونے سے پہلے وہ واپس بھی آ گئے"

حضرت ابو بکر الصدیق نے فرمایا کیا آپ نے اسی طرح فرمایا ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں آپ نے یوں ہی فرمایا ہے

آپ نے فرمایا: اگر آپ (نبی کریم علیہ السلام) نے ایسے فرمایا ہے البتہ ضرور بالضرور آپ نے سچ فرمایا ہے' لوگوں نے کہا: کیا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات کے قلیل ترین حصہ میں بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس تشریف لے آئے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے بھی زیادہ بعید از عقل بات کی بھی تصدیق کروں گا اور وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام صبح و شام آسمانی خبریں لاتے ہیں! کہتے ہیں کہ اسی دن سے آپ کا نام اسی لئے صدیق ہو گیا

تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی یہ روایت منقول ہے

اور عاشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی وہ روایات منقول ہیں

نتیجہ یہ نکلا

نتیجہ یہ نکلا کہ

صرف اپنے حوالے سے وہ جن معراجوں کا ذکر

کرتی ہیں وہ روحانی ہیں

اس لئے جسم مبارک مفقود نہ ہوا اور لوگوں کو اعتراض بھی نہ ہوا اور رویت باری کا ذکر بھی ان میں نہیں ہے

اور حضرت ابوبکر صدیق کے حوالے سے وہ جس

معراج کا ذکر فرماتی ہیں وہ جسمانی معراج ہے

اس میں جسم مبارک مفقود ہوا لوگ مرتد ہوئے اور معترض ہوئے اور ان روایات میں رویت ذات باری کا ذکر بھی ہے

تطبیق کی صورت

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں:

اَلْمِعْرَاجُ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ مَرَّاتٍ اَلْوَاحِدُ بِجَسَدِهٖ وَالْبَاقِیْ بِرُوْحِهٖ ۔

(الفقہ الکبیر)

معراج نبی کریم علیہ السلام کو چونتیس (34) مرتبہ ہوا ایک مرتبہ جسمانی (33) مرتبہ روحانی تو معراج جسمانی مکی تھا اس لئے حضرت عائشہ اس کا ذکر نہیں فرماتیں کیونکہ ان کی رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی اور باقی تمام معراج روحانی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئے لہٰذا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کا ذکر فرماتی ہیں

یہی قول تطبیق کی صورت نکالتا ہے۔

آیات کبریٰ ملاحظہ فرمائیں

حضراتِ گرامی! بات طویل ہوتی چلی جا رہی ہے عرض کر رہا تھا کہ

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

تاکہ ہم اس عبد خاص کو اپنی نشانیوں سے دکھائیں

اور دوسرے مقام پر فرمایا

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی (پ27 سورۂ النجم آیت نمبر 18)

یقیناً انہوں نے اپنے ربّ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

یہ بڑی بڑی نشانیاں کچھ ہم اسرار خطابت حصہ سوم میں بیان کر چکے ہیں۔

اس مقام پر کچھ ایسی باتیں بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جن کا تعلق اصلاح معاشرہ سے ہے

صدقہ دینے اور جہاد کرنے والے

شب معراج نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا گزر ایسی قوم پر ہوا جو کھیتی باڑی میں مصروف تھی کہ وہ فصل بوتے- اسی وقت فصل پک جاتی- وہ کاٹتے اور فائدہ اٹھاتے- اور فائدہ بھی اس قدر کہ ایک ایک دانہ کے عوض سات سات سو دانہ یعنی سات سو گنا اناج حاصل کرتے اور جب وہ کاٹتے دوبارہ پھر اس طرح ہو جاتا جیسا

کہ کاٹنے سے پہلے تھا

نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جبریل سے پوچھا یہ کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں ان کی نیکی سات سو گنا تک بڑھتی ہے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اچھا عوض عطا کرتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 261)

”مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہی جیسے ایک دانے سے سات سو خوشے اُگیں اور ہر خوشے میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نہایت وسعت والا ہے اور سب کچھ حالات کے جاننے والا“۔

(تفسیر ابن کثیر)

نمازیں اپنے اوقات میں ادا نہ کرنے والے

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے اور کچل دیئے جاتے ہیں اس کے بعد پھر سابقہ حالت پر آ جاتے ہیں اور ان کا یہ سلسلہ ذرا بھر دیر کے لئے بھی بند نہیں ہوتا

آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں سستی کرتے ہیں اور اس کو اپنے وقت پہ ادا نہیں کرتے اور رکوع وسجود بھی صحیح طور پر ادا نہیں کرتے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے کہ

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ

(پ30 سورۃ الماعون آیت نمبر 4)

(تفسیر در منثور جلد نمبر 2ص144)

پھر دوزخ میں خرابی کا گڑھا ان نمازیوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک

حضراتِ گرامی! نماز میں چوری کیا ہے؟

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر نہ دوں جو نماز میں چوری کرتا ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ

ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کے ارکان کو پورے نہیں کرتا (مکتوبات مجدد الف ثانی)

غور کیجئے کہ

جو شخص نماز کو اپنے اوقات میں ادا نہ کرے

جو شخص نماز کے ارکان کو صحیح طور پر ادا نہ کرے

اس کے لئے جہنم اور خرابی کا گڑھا ہے

تو جو شخص سرے سے نماز ہی ادا نہ کرے اس کا کیا بنے گا؟

اور آج کل تو

پیر	بے نماز	مرید کیسے ہوں گے؟
مرشد	بے نماز	مرید کیسے ہوں گے؟
مولوی	بے نماز	عوام کیسے ہوں گے؟
عالم	بے نماز	معتقد کیسے ہوں گے؟

اج کل بے نماز کئی بنے مرشد اوہناں پاپیاں نرگ جلا دیوے

ایہہ نماز نہ چھڈی پیغمبراں نے ہووے کون جو سیس اٹھا دیوے
ولی پیر فقیر نماز کر دی غوث قطب ابدال بنا دیوے
دائم منگ نماز حسین والی سجدے وچ جو سیس کٹا دیوے

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے

پھر آقا کریم ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ ان کی شرم گاہ کے آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور وہ مویشی کی طرح چر رہے ہیں اور زقوم (تھوہر) اور دوزخ کے پتھر کھا رہے ہیں

آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور فقیروں و مسکینوں پر رحم نہیں کرتے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (پ10 سورۂ التوبہ آیت نمبر 34)

(تفسیر ابن جریر جلد نمبر 15 ص16)

اور وہ لوگ جو سونا چاندی کو خزانہ بنا رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

زانی مرد اور زانیہ عورتیں

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک دوسری ہنڈیا میں کچا اور سڑا ہوا گوشت پڑا ہے وہ لوگ اس کچے اور سڑے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا گوشت نہیں کھاتے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ لوگ آپ کی اُمت کے مرد ہیں جن کے پاس پاک اور حلال بیوی ہو تو وہ پھر غیر عورت کے پاس جائے اور شب باشی

کرے اسی طرح وہ عورتیں جو اپنے حلال اور پاکیزہ خاوند کے ہوتے ہوئے کسی غیر مرد کے پاس جائیں اور ان کے ساتھ برا کریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۗ وَسَآءَ سَبِيْلًا

(پ15 سورۂ الاسراء آیت نمبر 32 تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 3 ص12)

یتیموں کا مال کھانے والے

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح ہیں وہ آگ کی چنگاریاں کھا رہے ہیں اور وہ چنگاریاں ان کے پیٹوں کو جلاتی ہوئی نیچے نکل جاتی ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے آپ نے فرمایا: یہ لوگ کون ہیں؟

حضرت جبریل نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۔

(پ4 سورۂ النساء آیت نمبر 10 تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 3 ص12)

”اور جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ آگ کی چنگاریاں کھا کر اپنا پیٹ بھر رہے ہیں اور یہ لوگ اس کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے“۔

لوگوں کو راستہ پر تکلیف دینے والے

پھر نبی کریم علیہ السلام نے ایسے لوگوں کو ملاحظہ فرمایا جو شارع عام پر سولیوں پر ـائے جا رہے ہیں اور سولیاں ایسی کانٹے دار ہیں کہ راستہ پر جانے والے لوگوں کے ـسم و لباس نوچ لیتی ہیں فرمایا یہ کون ہیں؟

عرض کیا حضور! یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ پر بیٹھ کر راہ جانے والوں کو تکالیف دیا

کرتے تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

(پ 8 سورۃ الاعراف آیت نمبر 86)

اے لوگو! راستہ پر اس طرح مت بیٹھو کہ تم لوگوں کو ڈراؤ اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکو۔ (تفسیر درمنثور جلد نمبر 4 ص 24)

امانت میں خیانت کرنے والے

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا کہ بہت سا بوجھ انہوں نے اپنی پیٹھوں پر اٹھا رکھا ہے حتیٰ کہ بوجھ کے مارے وہ جنبش اور ہلنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر وہ پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ ہاں اور بوجھ رکھ دو چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اور بوجھ لادا جا رہا ہے

فرمایا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ ان لوگوں کی صورت مثالی ہیں جو امانت میں خیانت کرتے ہیں اور باوجودیکہ اس قدر لوگوں کے حقوق ان کی گردنوں پہ ہیں لیکن وہ پھر بھی مزید حقوق اپنے ذمہ لے لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (الانفال:۲۷)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو خدا اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔ (معارج النبوت جلد سوم ص 134)

خوشامدیں کرنے والے

پھر حضور علیہ السلام کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جاتی تھیں جب وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے تو فرشتے پھر کاٹ دیتے اور ایک لمحہ کی مہلت نہیں دیتے تھے فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبریل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کے پاس جاتے اور ان کی خوشامدیں کرتے تھے اور ان کے جھوٹ اور صاف بری باتوں پر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور ان کو ظلم و فسق و فجور سے نہیں روکتے تھے اور انصاف و احسان کا فرمان نہیں سناتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۔

(پ 12 سورۃ ھود آیت نمبر 113)

اور ایسے لوگوں کی طرف میلاں نہ کرو جن لوگوں نے ظلم کر رکھا ہے پھر تم کو بھی آگ کی سزا ملے گی۔ (معارج النبوت جلد سوم ص 134)

ملاؤں اور پیروں کے لئے لمحہ فکریہ

حضراتِ گرامی!

لمحہ فکریہ ہے سرکاری و درباری ملاؤں اور پیروں کے لئے

آج یہ مرض ملیریا کی طرح پھیل گیا ہے

حکمران ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں

فحاشی و عریانی کا بازار گرم ہے

حکومت انگریز کی غلامی پر مجبور کر رہی ہے

زنا کاری کے اڈوں کو دوام و فروغ دینے کے لئے اسلامی جمہوریہ کی حکومت پر تول رہی ہے اور یہ سرکاری و درباری ملاں ہر جگہ اپنا کردار ادا کر رہے ہیں

میڈیا پر — سرکاری ملاں

اخبارات پر — سرکاری ملاں

رسائل و جرائد پر — سرکاری ملاں

عوامی اجتماعات میں — سرکاری ملاں

اپنی روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے انگریزی آقاؤں کو

راضی کرنے کی مذموم سر توڑ کوششوں میں یہ ملاں اور سرکاری مشائخ (علماء سوء) مصروف ہیں

علامہ اقبال مرحوم نے انہیں کے لئے فرمایا تھا کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی

یہ بازاری جنس ہر دور میں موجود رہی ہے

دربار اکبری سجا تو ان سرکاری مولویوں سے
دربار انگریز سجا تو ان سرکاری مولویوں سے

اہلِ حق کی قربانیاں

اور علماء حق نے ان کے خلاف آواز بلند کی

حق کی آواز بلند کرنے پر حضرت مجدد الف ثانی کو قلعہ گوالیار میں بند کیا گیا
حق کی آواز بلند کرنے پر علامہ فضل حق خیر آبادی کو پھانسی کے تختہ پر لٹکایا گیا
حق کی آواز بلند کرنے پر علامہ کفایت علی کافی کو سولی پر لٹکایا گیا

آج کا دور بھی ان علماء حق کی راہ تک رہا ہے اور علماء سوء پر نفرت کے ڈونگرے برسا رہا ہے

غیبت کرنے والے

حضراتِ محترم! سرکار دو عالم ﷺ کا گزر ان لوگوں پر ہوا جن کو مردار جانور کے گوشت کے ٹکڑے کھلائے جا رہے تھے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا! یہ وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے تھے اور دوسرے بھائیوں کا گلہ کیا کرتے تھے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۔(پ26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 12)

"ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈو اور تمہارا بعض (دوسرے) بعض لوگوں کا گلہ نہ کرے کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے بلکہ تمہیں نفرت آئے گی اور اس کے کھانے کو برا جانو گے اسی طرح چاہیے کہ غیبت سے تم کو نفرت آئے اور تم اس کو برا جانو"۔(اخبار القرآن ص262)

شراب پینے والے

اسی طرح سرکار علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ لوگوں کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی تھیں ان کا نچلا ہونٹ پاؤں پر لٹکا تھا اور اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر جاتا تھا۔ دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں میں ان کو پلایا جا رہا تھا حتیٰ کہ پیپ اور خون ان کے منہ سے ٹپکتا تھا اور وہ گدھے کی طرح بینچتے اور چلاتے تھے فرمایا جبریل یہ کون ہیں؟

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(المائدہ:۹۰)

اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو بجز اس کے اور کوئی صورت نہیں شراب' جوا' بت اور فال کے تیر ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ایسے کاموں سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ (اخبار القرآن ص۲۶۲)

جھوٹی گواہیاں دینے والے

پھر شب معراج ایسے لوگوں کو آپ نے ملاحظہ فرمایا جن کی زبانیں گدی سے

نکال دی گئی ہیں اور ان کی شکلیں مسخ ہو کر سور جیسی بن گئی ہیں سر سے لے کر پاؤں تک عذاب میں مبتلا ہیں فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہیاں دیتے تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (پ17 سورۃ الحج آیت نمبر 30)

جھوٹی گواہی یا جھوٹے قول سے بچو۔ (ریاض الازھار ص 214)

سود کھانے والے

پھر نبی کریم علیہ السلام کا گزر ان لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ سوج کر کوٹھے کی طرح ہو گئے تھے اور ان کے چہرے پیلے ہو گئے تھے طوق ان کی گردنوں میں اور زنجیر ان کے ہاتھوں میں اور بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں جب چاہتے تھے کہ اُٹھ کھڑے ہوں تو پیٹ کے پھول جانے کے سبب گر جاتے تھے اوپر اور نیچے عذاب میں گرفتار تھے فرمایا: یہ لوگ کون ہیں؟

عرض کیا! یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھا لیتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط (پ3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 275)

اور وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) اس طرح اٹھیں گے جس رح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر اسے بدحواس بنا دیا ہو۔

(تفسیر درمنثور جلد نمبر 4 ص 122)

ناحق قتل کرنے والے

پھر نبی کریم ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو فرشتے آگ کی چھریوں سے ذبح کر رہے تھے اور ان کے گلوں سے کالا خون بہتا تھا وہ پھر زندہ ہو جاتے تو پھر ذبح کئے جاتے تھے فرمایا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق قتل کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ (پ5 سورۃ النساء: آیت 93)

جو شخص کسی ایمان دار کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے اس کی جزا دوزخ مقرر ہے اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ریاض الازھار ص 341)

نافرمان بیویاں

حضور علیہ السلام کا عورتوں کے ایک گروہ پر گزر ہوا کہ ان کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی ہیں آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے ہیں اور وہ گدھوں اور کتوں کی طرح چلاتی ہیں فرمایا: جبریل یہ کیسی عورتیں ہیں؟

عرض کیا! یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کی نافرمان ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 34)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں (تفسیر ابن جریر جلد نمبر 15 ص 11)

حاکم کی نافرمانی کی یہی سزا ہے

ماں باپ کے نافرمان

پھر ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو آگ کے جنگل میں قید تھے ان کو آگ جلاتی تھی پھر وہ درست ہو جاتے تھے اسی وقت پھر ان کو آگ جلا دیتی تھی اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا! یہ وہ لوگ ہیں جو ماں باپ کے عاق یعنی نافرمان تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط

(پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 23)

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ (پ15 سورۂ الاسریٰ:23)

''اور پروردگار کا حکم ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے یا وہ دونوں ہی بڑھاپے کی حد میں پہنچ جائیں تو ان کو اف نہ کہو اور نہ ان کو عتاب کرو اور ان کے ساتھ بھلائی کی بات کرو۔''

دغا باز دھوکہ دینے والے منافق

پھر آقا علیہ السلام کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو ہوا میں لٹکے ہوئے تھے اور ان کی آنکھ ناک کان سے آگ کے شعلے نکلتے تھے ان میں سے ہر ایک پر دو 2 فرشتے مقرر تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے اتنے بڑے گرز تھے کہ ہر ایک گرز کی ستر شاخیں تھیں ایک شاخ ابوقبیس پہاڑ پر پڑے تو تاب نہ لا کر ریزہ ریزہ ہو جائے دونوں فرشتے اس گرز سے اس کو سزا دیتے تھے اور یہ تسبیح پڑھتے تھے

سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ سُبْحَانَ الْمُنْتَقِمِ عَنْ اَعْدَآءِ ہٖ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْعَظِیْمِ۔

فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟

عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ دغا باز اور منافق لوگ ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 145)

اور دوسری آیت میں ہے کہ

یُخَادِعُوْنَ اللہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 142)

۱؎ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

۲؎ (منافق لوگ) اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں۔

دوسری آیت کا ترجمہ:

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) سے دھوکہ کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو دھوکہ کی سزا دے گا۔ (معارج النبوت جلد سوم ص135)

بے ہودہ گانے والے

پھر ایک گروہ پر گزر ہوا کہ آگ کے طبق ان کے سینوں پر رکھے ہوئے تھے ان کے منہ کالے تھے آنکھیں نیلی تھیں اور قطران (لک) کے کپڑے پہنے ہوئے تھے فرشتے ان کو آتشیں گرز مارتے تھے فرمایا یہ کون ہیں؟

عرض کیا! یہ مطرب اور بے ہودہ گانے والے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا ط اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ○

(پ21 سورۂ لقمان آیت نمبر 6)

بعض ایسے لوگ ہیں جو کھیل کی باتوں کو خرید کرتے ہیں تا کہ خدا کے راستہ سے لوگوں کو ہٹائیں بغیر کسی دلیل کے اور ثبوت کے اور خدا کی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کیلئے اہانت کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (معارج النبوت جلد سوم)

اُمت کی بخشش کے وعدے

حضراتِ گرامی! اس کے علاوہ بھی بہت مشاہدات و ملاحظات فرمائے وقت ان کے بیان کا متحمل نہیں ہے تو آپ ﷺ نے حضرت انسان کا یہ تاریک پہلو بھی ملاحظہ فرمایا اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محل کو بھی ملاحظہ فرمایا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ کو بھی سماع فرمایا

جنتی حوروں کو بھی ملاحظہ فرمایا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے بھی فرمایا

جنت وجہنم کو بھی ملاحظہ فرمایا

بہت طویل ملاحظات ومشاہدات ہیں

اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کو جب آسمان اوّل پر ملاحظہ فرمایا تو ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کی داہنی طرف ایک دروازہ تھا اس میں سے نہایت عمدہ ونفیس خوشبودار ہوا آرہی تھی اور ایک دروازہ باہنی طرف تھا جس سے نہایت بدبودار قبیح قسم کی ہوا آرہی تھی

حضرت آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھتے تو خوش ہوتے

اور جب بائیں طرف ملاحظہ کرتے تو مغموم ہوتے

بخاری شریف کی روایت کے مطابق دائیں طرف آدم

علیہ السلام ملاحظہ فرماتے تو ہنستے

اور جب بائیں طرف مشاہدہ فرماتے تو گریہ فرماتے

حضرت جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)!

یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے

نبی کریم علیہ السلام نے سلام فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب فرمایا اور کہا

مرحبا اے فرزند صالح اور نبی صالح

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا

یہ حضرت آدم کے دائیں طرف اور بائیں طرف ان کی تمام اولاد کی ارواح ہیں

دائیں طرف والے جنتی ہیں

بائیں طرف والے جہنمی ہیں

اس لئے دائیں طرف والوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں

اور بائیں طرف والوں کو دیکھ کر گریہ فرماتے ہیں

(بخاری بحوالہ درۃ التاج ص 118,119)

تو آدم علیہ السلام کا اس وقت نبی کریم علیہ السلام کے سامنے گریہ فرمانا اسی لئے تھا کہ حضور ان کے گریہ کے سبب اور شفقت پدری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی اس نافرمان اولاد کی سفارش اللہ تعالیٰ کے حضور فرما دیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دے

چنانچہ حضور علیہ السلام کو شب معراج

نماز میں سستی کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

تارکین زکوٰۃ کے حالات دکھائے گئے

زانی مرد اور زانیہ عورتوں کے حالات دکھائے گئے

یتیموں کا حق کھانے والوں کے حالات دکھائے گئے

راستے میں بیٹھ کر راہگیروں کو تنگ کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

امانت میں خیانت کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

خوشامد کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

غیبت وچغل خوری کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

شراب نوشی کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

جھوٹی گواہیاں دینے والوں کے حالات دکھائے گئے

سود کھانے والوں کے حالات دکھائے گئے

ناحق قتل کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

شوہروں کی نافرمانی کرنے والی بیویوں کے حالات دکھائے گئے

ماں باپ کے نافرمانوں کے حالات دکھائے گئے

دھوکہ دینے دغابازی کرنے اور منافقت کرنے والوں کے حالات دکھائے گئے

بیہودہ گانے والوں کے حالات دکھائے گئے

تاکہ رحمت عالم علیہ السلام کی رحمت جوش میں آئے اور وہ ان کی سفارش کر کے انہیں معافی دلوائیں یہ ایک حکمت تھی منجملہ دوسری سینکڑوں حکمتوں سے

سرکار ارشاد فرماتے ہیں کہ

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ

(ابوداؤد' ابن ماجۂ جامع الترمذی' مشکوٰۃ ص 494)

میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے۔

جب یہ سب کچھ ملاحظہ فرما کر دربار خداوندی میں اظہار غم فرمایا تو اللہ کریم نے فرمایا

میں نے آپ کی نصف اُمت کو آج بخشش دیا

اور آدھی بروز محشر آپ کی شفاعت سے بخش دوں گا

تاکہ میری مغفرت کا بھی اظہار ہو جائے

اور آپ کی شفاعت کا بھی اظہار ہو جائے

(معارج النبوت جلد سوم)

تمہیں اُمت کا غم ہے بخش دیں گے وعدہ کرتے ہیں

محمد ﷺ ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

فرمایا کہ

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (پ 15 سورۂ الاسریٰ آیت نمبر 1)

تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیوں میں سے دکھائیں۔

گویا فرمایا: اے حبیب آپ اُمت کے گناہ دیکھ کر پریشان ہو ذرا دیکھو

آپ کی اُمت کے گناہ زیادہ ہیں

یا میری رحمت کے دریا زیادہ ہیں

اور فرمایا

اگر آپ نے ساری اُمت بخشوانی ہے تو ساری ساری رات عبادت کیا کریں

اگر نصف اُمت بخشوانی ہے تو نصف رات عبادت کیا کریں

(بخاری شریف)

اور نماز تہجد پڑھا کریں تاکہ آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے اور وہ مقام شفاعت ہے

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (پ 15 سورۂ الاسریٰ آیت نمبر 79)

"اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیے یہ زائد ہے آپ کے لئے عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا"۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

پانچواں خطبہ: ماہ رجب المرجب

مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ○

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

تمام صحابہ سے وعدۂ باری تعالیٰ

واجب الاحترام سامعین کرام!

تلاوت کردہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک

صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ایک وعدہ فرمایا ہے

ایک دو صحابہ سے نہیں

دس بیس صحابہ سے نہیں

سو دو سو صحابہ سے نہیں

ہزار دو ہزار صحابہ سے نہیں

جتنے بھی صحابہ ہیں

چاہے وہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں سے ہوں

چاہے وہ اصحاب بدر میں سے ہوں

چاہے وہ اصحاب شجرہ میں سے ہوں

چاہے وہ فتح مکہ سے پہلے اصحاب میں سے ہوں

چاہے وہ فتح مکہ سے بعد والے اصحاب میں سے ہوں

چاہے وہ چند لمحے کے اصحاب ہوں

چاہے وہ عمر بھر کے اصحاب ہوں

چاہے وہ کسی علاقے کسی نسل کسی رنگ کسی زبان کے اصحاب ہوں

اللہ فرماتا ہے:

کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (پ 27 سورۂ الحدید آیت نمبر 10)

اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے وعدہ حسنیٰ فرمایا۔

صحابی کون ہوتا ہے؟

صحابی کون ہوتا ہے؟

علماء محدثین و مفسرین نے فرمایا:

مَنْ لَقِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَمَاتَ عَلَی الْاِیْمَانِ

(مشکوٰۃ شریف)

جس نے نبی اکرم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی اور اسی
ایمان پر فوت ہو گیا۔

حضرت امیر معاویہ صحابیٔ رسول ہیں

حضراتِ گرامی!
خال المسلمین، کاتبِ وحی، صاحب سرِّ رسول حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی
صحابیٔ رسول ہیں لہٰذا وہ بھی اس وعدہ میں شامل ہیں

مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے

یہ قاعدہ وکلیہ ہے کہ
اَلْمُطْلَقُ يَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ
مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔
حکم مطلق کو مقید کرنے کے لئے
حکم عام کو خاص کرنے کے لئے
کسی نص قرآنی یا حدیث مصطفوی کی ضرورت ہوتی ہے
صحابیٔ رسول ہونے کے ناطے ''کُلًّا'' کے اطلاق میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ
شامل ہیں اگر ان کو اس مطلق سے علیحدہ اور اس عام حکم سے خاص کرنا ہو تو قرآن کی
آیت یا حدیث مصطفیٰ کی روایت کی ضرورت ہو گی

منکرین کے پاس کیا دلیل ہے؟

منکرین امیر معاویہ بتائیں کہ ان کے پاس
کون سی وہ قرآن کی آیت ہے
کون سی وہ حدیث کی روایت ہے
جس سے وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی'' کے حکم سے

نکالتے ہیں

حضرت امیر معاویہ کا ایمان لانا

علماء محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال پہلے پیدا ہوئے
عمرۃ القضا کے موقع پر آپ ایمان لائے
(البدایہ والنہایہ جلد نمبر 8، ص 115 الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد نمبر 3، ص 433 حرف میم کے تحت)
حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
آپ صلح حدیبیہ کے دن ایمان لائے مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا
(مرأت شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 183 مطبوعہ لاہور)
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ
اَسْلَمْتُ يَوْمَ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَلٰكِنِّيْ كَتَمْتُ اِسْلَامِيْ مِنْ اَبِيْ
اِلٰى يَوْمِ الْفَتْحِ ۔ (البدایہ والنہایہ جز ثامن ص 408 مطبوعہ پشاور)
میں عمرۃ القضاء کے دن مسلمان ہو چکا تھا لیکن میں نے اپنے باپ سے
فتح مکہ تک اپنا اسلام چھپائے رکھا۔
حبر الامت سب سے پہلے مفسر قرآن نبی کریم علیہ السلام کے چچیرے بھائی
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ
اِنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ ۔
(تطہیر الجنان ص 7 مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر 4 ص 120 مطبوعہ ملتان)
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (عمرۃ القضاء) کے موقع پر مروہ کے
پاس نبی کریم علیہ السلام کے سرِ انور کا قصر کیا یعنی عمرہ کے بال کاٹے۔
ثابت ہوا کہ آپ فتح مکہ سے قبل ایمان لا کر اصحاب رسول کے زمرے میں
داخل ہو چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پ27 سورۂ الحدید آیت نمبر 10)

اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کے ساتھ وعدہ حسنیٰ فرمایا ہے۔

شیعہ مفسرین نے لکھا

شیعہ مفسر صاحب تفسیر مجمع البیان لکھتے ہیں کہ

اَلْحُسْنٰى - اَیِ الْجَنَّةُ وَالثَّوَابُ فِيْهَا (تفسیر مجمع البیان جلد نمبر 5 ص 232)

حسنیٰ- یعنی جنت اور اس میں ثواب

دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ شوکانی نے بھی یہی لکھا ملاحظہ ہو تفسیر منہج الصادقین جلد نمبر 9 ص 171

تو اب ترجمہ یہ ہوا کہ

اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے جنت اور اس میں ثواب کا وعدہ فرمایا

اب اگر جنت اور اس کے ثواب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نکالنا چاہتے ہو تو اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے

فقیر کا چیلنج ہے۔

سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے

مگر دشمنان امیر معاویہ ایسی کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ -(البقرہ: ١١١)

لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو تو۔

؎ نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار "تم" سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مناقب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی! اب میں چند احادیث مبارکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ فرامین نبوی کے اس گلدستہ کی مہک

سے آپ کے دل و دماغ معطر ہوں اور منکرین مناقب امیر معاویہ کو ہدایت نصیب ہو

معاویہ امین کتاب اللہ ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

"جَآءَ جِبْرَئِيْلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ"

"يَا مُحَمَّدُ اِسْتَوْصِ مُعَاوِيَةَ فَاِنَّهٗ اَمِيْنٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَنِعْمَ الْاَمِيْنُ" (مجمع الزوائد جلد نہم ص 357 البدایہ والنہایہ جز ثامن ص 514-515)

حضرت جبریل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا

"یا محمد (ﷺ) معاویہ سے خیر خواہی فرمائیے کیونکہ وہ اللہ کی کتاب (قرآن کریم) پر امین ہیں اور وہ کیا ہی اچھے امین ہیں۔

کیا عظیم منقبت معاویہ ہے

ذرا توجہ کیجئے! کیا ایمان افروز منقبت ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی - اللہ اکبر

ساری کائنات حضرت جبریل علیہ السلام کو امین کہتی ہے

میں — حضرت جبریل کو امین کہتا ہوں
تم — حضرت جبریل کو امین کہتے ہو
ولی — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں
غوث — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں
قطب — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں
اوتاد — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں
ابدال — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں
قلندر — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

مجدد — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

مجتہد — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

امام — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

علماء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

خطباء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

فصحاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

بلغاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

ادباء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

نجباء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

شرفاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

لطفاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

طلباء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

عابدین — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

زاہدین — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

صدیقین — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

صدیق اکبر — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

فاروق اعظم — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

عثمان غنی — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

حیدر کردار — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

امام حسن — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

امام حسین — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

بارہ امام — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

تمام شہدا — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

تمام اولیاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

تمام صلحاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

صفی اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

نجی اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

کلیم اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

خلیل اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

ذبیح اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

روح اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

تمام انبیاء — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

تمام رُسل — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

خود حبیب اللہ — حضرت جبریل کو امین کہتے ہیں

نہیں نہیں بلکہ خود خدا — حضرت جبریل امین کو فرماتا ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (پ19 سورۂ الشعراء آیت نمبر 193)

اسے (قرآن کو) روح الامین لے کر اترا۔

اور جبریل امین — حضرت امیر معاویہ کو امین کہتے ہیں

سبحان اللہ — سبحان اللہ

کیوں نہ کہیں

قرآن لانے والے جبریل — وہ بھی امین

جن پر قرآن نازل ہوا — وہ بھی رسول امین

جو کاتب قرآن بنا وہ — معاویہ بھی امین

اور صرف امین ہی نہیں بلکہ — نعم الامین

لانے والا امین نہ ہو تو قرآن — لاریب نہیں رہتا

جس پر نازل ہوا وہ امین نہ ہو تو قرآن — لاریب نہیں رہتا

جو کاتب وحی بنا وہ امین نہ ہو تو قرآن — لاریب نہیں رہتا

اور قرآن ہے:

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 2)

وہ کتاب جس میں شک نہیں ہے۔

لہٰذا قرآن میں بھی — شک نہیں

اسے لانے والے میں بھی — شک نہیں

جس پر نازل ہوا اس میں بھی — شک نہیں

جس نے اس کی کتابت کی اس میں بھی — شک نہیں

اسی لئے تو جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا:

نِعْمَ الْاَمِيْنُ — معاویہ کیا ہی اچھے امین ہیں

خدا، رسول، جبریل، قرآن کے منکرین

تو پھر منکرینِ عظمت معاویہ صرف انہیں کی عظمت کے منکر نہیں بلکہ وہ

عظمت خدا کے بھی — منکر

عظمت مصطفیٰ کے بھی — منکر

عظمت جبریل کے بھی — منکر

عظمت کتاب اللہ کے بھی — منکر

امناء تین (ثلاثہ) ہیں

حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس، حضرت واثلہ بن الاسقع رضوان علیہم اجمعین فرماتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالْاُمَنَاءُ ثَلٰثَةٌ جِبْرَئِيْلُ وَّاَنَا وَ مُعَاوِيَةُ (البدایہ والنہایہ جلد نمبر 4 جز ثامن ص 515)

اور امین تین ہیں — ثَلٰثَةٌ

جبریل

میں

اور معاویہ

ثلاثہ کے دشمنو

ذرا غور کرو

درمیان میں رسول — وہ بھی امین

دائیں جبریل — وہ بھی امین

بائیں معاویہ — وہ بھی امین

رسول بھی — ان ثلاثہ میں

جبریل بھی — ان ثلاثہ میں

معاویہ بھی — ان ثلاثہ میں

اگر ہمت ہے تو نکالو جبریل کو ثلاثہ سے

اگر ہمت ہے تو نکالو رسول کو ثلاثہ سے

اگر ہمت ہے تو نکالو معاویہ کو ثلاثہ سے

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام برائے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی! جس شخصیت کے لئے نبی کریم علیہ السلام خود اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ہادی و مہدی ہونے کی دعا فرمائیں وہ امین کیسے نہ ہو، ملاحظہ ہو میرے آقا نے دعا فرمائی کہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَّاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 225)

اے اللہ (معاویہ) کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے۔

ہادی کون ہوتا ہے؟

ہادی کون ہوتا ہے؟

ہادی صیغہ اسم فاعل ہے جس کا مصدر ہدایت ہے اور ہدایت کے دو معانی ہیں۔

1- اِرَائَۃُ الطَّرِیْقِ — راستہ دکھانا

2- اِیْصَالِ اِلَی الْمَطْلُوْبِ — مطلوب تک پہنچانا (شرح تہذیب)

تو ہادی کا معنی ہوگا

1- راستہ دکھانے والا

2- مطلوب تک پہنچانے والا

ذات باری تعالیٰ بھی ہادی ہے

دوسرے معنی یعنی مطلوب تک پہنچانے والا کے مطابق ہادی ذات باری تعالیٰ ہے کیونکہ مطلوب تک پہنچانا اسی کا کام ہے اور جہاں حضور علیہ السلام سے نفی ہدایت کی گئی وہاں یہی معنیٰ مراد ہیں۔ مثلاً

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (پ20 سورۃ القصص آیت نمبر 56)

بے شک آپ جس سے محبت فرماتے ہیں اس کو ہدایت نہیں عطا کر سکتے۔

یعنی مطلوب تک پہنچا نہیں سکتے ہاں رہنمائی فرما سکتے ہیں

ذات مصطفیٰ بھی ہادی ہے

لہٰذا پہلے معنی یعنی راہ دکھانا اِرَائَۃُ الطَّرِیْقِ کے مطابق ہادی نبی اکرم ﷺ ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (پ25 سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 52)

بے شک آپ (یا رسول اللہ) البتہ رہنمائی فرماتے ہیں سیدھے راستہ کی طرف

خلاصہ یہ نکلا کہ

خلاصہ نکلا کہ ہادی اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی

اللہ ہادی ہے — رسول اللہ ذریعہ ہدایت ہیں

اللہ مطلوب تک پہنچانے والا ہے — رسول اللہ مطلوب تک پہنچنے کا ذریعہ

تمام اصحاب رسول کو مطلوب تک پہنچایا — اللہ نے

اور ان کو ہدایت کا راستہ دکھایا — رسول اللہ نے

شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مگر امیر معاویہ کو صرف راہ ہدایت پر گامزن ہی نہیں فرمایا بلکہ اسپیشل دعا کی کہ مولا

اسے — ہادی بھی بنا

اسے — مہدی بھی بنا

اسے — ذریعۂ ہدایت بھی بنا

یعنی یہ خود بھی — راہ ہدایت پر ہو

دوسروں کو بھی — راہ ہدایت پر گامزن کرے

اور مطلوب تک پہنچانے کا — ذریعہ بھی بنے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَّاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص225)

دعائے رسول پر غور کیجئے

اللہ ہادی ہے — تو رسول ذریعہ ہدایت

پھر یہی رسول علیہ السلام ہادی ہیں — تو امیر معاویہ ذریعہ ہدایت

اللہ ہے — مطلوب تک پہنچانے والا

رسول ہے — ہادی یعنی مطلوب تک پہنچانے کا ذریعہ

اور پھر رسول ہے — مہدی یعنی راہ دکھلانے والا

یعنی رسول — ہادی

رسول — مہدی

رسول — ذریعہ ہدایت بھی

اب دعائے رسول پر غور کیجئے کہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَّاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص225)

اے اللہ! میں ہادی ہوں دعا کرتا ہوں میرے معاویہ کو ہادی بنا دے

میں مہدی ہوں دعا کرتا ہوں میرے معاویہ کو مہدی بنا دے

میں ذریعہ ہدایت ہوں دعا کرتا ہوں میرے معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنا دے

جو راستہ میں دکھاؤں — وہی معاویہ دکھائے

جس منزل کی طرف میں چلاؤں — اسی کی طرف معاویہ چلائے

میں صراطِ مستقیم کی رہنمائی کا ذریعہ ہوں — معاویہ بھی اسی صراطِ مستقیم کا ذریعہ بن جائے

اللہ نے دعا حرف بحرف قبول کی

اللہ نے اس دعا کو بھی دیگر دعاؤں کی طرح منظور مقبول فرمایا جس کا اظہار اہل نظر و فکر پر عیاں ہے۔ نبی کریم نے حدیبیہ کے میدان میں تمام صحابہ کو اکٹھا فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے پر ان سے بیعت لی

امیر معاویہ نے اسی بیعت کو پروان چڑھاتے ہوئے قصاص عثمان کا مطالبہ کیا اور آخر دم تک کرتے رہے

؎ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد (ﷺ)

اللہ ان پر راضی ہو گیا

اللہ فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 18)

(اے حبیب!) البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مؤمنین (صحابہ کرام علیہم الرضوان) سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت (حضرت عثمان کے قصاص کے لئے) کی

تو پھر جب واقعی قتل عثمان معرض وجود میں — آیا

اور حضرت معاویہ نے ان کے قصاص کا بیڑہ — اٹھایا

تو اللہ نے اس بیعت کی تکمیل پر بھی اپنی رضا کا اظہار — فرمایا

یہاں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصاص حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ درست تھا...... اگرچہ انہوں نے اس مطالبہ کے تعین وقت اور طریق کار پر خطا کی جس کی وجہ سے حالات خراب ضرور ہوئے جنگ و جدال ہوا اور مسلمانوں میں باہمی انتشار پیدا ہوا یہ خطاء اجتہادی تھی ورنہ وہ فرمان مصطفیٰ اور عطاء خدا کی برکت سے ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت تھے

میں دعا قبول فرماتا ہوں

دعا تو ایک عام آدمی...... گنہگار و سیہ کار آدمی کرے تو رد نہیں کی جاتی

اللہ فرماتا ہے:

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 186)

میں دعا قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی جبکہ وہ مجھ سے دعا کرے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ24 سورۃ المؤمن آیت نمبر 60)

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اللہ بندے کے ہاتھ خالی نہیں لوٹاتا

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِی مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا ۔(ابوداؤد شریف جلد اوّل ص 216)

''بے شک تمہارا ربّ حی و کریم ہے بندہ جب اس کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو ان ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا فرماتا ہے''۔

تو اگر دعا فرمانے والا اس کا حبیب ہو جس کے لئے ساری کائنات بنائی گئی ہو تو دعا رد کیسے ہو سکتی ہے اس محبوب علیہ السلام نے دعا فرمائی

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًّا وَّاھْدِ بِہٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 225)

اے اللہ اس (معاویہ) کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے۔

یہ خود بھی — ہدایت یافتہ (مہدی) ہو
دوسروں کو بھی — ہدایت دینے والا (ہادی) ہو
اور ذریعہ ہدایت — بھی ہو (وَاھْدِ بِہٖ)

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذرّوں کو ہمدوشِ ثریا کر دیا

ہادی کون ہوتا ہے؟

ہادی کہتے ہیں رہنما کو- راستہ دکھانے والے کو تو بقول مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضرت معاویہ ہادی ہیں

رہنمائی کرنے والے — راستہ دکھانے والے

نص قطعی اور امیر معاویہ

یعنی حضرت امیر معاویہ نے لوگوں کو صحیح راستوں کی رہنمائی فرمائی ان کا قصاص عثمان کا مطالبہ درست تھا کیوں کہ وہ بقول رسول خدا ہادی ہیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان کا یہ مطالبہ قرآن وحدیث کے مطابق تھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 33)

''اور جو ناحق قتل کر دیا جائے تو ہم نے مقتول کے وارث کو (قصاص کے مطالبہ کا) حق دے دیا ہے پس اسے چاہیے کہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد کی جائے گی''۔

اس نص قطعی کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ مقتول (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کے وارث تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو قصاص کے مطالبہ کا حق دیا تھا اور وہ اس آیت کو خواب اچھی طرح سمجھتے تھے بلکہ وہ کتاب اللہ کا علم بھی رکھتے تھے جیسا کہ ان کے لئے علم کتاب کی بھی میرے آقا علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی

علم کتاب اور امیر معاویہ

ملاحظہ ہو نبی کریم علیہ السلام نے دعا فرمائی

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ

(البدایہ والنہایہ جز ثامن جلد رابع مطبوعہ پشاور ص 515 مجمع الزوائد جلد نہم ص 357 مطبوعہ بیروت کنز العمال جلد نمبر 7)

اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم سکھا اور عذاب سے محفوظ فرما...... تو قرآن کے اس عالم اور ہادی نے قرآنی ہدایت کی روشنی میں صحیح رہنمائی فرمائی

مہدی کون ہوتا ہے؟

پھر مہدی کون ہوتا ہے؟

جو خود ہدایت یافتہ ہو

فرمایا: میرے مولا معاویہ کو ہادی بھی بنا اور مہدی بھی بنا

وہ ہدایت دینے والا بھی ہو اور ہدایت یافتہ بھی ہو

خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو

مصطفیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو

کتاب ہدیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو

دین مرتضیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو

هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا

ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ

ذریعہ ہدایت، مشعل راہ

اور فرمایا

وَاهْدِ بِهٖ الٰہی معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنا دے

اس کو مشعل راہ بنا دے

جیسے مشعل کی روشنی راستہ دکھاتی ہے اور رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہے ایسے ہی وَاهْدِ بِهٖ

لوگ اسے دیکھ کر قرآن کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر حدیث کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر دین کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر حکمت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر اسلام کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر توحید کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر رسالت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر صداقت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر عدالت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر سخاوت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر شجاعت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر طہارت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر نجابت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر شرافت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر سیادت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر دیانت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر امانت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر لطافت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر امامت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر سعادت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر ولایت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر کرامت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر عبادت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر ریاضت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر مجاہدہ کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر حقیقت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر شریعت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر طریقت کی طرف آئیں

سراپا ہدایت بنا دے

وَاهْدِ بِهٖ   اس کو سراپا ہدایت بنا دے
اس کے وجود کو   سراپا ہدایت بنا دے
اس کے ذریعہ لوگوں کو   ہدایت عطا فرما دے

اب اگر کوئی خائب و خاسر بدنصیب و نامراد ہدایت سے دور رہنا چاہتا ہے تو
اس کی مرضی حضور علیہ السلام نے راستہ بتا دیا کہ لوگو!
اگر ہدایت پانی ہے تو آؤ میری اس دعا کے مصداق کا دامن تھام لو

روشنی کا مینار بنا دے

وَاهْدِ بِهٖ
ہدایت   نور ہے
ہدایت   روشنی ہے
ہدایت   رہنمائی ہے
ہدایت   سچائی ہے
عرض کی مولا!   وَاهْدِ بِهٖ
میرے معاویہ کو   نور ہدایت بنا دے
میرے معاویہ کو   روشنی کا مینار بنا دے
میرے معاویہ کو   رہنمائی کا مرکز بنا دے
میر معاویہ کو   سچائی کا مصدر بنا دے

اللہ نے فرمایا:
هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی (پ26 سورۃ الفتح آیت نمبر 28)
اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کیساتھ بھیجا۔
اللہ نے رسول کو   ہادی بنایا

رسول نے معاویہ کو   ہادی بنایا
اللہ نے رسول کو   مہدی بنایا
رسول نے معاویہ کو   مہدی بنایا
اللہ نے رسول کو   ذریعہ ہدایت بنایا
رسول نے معاویہ کو   ذریعہ ہدایت بنایا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا وَّمَهْدِیًّا وَاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص 225)

یہ ہمارا تقاضا نہیں رسول اللہ کی دعا ہے

میں کہتا ہوں
ہم سے کیوں جھگڑتے ہو؟
ہم سے کیوں مناظرہ کرتے ہو؟
ہم سے کیوں مجادلہ کرتے ہو؟
ہم نے یہ تقاضا نہیں کیا
اگر جھگڑنا ہے تو رسول اللہ علیہ السلام سے جھگڑو
اگر مناظرہ کرنا ہے تو رسول اللہ علیہ السلام سے کرو
اگر مجادلہ کرنا ہے تو رسول اللہ علیہ السلام سے کرو
کیونکہ یہ تقاضا اپنے خدا سے رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے
امیر معاویہ کو ہادی مہدی ذریعہ ہدایت بنانے کی دعا اپنے ربّ سے اس کے محبوب علیہ السلام نے فرمائی ہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا وَّمَهْدِیًّا وَاهْدِ بِهٖ

یہ حدیث حسن غریب ہے

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ   (جامع الترمذی جلد ثانی ص 225)

یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

اور حدیث حسن وہ ہوتی ہے جس میں کمالِ ضبط کے سوا صحیح لذاتہٖ کی تمام صفات موجود ہو اور کئی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔ (تذکرۃ المحدثین ص35)

یعنی کہ اس حدیث کے لئے کئی طریقوں سے اسناد نہ بھی ہو تو وہ صحیح لذاتہٖ کی تمام صفات موجود ہوں اور یہ کئی تعدد طرق سے پوری نہ ہو (تذکرۃ المحدثین ص ۳۵) یعنی کہ اس حدیث کے لئے کئی طریقوں سے اسناد نہ بھی ہو تو وہ صحیح لذاتہٖ ہوتی ہے۔

اور حدیث غریب وہ ہوتی ہے جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلۂ سند کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔ (تذکرۃ المحدثین ص36)

جامع الترمذی کی انفرادیت

حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع الترمذی کتب صحاح میں سب سے احسن ہے کیونکہ اس کی احادیث سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب سے منفرد ہے۔

(تذکرۃ المحدثین ص245)

امام ترمذی ؒ کی اس منفرد کتاب میں اس حدیث کا نقل ہونا پھر حسن و غریب ہونا اس حدیث کے پایۂ ثبوت کو پہنچنے کی کافی و وافی دلیل ہے یہ گزارش فقیر نے اس لئے کی ہے کہ بعض ائمہ ان تمام روایات کو موضوعات کہتے ہیں جو حضرت امیر معاویہ ؓ کی فضیلت میں وارد ہیں

اللہ اور رسول کے محبوب امیر معاویہ

حضرات سامعین! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُحِبَّانِہٖ (تطہیر الجنان ص14 مطبوعہ مصر)

بے شک اللہ اور اس کا رسول اس (امیر معاویہ ؓ) سے محبت فرماتے ہیں۔

تو پھر جس شخصیت سے — اللہ محبت فرماتا ہو

جس شخصیت سے — اللہ کا رسول محبت فرماتا ہو

کون سا وہ ایمان والا ہے جو اس سے محبت نہ کرے

اگر تم سینے میں ایمان رکھتے ہو تو

عاشقِ رسول تو وہ ہوتا ہے

جسے حضور علیہ السلام کے پسینہ سے — محبت ہو

جسے حضور علیہ السلام کے مدینہ سے — محبت ہو

جسے حضور علیہ السلام کے لباس سے — محبت ہو

جسے مدینۃ الرسول کے جانوروں سے — محبت ہو

جسے حضور علیہ السلام کے اہل بیت سے (رضی اللہ عنہم) — محبت ہو

جسے حضور علیہ السلام کے یاروں سے — محبت ہو

جسے حضور علیہ السلام کے پیاروں سے — محبت ہو

انہیں محبوبانِ مصطفیٰ سے ایک حضرت امیر معاویہ بھی ہیں ان سے محبت نہ رکھنا ایمان و عشق کی نہیں الحاد و فسق اور منافقت کی علامت ہے

اگر سینے میں ایمان رکھتے ہو — تو اللہ رسول کے اس محبوب سے محبت رکھو

امیر معاویہ ؓ کی محبت — اللہ رسول سے محبت کی علامت ہے

کاتب رسول امیر معاویہ

حضرت عمر ؓ کے لختِ جگر حضرت عبد اللہ ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ

کَانَ مُعَاوِیَۃُ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ ﷺ (البدایہ والنہایہ جلد رابع ج ۸ ص 515)

حضرت معاویہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے۔

ذرا بتائیے کہ

کاتب کسے بنایا جاتا ہے؟

اسی کو جس پر پورا پورا اعتماد ہو

ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد تھا

کہ آپ ان سے لکھواتے اور اس پر اپنی مہر نبوت ثبت فرماتے

یہ کیا منطق ہے کہ

رسول اللہ ﷺ سے دعویٰ محبت بھی ہے اور آپ کے معتمد پر بے اعتمادی بھی

سنی اور غیر سنی کا فرق

حضراتِ محترم!

یہی فرق ہے سنی اور غیر سنی کا

سنی ہر اس شخص پر کامل اعتماد رکھتا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کو اعتماد ہے

غیر سنی ہر اس شخص پر اعتماد نہیں رکھتا جس پر رسول اللہ ﷺ کو اعتماد ہے

سنی — کٹ تو سکتا ہے

مگر رسول اللہ کے معتمد علیہ سے — ہٹ نہیں سکتا

اور جو شخص رسول اللہ علیہ السلام کے معتمد علیہ شخص پر اعتماد نہیں رکھتا وہ سنی نہیں کوئی اور بلا ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً دشمنانِ مصطفیٰ سے

کاتب وحی خدا حضرت امیر معاویہ

اُم المؤمنین سیّدہ طیبہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ (اُم المؤمنین حضرت سیّدہ) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (جو کہ حضرت امیر معاویہ کی ہمشیرہ ہیں) کے حجرۂ مبارکہ میں تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا

حضور علیہ السلام نے فرمایا دیکھو دروازہ پر کون ہے؟

عرض کیا گیا کہ معاویہ ہیں

فرمایا: انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو

پھر جب وہ اندر آئے تو ان کے کان پر قلم تھا حضور علیہ السلام نے فرمایا

معاویہ! کان پر قلم کیسا ہے؟

عرض کیا! یہ قلم میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے تیار کیا ہے

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ نَّبِيِّكَ خَيْرًا وَّاللّٰهِ مَا اسْتَكْتَبْتُكَ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَا اَفْعَلُ مِنْ صَغِيْرَةٍ وَّلَا كَبِيْرَةٍ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ"۔

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص 515)

اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے بخدا میں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر تم سے کبھی کچھ نہیں لکھوایا اور میں کوئی چھوٹا یا بڑا کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر نہیں کرتا۔

ثابت ہوا کہ

میرے آقا علیہ السلام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بنایا تو — اللہ کے حکم سے

میرے آقا علیہ السلام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو کچھ بھی لکھوایا تو — اللہ کے حکم سے

اگر قرآن کریم لکھا تو — اللہ کے حکم سے

اگر ذاتی خطوط لکھے تو — اللہ کے حکم سے

اور پھر نبی کریم نے جزائے خیر کی بھی دعا فرمائی تو — اللہ کے حکم سے

پتہ چلا

اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اتہام طرازی والزام بازی کرو گے تو

قرآن پر اعتماد — نہیں رہے گا

وحی خدا پر اعتماد — نہیں رہے گا

نبی کی دعا پر اعتماد نہیں رہے گا

اگر سنی ہو تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دل و جان سے صحابیِ رسول کاتب وحی خدا تسلیم کرنا پڑے گا

خال المسلمین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی!

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زوجہ محترمہ ہیں اور تمام مسلمانوں کی روحانی اماں جان ہیں اس لحاظ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خال المسلمین ہیں

منکرین عظمت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو غور و فکر کرنا چاہیے کہ ان کے خلاف زبان طعن دراز کرنے سے نبی کریم علیہ السلام کو ضرور اذیت پہنچتی ہو گی اور موذی رسول بحکم قرآن لعنتی اور جہنمی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۔(پ22 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 57)

”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اس پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت اور ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔“

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

چھٹا خطبہ: ماہِ رجب المرجب

حضرت خواجہ اجمیر رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ذکر خواجہ اجمیر علیہ الرحمت

گرامی قدر سامعین! یہ ماہ رجب المرجب شریف ہے اور اس کی چھ تاریخ کو خواجۂ خواجگان والیٔ ہندوستان عطاءِ رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

علیہ الرحمت کا یوم وصال ہے اور اسی تاریخ کو اجمیر شریف میں آپ کا ہر سال عرس مبارک منایا جاتا ہے اسی مناسبت سے آج کے خطبہ میں حضرت خواجہ علیہ الرحمت کا ذکر خیر کیا جائے گا۔

کفر گڑھ کو اسلام کا قلعہ بنا دیا

ہندوستان اس وقت کفر گڑھ تھا ہر طرف بتوں کی پرستش جاری تھی اور شرک عام تھا ہندوستان کے لوگ یا تو بادشاہوں کو پوجتے تھے یا پھر ان کی تصاویر کو اور اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے پتھر کے بتوں کو سجدہ کرتے تھے اس کفرستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمت نے بحکم نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم توحید باری تعالیٰ کا پرچم لہرایا اور تن تنہا اس موحدِ اعظم نے شرک کے پجاریوں کو توحید خداوندی کی دعوت دی

حضرت خواجہ کا مزار مرجعِ خاص و عام

حضراتِ گرامی!

کمال کی بات یہ ہے کہ حضور خواجۂ خواجگاں ہندوستان میں وارد ہوئے تو اکیلے تھے اور جب آپ کا جنازہ اٹھا تو لاکھوں مسلمان جنازہ میں شامل تھے

نہ تو آپ نے کوئی   بستر اُٹھایا
نہ ہی آپ نے   خورد و نوش کا سامان ساتھ لیا
بلکہ پردیس میں نہتے ہی   ڈیرہ جمایا
پھر تا دم واپسیں   ڈیرہ جمائے رکھا

حتیٰ کہ آج بھی آپ کا مزار پر انوار اجمیر شریف میں مرجعِ خاص و عام ہے

یہ ہے شانِ تبلیغ

یہ ہے شانِ تبلیغ

کہ تبلیغ کرنے آئے   تو واپس نہیں گئے
کلمہ پڑھایا تو   ہندوؤں کو
توحید کا درس دیا تو   مشرکوں کو
مسلمان کیا تو   غیر مسلموں کو

مگر آج کا مبلغ جو بزعم خویش تبلیغ توحید کرتا ہے تو

سر پہ   بستر اُٹھائے ہوئے
ہاتھوں پہ   خورد و نوش کا سامان اُٹھائے ہوئے
اور وہ کلمہ پڑھاتا ہے تو   مسلمانوں کو
توحید کا درس دیتا ہے تو   مؤحدین کو
تبلیغ کرتا ہے تو   غلامان رسول کو

اور جب ذلت ناک حالات سے دو چار ہوتا ہے تو اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا ہے

اس کے لئے ہر طرف   ذلت ہی ذلت ہے
خواجہ کے غلاموں کے لئے ہر طرف   عزت ہی عزت ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(پ 28 سورۃ المنٰفقون آیت نمبر 8)

"اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے اور مؤمنین کے لئے ہے لیکن منافقین جانتے نہیں ہیں"۔

جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے

معلوم ہوا کہ

رسول اللہ اور مؤمنین کی شان میں گستاخیاں اور ان کی بے عزتی کرنے والے

منافقین ہیں جبکہ وہ اسے توحید کا نام دیتے ہیں

ان کے پاس ساز و سامان ہوتا ہے اولیاء اللہ کے پاس ایمان ہوتا ہے

یہی وجہ ہے کہ اولیاء کاملین کی تبلیغ مؤثر ہوتی ہے اور یہ بیچارے جیسے جاتے ہیں ویسے ہی خالی کے خالی واپس آ جاتے ہیں

علامہ اقبال کہتے ہیں:

؎ کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مؤمن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اور کسی حقیقت شناس نے ان بزعم خویش مبلغین کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ

؎ مکہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے
جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے

تبلیغ کے دو اہم اجزاء

حضراتِ گرامی!

اللہ تعالیٰ کی راہ میں تبلیغ کے لئے دو چیزیں بڑی اہم ہیں

ایک توکل علی اللہ

دوسری اخلاص

یہ لوگ توکل سے بھی خالی ہیں اور اخلاص سے بھی عاری

اگر ان کے پاس توکل ہوتو بستر کیوں اُٹھائیں
اگر ان کے پاس توکل ہوتو سامان خورونوش ساتھ کیوں لائیں
اگر ان کے پاس اخلاص ہوتو سینماؤں میں جا کر کلمے پڑھائیں
اگر ان کے پاس اخلاص ہوتو غیر مسلموں کو مسلمان بنائیں

یہ لوگ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں

مگر یہ لوگ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں اور بڑی میٹھی زبان سے کہا کرتے ہیں

”آیئے مسجد میں
قافلہ آیا ہے
اللہ کے دین کی باتیں ہوں گی
دین سکھایا جائے گا“۔

اور جب لوگ مسجد میں جاتے ہیں تو وہاں پر شرک کے علاوہ کسی موضوع پر بات ہی نہیں ہوتی گویا کہ یہ مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر تبلیغ کرتے ہیں اور جب جوتیاں پڑتی ہیں تو اسے اپنی کامیابی قرار دیتے ہیں

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اولیاء کاملین اخلاص اور توکل علی اللہ سے کفر گڑھ میں جاتے ہیں اور اس انداز سے تبلیغ فرماتے ہیں کہ وہ کافر مسلمان ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں

؎ نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرت خواجہ کو حضور نے ہندوستان بھیجا

حضرت خواجہ ہندوستان میں خود تشریف نہیں لائے تھے بلکہ آپ کو نبی کریم علیہ السلام نے ہندوستان بھیجا تھا جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی بیعت

حضور خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اپنے مرشد گرامی حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی جس سے معلوم ہوا

کہ خواہ کوئی کتنی بڑی ہستی ہو اسے بھی مرشد کامل کی احتیاج ہوتی ہے

مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشتے گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے
قال را بگزار مرد حال شو
پیش مردے کاملے پامال شو
پیر کامل صورت ظل الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا

حضور شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمت کو باوجود امام ربانی مجدد الف ثانی ہونے کے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام بننا پڑتا ہے

حضور سرکار لا ثانی علیہ الرحمت علی پوری کو حضرت بابا جی چوراہی کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے پڑتے ہیں

مولانا روم کو شاہ شمس تبریز کی غلامی کرنی پڑتی ہے

بغیر مرشد و رہنما کے کچھ ہاتھ نہیں آتا

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

فیضان نظر اور گستاخ ملاں

ہمارے دور کے ایک بہت بڑے گستاخ ملاں نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے اگرچہ وہ اولیاء کاملین کے تصرفات کو شرک قرار دیتے ہوئے آنجہانی ہو گیا ہے ملاحظہ ہو اس آنجہانی ملاں کا شاگرد اپنی کتاب میں رقم طراز ہے کہ

"علامہ قاسمی جب شیخ العرب والعجم کے دست حق پرست پر بیعت کر کے آئے تو گوجرانوالہ میں توحید و سنت کانفرنس سے خطاب کیا جس میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی اس کے بعد علامہ قاسمی کو مرشد کی مزید عظمت کا پتہ چلا کہ مرشد کی ایک توجہ بھری نظر نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ اس کے بعد آپ ایسے مشہور ہوئے کہ عوام علامہ محمد ضیاء القاسمی کی بجائے ترجمان دیو بند اور خطیب پاکستان کہنے لگ گئے"۔ (سوانح ضیاء القاسمی ص73)

حقیقت چھپ نہیں سکتی

حضراتِ گرامی! معلوم ہوا کہ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

علماء دیو بند کی ایک نظر تو کہاں سے کہاں پہنچا دے' پہنچا سکتی ہے شرک نہیں ہوتا مگر اولیاء کاملین کی نظر کیمیا کو ایسا سمجھا جائے تو توحید میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔

خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اللہ کے ولی متقی ہوتے ہیں

خیر بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمت کے دست حق پرست پر بیعت کی تو مرشد گرامی نے ریاضت و مجاہدات شروع کروا دیئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ○ (پ9 سورۃ الانفال آیت نمبر 34)

"اللہ کے دوست صرف متقی ہوتے ہیں"۔

جو رضائے الٰہی کی خاطر بڑی بڑی ریاضات اور مجاہدات فرماتے ہیں تو انہیں مقام ولایت حاصل ہوتا ہے کسی عاشق صادق نے کیا خوب فرمایا کہ

جد تک عاجز کنگھی وانگوں آرے ہیٹھ نہ آوے
یار سجن دیاں زلفاں تائیں کیونکر انگ لگاوے

مرشد کے حکم پر ریاضات ومجاہدات

آپ کے مرشد برحق کی نگاہ کیمیا نے اس جوہر بے مثال کی شناخت فرماتے ہوئے فرمایا

”معین الدین! ہمارے حجرے میں چلے جاؤ اور ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص تلاوت کرو“۔

حضرت خواجہ حسب الحکم تعمیل بجالائے اور پھر حاضر خدمت ہوئے فرمایا معین الدین اوپر دیکھو اور بتاؤ کیا محسوس کرتے ہو؟

عرض کیا حضور! ساتوں آسمانوں سے پار دیکھ رہا ہوں

فرمایا: ابھی کامل نہیں ہوئے

حجرہ میں جاؤ اور پھر ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کرو

حسب الحکم پھر ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص تلاوت کی اور حاضر بارگاہ مرشد ہوئے

فرمایا: اب نیچے دیکھو اور بتاؤ کیا محسوس کرتے ہو۔

عرض کیا: حضور اب میری نگاہ تحت الثریٰ تک دیکھ رہی ہے

(ہشت بہشت ترجمہ از عنصر صابری)

مرشدِ گرامی نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور اپنی ایک نگاہ سے ولی کامل بنا دیا

اللہ اللہ کا مزا مرشد کے میخانے میں ہے

حضراتِ گرامی!

آج بھی لوگ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں سورۃ اخلاص پڑھتے رہتے ہیں

مگر منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتے جس سے ثابت ہوا کہ اپنے آپ پڑھنا کچھ اور ہے کسی کے پڑھانے سے پڑھنا کچھ اور

؎ اللہ اللہ کا مزا مرشد کے میخانے میں ہے
دونوں عالم کی حقیقت ایک پیمانے میں ہے

اگر منزلِ مقصود تک پہنچنا ہے
اگر گوہر مقصود حاصل کرنا ہے

تو مرشد گرامی کی غلامی کرو اور اس کے پڑھانے سے پڑھو حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کے دربار کے کبوتر بھی حق باہو کی ضربیں لگاتے ہیں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ

میم مرشد ساہنوں اوہ سبق پڑھایا جہڑا ابن پڑھیاں پیا پڑھیوے ہو
سیاں کوہاں تے میرا مرشد وسدا مینوں وچ حضور دسیوے ہو

پڑھنے کے لئے زبانِ فرید چاہیے

حضراتِ گرامی! مرشد کے پڑھانے سے پڑھا جائے تو بات بنتی ہے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمت کے ہاں کچھ مہمان آگئے اس وقت لنگر خانے میں کچھ موجود نہ تھا اور مہمان کافی تعداد میں تھے آپ نے اپنے غلام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی علیہ الرحمت سے فرمایا کہ خالی دیگیں چولہوں پر چڑھا دو جب دیگیں چولہوں پر چڑھا دیں تو آپ نے ان کے اردگرد سات چکر لگائے اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی اور دیگوں کو کھولنے کا حکم دیا چنانچہ جب دیگوں کو کھولا گیا تو ان میں قسما قسم کے کھانے موجود تھے

حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمت نے جب یہ منظر دیکھا تو اسے یاد رکھا ایک مرتبہ ان کے ہاں بھی اتفاقاً مہمان آگئے تو انہوں نے بھی اسی طرح دیگیں خالی چڑھا دیں اور چکر لگائے اور یٰسین شریف پڑھی اور جب دیگیں کھولیں تو خالی کی خالی

فوراً مرشد گرامی کی جلوہ گری ہوئی اور ارشاد فرمایا:

''نظام الدین دیگوں پر سورۂ یٰسین شریف تو تم نے پڑھ لی مگر زبانِ فرید کہاں سے لاؤ گے''۔

یٰسین شریف وہی ہے مگر زبان وہ نہ تھی۔ (ہشت بہشت ترجمہ از عصر صابری)

اگر مرشد کے فرمانے کے مطابق پڑھی جاتی تو اثر وہی ہوتا جو زبانِ مرشد میں تھا

پنجرہ ٹوٹ گیا قیدی چھوٹ گیا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمت بازار دہلی میں جا رہے تھے کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک طوطا پنجرے میں کلمہ طیبہ کا ورد کر رہا ہے اور پڑھ رہا ہے۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ)

فرمایا: طوطے! یہ ورد کیوں کرتے ہو اور کب سے کرتے ہو؟

طوطے نے عرض کیا: کئی سال سے ورد کر رہا ہوں میں نے سنا ہے کلمہ کا ورد کرنے سے پنجرہ ٹوٹ جاتا ہے اور قید چھوٹ جاتی ہے

فرمایا: اچھا اب میرے پڑھانے سے پڑھو

حضرت خواجہ کے پڑھانے سے طوطے نے جونہی کلمہ طیبہ پڑھا تو

پنجرہ ٹوٹ گیا

اور طوطا قید سے چھوٹ گیا

پتہ چلا کہ

بن مرشد کلمہ چلدا نہ
بن تیل دے دیوا بل دا نہ
بن پانیوں بوٹا پھلدا نہ
پڑھو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ
ہے محمد پاک رسول اللّٰہ

اور

بن مرشد زندگی زندگی نہ
بن مرشد بندگی بندگی نہ
بن پیر دے جاندی گندگی نہ
پڑھو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ
ہے محمد پاک رسول اللّٰہ ﷺ

بارگاہِ رسالت میں حاضری

تو میں عرض کر رہا تھا کہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمت نے اپنے غلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمت کو اجازت و خلافت سے نوازا اور فرمایا:

''معین الدین! آؤ اب تمہیں امام الانبیاء علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں پیش کریں''۔ (ہشت بہشت)

یہاں بھی یہ بات لطف اندوز ہے کہ

اپنا جانا اور ہے ان کا لے جانا اور ہے

حاضری ہو بارگاہِ امام الانبیاء علیہ السلام میں

اور معیت ہو مرشد کامل کی

تو اس حاضری کا لطف ہی کچھ اور ہوا کرتا ہے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ نبوی میں پیش کیا اور فرمایا کہ سرکار کی بارگاہ میں سلام عرض کرو

زندہ نبی نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا

حضراتِ گرامی!

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اپنے مرشد گرامی کے حکم سے جب

عرض کیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُرْسَلِیْنَ

تو روضہ انور سے میرے زندہ نبی نے جواب مرحمت فرمایا

وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا مُعِیْنَ الدِّیْنَ ۔

''اور ارشاد ہوا اے معین الدین ہم نے آپ کی ڈیوٹی ہندوستان میں لگا دی ہے وہاں جا کر دین کی تبلیغ کرو۔''

اور بعض صوفیاء کے مطابق ارشاد ہوا ہم نے آپ کو قطبیت سے سرفراز فرما کر ڈیوٹی ہندوستان میں لگا دی ہے۔ (ہشت بہشت)

بغداد شریف حاضری

حضرت خواجہ حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق عازم سفر ہوئے تو مرشد گرامی نے فرمایا: اثنائے سفر حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمت کے حضور بھی حاضر ہونا کیونکہ مہر وہیں سے لگے گی

چنانچہ حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف حاضر بارگاہِ غوث اعظم ہوئے اور قدم بوسی کی اجازت لی اور وہاں سے ہندوستان تشریف لے آئے اور آپ کے ساتھ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہندوستان آ گئے

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

اس وقت ہندوستان شرک اور کفر کا مرکز تھا پرتھوی راج کی حکومت تھی حضرت خواجہ علیہ الرحمت نے ایک جگہ ڈیرہ جما لیا

یہ جگہ وہ تھی جہاں بادشاہ وقت کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے

بادشاہ کو اطلاع ملی کہ ایک درویش ہندوستان میں وارد ہوا ہے اور اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے جس سے ہندو مذہب کو شدید دھچکا لگ رہا ہے

بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس مسلمان درویش کو وہاں سے یہ کہہ کر اٹھا دیا جائے کہ بابا جی یہاں بادشاہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں آپ یہاں سے کسی اور جگہ تشریف لے جائیں چنانچہ ان کارندوں نے آ کر ایسا ہی کہا

بابا جی! اس جگہ بادشاہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں لہٰذا آپ اٹھیے اور کسی دوسری جگہ تشریف لے جایئے

فرمایا: اچھا اگر بادشاہ کے اونٹ یہاں بیٹھتے ہیں تو بیٹھے رہیں

اور خود دوسرے مقام پر تشریف لے گئے

اب صبح کو وہ کارندے اونٹوں کو اٹھانے آئے تو اونٹ نہ اٹھے اپنی جگہ جم کر بیٹھ گئے

بسیار کوشش کے باوجود اونٹ اپنی جگہ سے نہ ہلے

کارندوں نے پرتھوی راج کو سارے حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اس درویش نے اونٹوں پر جادو کر دیا ہے (معاذ اللہ)

کل اس بابا جی نے کہا تھا کہ

''اگر بادشاہ کے اونٹ یہاں بیٹھتے ہیں تو بیٹھے رہیں''

اس لئے اب اونٹ اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔

بادشاہ نے کہا کہ جاؤ اور ان سے کہو ہمیں معاف کر دیں اور اسی جگہ آ جائیں مگر ہمارے اونٹ اٹھا دیں

حضرت خواجہ اسی مقام پر تشریف لے آئے اور اونٹ اُٹھ کھڑے ہوئے

آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے ہندو دولت اسلام سے مشرف گئے

بتایئے!

حضرت نے کون سی کتابیں پڑھ کر سنائیں تھیں؟

کیا قرآن کی آیات پڑھی تھیں؟

کیا ان ملاؤں کی طرح بخاری کی روایات پڑھی تھیں
جنہیں سن کر وہ ہندو مسلمان ہو گئے
نہیں نہیں بلکہ صرف اور صرف آپ کی نگاہ ولایت کا یہ کرشمہ تھا
حضرت میاں محمد صاحب عارف کھڑی فرماتے ہیں کہ

ددھ وجود تیرے وچہ شیریں روغن دار سمانی
مرشد لاوے جاگ کرم تھیں تاں جے ددھ پانی

اور فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

اور نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اپنی نگاہ ان پر رکھئے

حضراتِ گرامی! میرے آقا علیہ السلام کو بھی تو یہی حکم دیا گیا کہ
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (پ15 سورۃ الکہف:28)
''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں''۔
وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ
بس اپنی نگاہ کیمیا ان پر ڈالے رکھو
کسی کتاب کی ضرورت نہیں
کسی نصاب کی ضرورت نہیں
کسی درس و تدریس کی ضرورت نہیں

کسی بلیک بورڈ کی ضرورت نہیں
آپ کی نگاہ کیمیا کی ضرورت ہے جب وہ ان پر پڑے گی
تو کوئی صدیق اکبر بنے گا
کوئی فاروق اعظم بنے گا
کوئی عثمان غنی بنے گا
کوئی حیدر کرار بنے گا
کوئی حبر الامت بنے گا
کوئی حواری رسول بنے گا
کوئی مؤذنِ بیت اللہ بنے گا
کوئی غسیل ملائکہ بنے گا
کوئی اسد اللہ بنے گا
کوئی اسد الرسول بنے گا
کوئی سیف اللہ بنے گا
کوئی سیّد الشہداء بنے گا
یہ کتابوں کا اعجاز نہیں
یہ کالجوں سکولوں کا اعجاز نہیں
یہ مال و زر کا اعجاز نہیں
یہ نگاہ کا کمال ہے
لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ
اپنی نگاہ ان پر سے نہ ہٹانا
اسی نگاہ کا فیض لے کر حضرت خواجہ ہندوستان آئے تھے جو اپنا کام کر گئی
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور پھر

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب تقدیر بدلی
غیر مسلم مسلم بن گئے
اور پکار پکار کر کہنے لگے
خواجۂ من قبلۂ من دینِ من ایمانِ من
یک نگاہے گاہے گاہے از طفیل پنجتن
میرا قبلہ توں میرا کعبہ توں میرا دین بھی توں ایمان بھی توں
میری جند بھی توں میری جان بھی توں میرا سرور توں سلطان بھی توں
ایک نگاہ خواجہ نے ہزاروں ہندو مسلمان کر دیئے

نقشہ بدل گیا

اب ان کارندوں نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ
اس درویش کی کرامت دیکھ کر بیشتر ہندوستانیوں نے کلمۂ توحید پڑھ لیا ہے
اور وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور وہ انا ساگر تالاب کے پانی سے وضو کرتے ہیں
نمازیں پڑھتے ہیں تو وہ غصہ سے بھر گیا

اس نے اپنے کارندوں اور ہندوستانی فوجیوں کو انا ساگر تالاب کے اردگرد اسلحہ دے کر کھڑا کر دیا کہ اگر کوئی مسلمان یہاں پانی بھرنے آئے تو اسے واپس لوٹا دو اور پانی نہ بھرنے دو

انا ساگر تالاب کا سارا پانی حضرت کے آفتابے میں

حضرت خواجہ معین الملت دین نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو سمجھا کر بھیجا کہ تم جاؤ اور اگر وہ پانی نہ لینے دیں تو جھگڑا نہیں کرنا بلکہ میرا حکم انا ساگر تالاب کو سنا دینا کہ

''میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تو سارے کا سارا میرے آفتابہ میں آجا''۔
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمت گئے

تالاب کا پانی	لبالب تھا
مگر اس پر ہندوؤں کا	پہرہ تھا

آپ نے اپنے مرشد گرامی کا حکم سنایا
اے پانی میرے خواجہ کا تجھے حکم ہے کہ سارے کا سارا میرے آفتابے میں جمع ہو جا سارا پانی آفتابے میں جمع ہو گیا اور انا ساگر خشک ہو گیا
ادھر حضرت خواجہ کے غلام آفتابہ پانی کا لے کر چلے
حضرت خواجہ کی طرف ادھر وہ ہندو چلے رائے پتھورہ کی طرف
جا کر ماجرا سنایا
پرتھوی راج خود آیا
معافی مانگی اور عرض کیا یہ تالاب تو ہر ہندو مسلم کے لئے ہے لہٰذا پانی واپس کر دیجئے آپ نے پانی کو حکم فرمایا پانی حسب سابق انا ساگر میں موجود رہا اور موجیں مارنے لگا پرتھوی راج نے اپنے کارندوں سے کہہ دیا اب حضرت خواجہ کو پانی لینے سے روکا نہ جائے

آپ نے فرمایا: کہاں ہیں تمہارے خدا جو میرے خدا کے ایک ادنیٰ بندے سے پانی نہ لے سکے

حضرت خواجہ نے ان جاہلوں کو	نکتہ سمجھا دیا
ان دریدہ دہنوں کو	سبق سکھا دیا
تمہارے بت	مادیت ہیں
اللہ کے ولی	حقانیت ہیں
بت پہ رب کی مار ہے	ولی سے رب کو پیار ہے

بت بود ہے نہ ہست ہے ولی مست شراب الست ہے
بت پستی ہی پستی ہے ولی میں اللہ کی ہستی ہے

میں نے غلام کو بھیجا
اس نے تمام پانی انا ساگر کا میرے آفتابے میں محفوظ کرلیا
تمہارے بت اگر واقعی کچھ کرنے والے تھے تو واپس پانی لے لیتے

مگر وہ تو خود بے کس ہیں
وہ تو خود مجبور ہیں
وہ ہل نہیں سکتے
وہ بول نہیں سکتے
تو وہ پانی کیسے لے سکتے تھے

اور تم ایسے بے بسوں کو خدا بنائے بیٹھے ہو

ہزاروں ہندو مسلمان ہوگئے

ایک کی اس کرامت نے بھی ہزاروں ہندوؤں کو دولتِ اسلام سے مشرف کر دیا

اب عملی قدم اٹھانا چاہیے

اب ہندو مذہب کو بہت بڑا خطرہ لاحق ہونے لگا کہ اگر یہ درویش اسی طرح مستعد رہا تو تمام ہندوستان کے ہندو مسلمان ہو جائیں گے

لہٰذا اب کوئی مضبوط عملی قدم اٹھانا چاہیے ورنہ ہندو دھرم ختم ہو جائے گا اور یہ ریاست مسلمانوں کے زیرِ حکومت آ جائے گی

پرتھوی راج کی میٹنگ

پرتھوی راج نے رات کے وقت اپنے تمام دانشوروں مشیروں امیروں وزیروں کے اجلاس طلب کئے جب یہ لوگ اکٹھے ہوئے تو پرتھوی راج کی صدارت میں

اجلاس شروع ہوا

کسی نے کہا بابا کو قتل کر
کسی نے کہا بابا نکال دو

ایک وزیر با تدبیر نے کہا: بادشاہ سلامت!

''میری ایک بیٹی ہے بہت ہی خوبصورت' حسن جمال کا مرقع ہے جب وہ بناؤ سنگھار کر کے نکلتی ہے تو لوگ اس پر جانیں نچھاور کرتے ہیں بڑے بڑے دوسرے ملکوں کے شہزادے اسکے حصول کی خواہش رکھتے ہیں''۔

اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں
بادشاہ غور سے سن رہا تھا کہا کہو

وزیر با تدبیر نے کہا میں آج رات اس کو خوب آراستہ و پیراستہ کرواؤں گا اور سونے چاندی کے زیور اور زرق برق لباس سے اسے لادوں گا پھر اسے دس اوباشوں بدمعاشوں کے ساتھ بابا جی کے پاس بھیج دوں گا

اوباش بچے اور بدمعاش نوجوان ذرا پیچھے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ لڑکی اس درویش کو ورغلائے گی

جب خواجہ صاحب اس کے دھوکہ میں مکمل گرفتار ہو جائیں گے تو وہ اوباش و بدمعاش مشٹنڈے اندر جا کر بابا سے لڑیں گے اس طرح بابا جی بدنام ہو کر خود ہی ہندوستان چھوڑ کر چلے جائیں گے

یا پھر ان کو ان کے کئے کی سزا بھگتنے کے لئے جیل میں ڈال کر اسلام کو بدنام کر دیا جائے گا (معاذ اللہ)

یہ خود آئے نہیں لائے گئے ہیں

ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ

یہ خود آئے نہیں لائے گئے ہیں

ان کو بھیجنے والا — خدا ہے

ان کو بھیجنے والا — مصطفیٰ ہے

ان کو بھیجنے والے — مرشد گرامی ہیں

ان کو بھیجنے والے — غوث اعظم جیلانی ہیں

چنانچہ پروگرام کے مطابق وزیر کی اس حسینہ جمیلہ لڑکی کو تیار کر کے رات حضرت خواجہ کے حجرۂ مبارکہ کی طرف بھیج دیا گیا اور دوسری طرف کھلے میدان میں لاکھوں ہندو اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔

ادھر تمام شب عبادت

ادھر خواجہ خواجگان والیٔ ہندوستان ہند الولیٰ عطاء رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (پ19 سورۃ الفرقان آیت نمبر 64)

وہ لوگ جو راتیں گزارتے ہیں اپنے ربّ کے لئے سجدوں اور قیام کی حالت میں

راتیں زاری کر کر روندے نیندا کھاں تھیں دھوندے

فجریں اوگنہار سدھاندے سب تھیں نیویں ہوندے

چالیس راتیں اور وزیر زادی

حضرت خواجہ ساری رات اپنے ربّ کی عبادت میں مصروف رہے صبح ہوگئی لڑکی بے مراد واپس لوٹ آئی

دوسری رات — بھی وہ خائب وخاسر لوٹی

تیسری رات — بھی وہ خائب وخاسر لوٹی

دسویں رات — بھی وہ خائب وخاسر لوٹی

بیسویں رات — بھی وہ خائب وخاسر لوٹی

تیسویں رات — بھی وہ خائب وخاسر لوٹی

چالیسویں رات — بھی وہ خائب وخاسر لوٹی

اکتالیسویں رات اس نے بابا جی کا ہاتھ پکڑا اور کہا

بابا جی! ذرا میری طرف دیکھو

میں کتنی حسینہ ہوں

میں کتنی جمیلہ ہوں

میرے وجود کی بنتر کو دیکھو

میرے ڈانس کی پھرتیوں کو دیکھو

بڑے بڑے شہزادے صرف میری ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب رہتے ہیں

اور آپ میری طرف دیکھتے ہی نہیں

حضرت خواجہ علیہ الرحمت نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی اور مصروف عبادت ہو گئے

وزیر زادی کی دھمکی

اب اس وزیر زادی نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا

اگر اب تم نے میری طرف نہ دیکھا تو میں تمہیں مروا دوں گی

حضرت خواجہ علیہ الرحمت کا دریائے ولایت جوش میں آیا فرمایا کیا کہتی ہو

مجھے مروانے کی دھمکی دے کر ڈراتی ہو

لڑکی نے کہا ۔ تسیں مندے کیوں نہیں حکم میرا تسیں موت کولوں کیوں ڈردے نئیں

حضرت خواجہ نے برملا فرمایا — اسیں بردے زندہ نبی دے ہاں کوئی ماروی دیوے تے مردے نئیں

لڑکی بولی بابا!

ہمارے ہندو دھرم کا رواج ہے کہ

معشوق جے آپے ای آجاوے پھر عاشق اوس توں نسدے نئیں

فرمایا: اسیں قیدی ہاں زلف محمد دے کسے جال اندر کدی پھسدے نئیں

لڑکی بولی تسی تکدے کیوں نہیں حسن میرا کدی مرد جوان انج کردے نئیں

اے بابا!

تم کتنے خوبصورت بھی ہو

حسن و جمال کے پیکر بھی ہو

نور تمہاری پیشانی پر رقص کر رہا ہے

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے

میری طرف دیکھو تو سہی

تسیں تکدے کیوں نہیں حسن میرا کدی مرد جوان انج کردے نئیں

فرمایا: جنہاں حسن نبی دا دیکھ لیا کسے غیر ولوں کدی تکدے نہیں

ان سوالات و جوابات نے لڑکی کی کایا ہی پلٹ دی

نگاہِ ولایت نے اپنا اثر ڈالا تو اس کی کائنات ہی بدل گئی

بابا مجھے بھی دکھا دیجئے

لڑکی نے کہا: بابا جی!

اگر تم میری طرف دیکھنا گوارا نہیں کرتے تو جس کو تم نے دیکھا ہے وہ مجھے بھی دکھا دیجئے

دریائے رحمت موج میں آ گیا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (پ 8 سورۃ الاعراف آیت نمبر 56)

بے شک اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

فرمایا: غسل کر

وضو کر

یہ بے ہودہ کپڑے اتار

باپردہ کپڑے پہن

جب وہ پاک صاف ہو کر پاکیزہ کپڑے پہن کر آ گئی تو حضرت خواجہ علیہ الرحمت نے فرمایا اب تیری خواہش ہے کہ جسے میں نے دیکھا ہے اسے تو بھی دیکھے تو پہلے ان کا تعارف سن لے

وہ اللہ کے محبوب ہیں

سارے جگ کے مطلوب ہیں

ساری کائنات کے حسینوں سے حسین ہیں

ساری کائنات کے جمیلوں سے جمیل ہیں

ان کی پیشانی ہے وَالْفَجْرِ

ان کی زلفیں ہیں وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى

ان کے رخسار مبارک ہیں وَالضُّحٰى

ان کے ہاتھ ہیں يَدُ اللهِ

ان کا وطن ہے مِنَ اللهِ

ان کی سیر ہے مَعَ اللهِ

اور انہیں دیکھنے والے کہا کرتے ہیں۔ اللہ اللہ

فرمایا میرے ساتھ دو نفل ادا کر

اس نے نفل ادا کئے

سلام پھیر کر فرمایا

یہ چہرۂ نازنیں میرے قریب لا

جب چہرہ قریب لائی آپ نے ولایت والا دست کرم اس کی آنکھوں پر رکھا

کچھ دیر بعد ہٹایا تو لڑکی تڑپی......نہیں بلکہ پھڑکی اور بے ہوش ہوگئی

ہوش آیا تو پوچھا   زیارت کر لی

عرض کیا   کر لی

مگر یہ   سورج سے زیادہ حسین مکھڑے والا

یہ چاند سے زیادہ جمیل چہرے والا ہے کون

تو بقول مولانا غلام رسول عالم پوری فرمایا

یہ میرے آقا علیہ السلام

جگر دل بند مائی آمنہ دا

اتے بابل پیاری فاطمہ دا

قدیمی شہنشاہ عالمی گھرانہ

حسین و حسن دا غمخوار نانا

مدینہ طیبہ رہن والا

خدا دے عرش تے جا بہن والا

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری

دلاں نوں قتل کر دی جیوں کٹاری

زلیخا اوسنوں جے ویکھ لیندی

نہ پچھے یوسف شامی دے پیندی

سروں ننگی اوہ اوندی وچ مدینے

جتھے وسدے میرے دلبر نگینے

بس محبوب کی زیارت کروانا تھی اور یہ تعارف کروانا ہی تھا کہ اس کی زبان سے جاری ہوگیا

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اب وہ باہر گئی

ان مشٹنڈوں بدمعاشوں کے پاس سے گزری تو وہ بھی کلمہ توحید پڑھنے لگے

اور جب کھلے میدان میں لاکھوں ہندوؤں کے درمیان گئی تو وہ بھی کلمہ توحید پڑھنے لگے

کوئی کتابیں نہیں پڑھی

کوئی نصاب نہیں پڑھا

بس   نگاہ پیر کامل نے میری فطرت بدل ڈالی

ذرا سی دیر میں بدبخت کی قسمت بدل ڈالی

میرے خواجہ کی ایک نگاہ نے پورے ہندوستان کو نور توحید و رسالت سے منور فرمادیا۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

میرے خواجہ آج بھی اپنے مرقد منورہ میں آرام فرما ہیں لاکھوں ہندو اس مرکز نور سے فیض یاب ہو کر معرفت توحید و رسالت سے بہرہ مند ہو رہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَـلَاغُ الْمُبِيْنُ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبات

شعبان المعظم

پہلا خطبہ: ماہِ شعبان

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا
وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.
قُلۡ لَّآ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی
صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ○

درود شریف

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جو موضوعات رجب کے رہ گئے

حضراتِ گرامی! ماہِ رجب المرجب شریف میں حضرت سیّدنا امام جعفر

الصادق رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے اور بھی بہت سے موضوعات اس مقدس مہینے سے وابستہ ہیں مثلاً۔

تیرہ رجب	ولادت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
پندرہ رجب	وصال حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
بائیس رجب	وصال حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ
چھ رجب	وصال حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ
انتیس رجب	حضرت محدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کا یوم وصال ہے
چھبیس رجب المرجب	نبی کریم علیہ السلام کو معراج کروایا گیا

ایک ماہ میں چار جمعے آتے ہیں کبھی پانچ بھی آ جاتے ہیں تو ایک ہی ماہ میں سب موضوعات کا احاطہ کرنا اور ان سب کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے کچھ موضوعات ''اسرار خطابت'' میں بیان کر دیئے گئے باقی اظہار خطابت کے خطبات رجب میں اور پھر بھی جو باقی رہ گئے وہ ماہِ شعبان کے خطبات میں بیان کئے جا رہے ہیں

امام جعفر الصادق کا بیان ضروری ہے

حضرت سیّدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرنا چند وجوہات کی بنا پر ضروری ہے

1- تا کہ پتہ چل سکے کہ امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ دیگر گیارہ ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی طرح ہمارے امام ہیں

2- ہمارے امام الائمہ کاشف الغمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ اور حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ لہٰذا حنفی ہونے کے لحاظ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے محبوبوں کا ذکر کریں

3- امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے نام پر بہت سی بدعات کو رواج دیا جا رہا ہے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان بدعات کی حقیقت کو واضح کیا جائے

چنانچہ آپ بڑی دلجمعی کے ساتھ اس خطبہ کو سماعت فرمائیں اور اپنے مسلک کے پختہ دلائل یاد رکھیں

سب حضرات درود پڑھیے

ذرا درود شریف کا نذرانہ بارگاہِ رسالت میں پیش کریں تو میں شروع کرتا ہوں

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

ارشاد باری تعالیٰ جل جلالہ

حضراتِ گرامی! اللہ تعالیٰ جل جلالہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

(پ 25 سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 23)

فرما دیجئے (اے محبوب!) میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں فرماتا مگر قریبیوں کی مودت

آلِ رسول کی مودّت واجب ہے

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مَنْ هُمْ وَجَبَتْ مَوَدَّتُهُمْ

وہ کون ہیں جن کی مودّت واجب ہے

ارشاد فرمایا کہ

هُوَ الْعَلِيُّ وَالْفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

وہ علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں۔

(تفسیر درمنثور ماتحت آیت ھذا) (مسلم شریف مشکوٰۃ شریف) (الشرف المؤبد لآل محمد اردو ص 198)

اور ایک روایت کے مطابق فرمایا

هُوَ الْعَلِيُّ وَالْفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا (الصواعق المحرقہ ص170)

وہ علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے اولاد فاطمہ کی محبت کو بھی شامل فرمایا

حضراتِ گرامی!

حضور علیہ السلام کی محبت تو سرمایۂ ایمان ہے ہی جس میں کوئی ذرہ برابر شک نہیں مگر حضور علیہ السلام نے اپنی محبت کیساتھ ساتھ حضرت علی حضرت فاطمہ اور ان کی اولاد (علیہم السلام) کی مؤدت کو بھی شامل فرمایا

دم کٹا درود نہ پڑھا

ایک روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے صحابہ

لَا تُصَلُّوْا عَلَيَّ صَلٰوةَ الْبَتْرَاءِ ۔

مجھ پر دم کٹا ہوا درود نہ بھیجا کرو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا آقا وہ کیا ہے

فرمایا وہ یہ ہے کہ تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور یہ نہ کہو کہ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

یعنی پورا درود بھیجا کرو جس میں آل بھی شامل ہو (الصواعق المحرقہ ص146)

بالخصوص آل رسول کون ہیں؟

حضراتِ گرامی آلِ رسول میں عموماً اور لوگ بھی شامل ہیں مثلاً

آلِ عقیل، آلِ جعفر، آلِ عباس وغیرہم

مگر بالخصوص آل رسول عرف عام میں حضرتِ علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک کو کہا جاتا ہے جیسا کہ آیت تطہیر کے نزول کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت فاطمہ حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو اپنی مبارک کملی میں لے کر دعا کی

اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَاۤءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ (الصواعق المحرقہ ص143)

اے مولا یہ ہیں میرے اہل بیت (آل محمد) پس تو ان سے پلیدی دور رکھ

تو معلوم ہوا

حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی تمام اولاد امجاد آل رسول ہیں

یہ دونوں میرے ہی بیٹے ہیں

سرکار ابد قرار ﷺ نے ایک مرتبہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا:

هٰذَانِ اِبْنَايَ وَابْنَا بِنْتِيْ (الشرف المؤبد لآل محمد عربی ص99 اردو ص194)

یہ میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

میری ذریت کو صلب علی میں رکھا گیا

طبرانی نے بیان کیا کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ كُلَّ ذُرِّيَّةَ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (الصواعق المحرقہ ص156)

”بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہر نبی کی ذریت (اولاد) کو اس کی صلب میں رکھا اور میری اولاد کو علی ابن ابی طالب کی صلب میں رکھا۔“

تم اپنے اور میں اپنے بیٹے لے آتے ہیں

قرآن کی نص قطعی آیت مباہلہ میں حضور علیہ السلام نے حضرت حسنین کریمین کو اپنے بیٹے قرار دیتے ہوئے فرمایا

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ (پ3 سورۂ آل عمران آیت نمبر 61)

تم اپنے بیٹے لے آؤ میں بیٹے لے آتا ہوں۔

حسن میرا بیٹا ہے

صحاح ستہ کی یہ معروف روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن کے

متعلق فرمایا:

اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ

میرا یہ بیٹا سردار ہے

ثابت ہوا

تو اس تمہید سے ثابت ہوا کہ

قربیٰ سے مراد ساری آل پاک ہے جن کی مودت واجب ہے

کیونکہ حضور کی ساری ذریت اولاد علی میں شامل ہے

درود پاک میں بھی ساری اولاد شامل ہے

آیت تطہیر میں بھی ساری آل داخل ہے

آیت مباہلہ میں بھی ساری اولاد داخل ہے

کیونکہ وہ صلب علی سے ہے اور امام حسن اور امام حسین ؓ کی اولاد ہے

گلستان آل رسول کے مہکتے پھول

حضرت امام جعفر الصادق ؓ بھی اسی آل پاک کے ایک درخشندہ ستارے اور اس گلستان آلِ رسول کے ایک مہکتے ہوئے پھول ہیں

امام حسین کے پڑپوتے

حضرت امام حسین ؓ کے لخت جگر — امام زین العابدین ؓ

امام زین العابدین ؓ کے نور نظر — حضرت امام باقر ؓ

اور امام باقر ؓ کی آنکھوں کی ٹھنڈک — حضرت امام جعفر الصادق ؓ

گویا امام جعفر صادق ؓ پڑپوتے ہیں حضرت امام حسین ؓ کے

حضرت امام باقر ؓ

حضرت امام حسین ؓ کے پوتے امام زین العابدین کے لخت جگر امام باقر ؓ

ہیں جنہیں باقر العلم والھدیٰ کہا جاتا ہے یہ والد ہیں امام جعفر الصادق ؓ کے

صاحب الصواعق المحرقہ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ

"ابو جعفر محمد الباقر علم و زہد اور عبادت میں آپ (امام زین العابدین) کے وارث ہوئے آپ کا نام باقر اس لئے رکھا گیا کہ بقر زمین کو پھاڑنے اور اس کی پوشیدہ چیزیں نکالنے کو کہتے ہیں آپ نے احکام الٰہیہ کے اندر جو حقائق و معارف کے خزانے پوشیدہ ہیں انہیں نمایاں کیا ہے اور ان کی حکمتیں اور لطائف بیان کیے ہیں وہ خزانے بے بصیرت اور بد باطن لوگوں پر مخفی رہے ہیں

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو باقر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ نے علم کو پھاڑا اسے جمع کیا اور اس کے جھنڈے کو بلند کیا ہے

آپ پاک نفس صاف دل صاحب علم وعمل اور صاحب شرف تھے آپ کے اوقات اطاعت الٰہی سے معمور تھے آپ کو عارفین کے مقامات میں وہ علانات حاصل ہیں جن کی صفت کے بیان سے زبانیں در ماندہ ہیں سلوک و معارف میں آپ کے بہت سے کلمات ہیں"۔

(الصواعق المحرقہ ص 201)

سلام مصطفیٰ برائے امام الہدیٰ

ابن المدینی نے جابر (صحابیٔ رسول ؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے آپ کو بچپنے میں کہا کہ

رسول اللہ ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں

آپ سے پوچھا گیا کہ یہ بات کیسے ہوگئی؟

کہنے لگے! میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور حضرت امام حسین ؓ آپ کی گود میں تھے اور آپ ان کو (کھانا) کھلا رہے تھے آپ نے فرمایا:

جابر! حسین کے ہاں ایک بچہ ہوگا جس کا نام علی ہوگا جب قیامت کے روز

منادی کرنے والا کہے گا کہ سیّد العابدین کھڑا ہو جائے تو آپ کا لڑکا کھڑا ہو جائے گا

پھر اس کے ہاں ایک لڑکا ہوگا اس کا نام محمد ہوگا اے جابر اگر تو اس کا زمانہ پائے

تو اسے میرا سلام کہنا (الصواعق المحرقہ ص 201)

علم غیب مصطفیٰ علیہ السلام

حضراتِ گرامی!

اس روایت سے جہاں امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کی بے مثال منقبت

ظاہر ہوئی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ

میرا نبی علیہ السلام قیامت کے حالات سے بھی واقف

میرا نبی علیہ السلام اپنی آل پاک ان کے ناموں اور کارناموں سے بھی واقف

بتایئے اور علم غیب کسے کہتے ہیں

ابھی امام حسین گود میں ہیں

جوان نہیں ہوئے

کربلا کا معرکہ ابھی نہیں برپا ہوا

امام زین العابدین ابھی پیدا نہیں ہوئے

اور ان کے لختِ جگر امام باقر ابھی دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوئے

سرکار اتنا عرصہ، نام، حالات تک ارشاد فرما رہے ہیں

عمروں کا علم

پھر نبی کریم علیہ السلام نے اپنے لا تعداد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ

میرے اس بیٹے کو میرا سلام کہہ دینا

حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ اس وقت تک میرا یہ غلام جابر ہی بقید حیات ہو

گا

یار لوگ کہتے ہیں نبی کو معاذ اللہ اپنے خاتمے کا بھی علم نہیں

امام جعفر کے والدین کریمین

یہ امام باقر حضرت امام جعفر الصادق کے والد گرامی ہیں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے

پوتے اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے ہیں

اور آپ کی (امام جعفر صادق کی) والدہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

پڑپوتی ہیں جن کا اسم گرامی حضرت اُم فروہ ہے

میں دو طرح سے صدیق اکبر کی اولاد ہوں

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَلَدَنِي الصِّدِّيْقُ مَرَّتَيْنِ (نور الابصار فی معرفۃ ائمۃ الابرار شیعہ کتاب)

میں دو طرح سے صدیق اکبر کی اولاد ہوں۔

پہلا سلسلہ

ایک یہ کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد

حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے بیٹے قاسم

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی بیٹی اُم فروہ رضی اللہ عنہا

وہ میری والدہ ہیں

دوسرا سلسلہ

دوسرا یہ کہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے قاسم رضی اللہ عنہ

حضرت قاسم کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بیٹی اُم فروہ رضی اللہ عنہا

وہ میری والدہ ہیں

گویا کہ حضرت ابوبکر صدیق پرنانا ہیں حضرت جعفر الصادق کے اور آپ کی والدہ ام فروہ پڑپوتی ہیں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

کتنے متعصب ہیں یہ لوگ

وہ کتنے متعصب لوگ ہیں جو امام جعفر کو تو صادق مانتے ہیں مگر حضرت ابوبکر کو صدیق نہیں مانتے

صدیق اور صادق

حضراتِ گرامی!

آپ نے کبھی غور کیا کہ یہ لوگ بارہ اماموں میں سے کسی کو صادق نہیں کہتے علاوہ امام جعفر الصادق کے ان سے پوچھئے کہ کیا باقی امام صادق نہیں ہیں؟

کبھی کسی نے حضرت علی کو — صادق نہیں کہا

کبھی کسی نے حضرت امام حسن کو — صادق نہیں کہا

کبھی کسی نے حضرت امام حسین — صادق نہیں کہا

کبھی کسی نے حضرت امام زین العابدین کو — صادق نہیں کہا

کبھی کسی نے امام باقر کو — صادق نہیں کہا

کبھی کسی نے باقی امام مہدی تک کو — صادق نہیں کہا

صرف امام جعفر ہی صادق کیوں؟

اس لئے کہ ان کے پرنانا صدیق ہیں تو وہ صادق ہیں

اگر امام جعفر الصادق کو صادق کہتے ہو تو حضرت ابوبکر کو صدیق ماننا پڑے گا

اگر وہ صدیق نہیں — تو پھر — یہ بھی صادق نہیں

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

امام جعفر الصادق ہمارے امام ہیں

حضراتِ گرامی!

ہم بفضلہٖ تعالیٰ اہلسنّت و جماعت ہیں

صدیق کے بھی — غلام

صادق کے بھی — غلام

صحابہ کبار کے بھی — غلام

اہل بیت اطہار کے بھی — غلام

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق ہمارے امام ہیں کیونکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر کی اولاد امجاد ہیں

ان کے ایصال ثواب کے لئے ختم دلانا چاہیے

حضراتِ گرامی!

کیونکہ 22 رجب کو عموماً ختم دلایا جاتا ہے اگرچہ تاریخ وصال میں اختلاف ہے مگر ہم اس حق میں ہیں کہ یہ ختم شریف ضرور دلایا جائے

مگر اس میں جو بدعات گھڑ لی گئی ہیں کہ

22 رجب کو ہی ہونا چاہیے

کونڈوں میں ہی ہونا چاہیے

راتوں رات ہی ہونا چاہیے

حلوہ شریف پر ہی ہونا چاہیے

ایک آدمی دروازہ پر کھڑا رہنا چاہیے جو معجزہ بی بی فاطمہ پڑھتا ہے

یہ سب بدعات ہیں اور رافضیوں کا طریقہ

یہ سب بدعات ہیں اور رافضیوں کا طریقہ ہے
امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت علی التحقیق 15 رجب المرجب ہے
22 رجب کو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وصال ہے جس پر رافضیوں نے حکومت سے ڈرتے ہوئے راتوں رات یہ اہتمام کیا اور کونڈوں میں حلوہ بھر کر گھر گھر دعوت دی کہ امیر معاویہ کے وصال پر جشن منایا جائے اس لئے اہلسنت کو امام جعفر صادق کی نیاز 15 رجب کو دلانی چاہیے اور امیر معاویہ کا ایصال ثواب 22 رجب کو کرنا چاہیے مگر سب ہفوات و بدعات سے اجتناب کرتے ہوئے ورنہ سرکار کے ارشاد

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ
جو کسی قوم سے مشابہت رکھے وہ انہیں میں سے ہے۔
کے مطابق روافض ٹھہروگے

معجزہ صرف انبیاء کا ہوتا ہے

اور یہ جو معجزہ پڑھا جاتا ہے
یاد رکھیے کہ معجزہ صرف انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے لہٰذا معجزہ بی بی فاطمہ یا معجزہ حضرت علی کہنا شرعاً ناجائز ہے افسوس کہ اہلسنت کی اکثریت بھی اس مرض کا شکار ہونے میں شیعہ کی مشابہت کر رہی ہے۔(معاذ اللہ تعالٰی)

ہم حنفی ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ہم حنفی ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
لَوْلَا السَّنَتَانُ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ (سیرت النعمان علامہ شبلی)

اگر یہ دو سال نہ ہوتے جو میں نے امام باقر و امام جعفر کی خدمت میں گزارے تو میں ہلاک ہو جاتا
تو امام اعظم کی اس عقیدت کی بنا پر بھی ہم حنفیوں کو ائمہ اہلبیت اطہار سے عقیدت و مودت رکھنی چاہیے جبکہ حضرت امام اعظم نے حضرت جعفر الصادق سے احادیث کی روایات بھی لی ہیں۔(الصواعق المحرقہ 201)
امام شافعی علیہ الرحمت نے کیا خوب فرمایا کہ

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيْعَتِيْ — وَهُمْ اِلَيْهِ وَسِيْلَتِيْ
اَرْجُوْا بِهَا اُعْطٰی غَدًا — بِيَدِ الْيَمِيْنِ صَحِيْفَتِيْ
(الصواعق المحرقہ)

نبی کریم علیہ السلام کی آل ہماری بخشش کا ذریعہ ہے اور وہ اللہ کی طرف ہمارا وسیلہ ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اس وسیلہ کی وجہ سے مجھے بروز محشر دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

آپ کی وفات اور تدفین

آپ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ ہجری میں شہید ہوئے۔ آپ کی عمر اڑسٹھ سال کی ہوئی۔ مقام بقیع میں ایک ایسی قبر میں دفن ہوئے جس میں ان کے باپ امام باقر اور دادا حضرت امام زین العابدین مدفون تھے۔(مظاہر حق جلد پنجم ص ۸۷۹)

امام کی کرامات اور خشیت الٰہی

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
نقل ہے کہ ایک دن آپ اپنے غلاموں میں بیٹھے تھے کہ آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: آؤ ہم سب آپس میں اس بات کا عہد کریں کہ ہم میں سے جو قیامت کے دن نجات حاصل کرے وہ دوسروں کی نجات کی سفارش درگاہ الٰہی میں کرے۔

غلاموں نے حیرانگی کے ساتھ عرض کیا

اے جگر گوشۂ رسول کریم (ﷺ) آپ کو ہم غریبوں کی سفارش کی کیا حاجت ہے

جبکہ آپ کے نانا شفیع روز جزا ہیں

آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے افعال سے شرم آتی ہے کہ کس طرح قیامت کے دن اپنے نانا کے چہرہ کی طرف دیکھ سکوں گا (تذکرۃ الاولیاء ص15)

حضراتِ گرامی یہ کس شخصیت کی بات ہے؟

جو ائمہ اہل بیت اطہار میں سے ہیں

اور جن کے نانا جان کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے میں اور میری آل اطہار جنت میں داخل ہوں گے

وہ امام جعفر صادق فرما رہے ہیں کہ

اگر تم بروز حشر نجات حاصل کرلو تو تم میری سفارش اللہ کے حضور کرنا

ما و شما تو چیز ہی کیا ہیں اور ہمارا شمار کہاں

آپ اگرچہ نسبت خانوادۂ رسالت سے سرفراز ہیں مگر پھر بھی فرماتے ہیں میری سفارش کرنا

خوفِ قیامت اور امام جعفر صادق

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا

اے رسول اللہ کے بیٹے! مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے کیونکہ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے

آپ نے فرمایا: تو خود زاہد زمانہ ہے تجھے میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے

انہوں نے عرض کیا

اے فرزندِ رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سب پر بزرگی بخشی ہے اور نصیحت کرنا آپ پر فرض کیا ہے

آپ نے فرمایا: اے ابا سلیمان!

’’میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے جد بزرگوار مجھ سے یہ سوال نہ کریں کہ کیوں تم نے میری مشابہت کا حق ادا نہ کیا نجات نسبت پر مبنی نہیں ہے بلکہ نیک اعمال پر منحصر ہے‘‘۔

حضرت داؤد طائی یہ سن کر بہت روئے اور کہا کہ الٰہی جس شخص کا گوشت پوست لہو اور ہڈیاں نبوت سے ظہور میں آیا ہو

جس کے نانا رسول کریم علیہ السلام ہوں

جس کی ماں فاطمۃ الزہرا ہوں

وہ اس قدر خوف قیامت سے ہراساں ہے تو داؤد طائی کس شمار و قطار میں ہے اور کس بات پر ناز کر سکتا ہے؟ (تذکرۃ الاولیاء ص15)

کیا صرف کونڈے نجات دلا دیں گے

حضراتِ گرامی!

آج کے بدعمل لوگ اور بے عمل واعظ وملاں اور شیوخ خصوصاً نعت خواں جو صرف اور صرف اپنی اپنی نسبتوں کے باعث اپنے آپ کو جنتی خیال کرتے ہیں اور دامن عمل سے خالی رکھتے ہیں وہ ذرا غور کریں اور وہ لوگ جو صرف امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کونڈوں کی نیاز پر نجات کا دارو مدار تصور کرتے ہیں

نماز روزہ حج زکوٰۃ و اعمال صالحہ سے بالکل تہی دامن ہیں وہ بتائیں

کیا صرف کونڈوں کی نیاز ہی نجات دلا دے گی؟

بالخصوص جو طبقہ کہتا ہے کہ بس ہم ہی امام جعفر صادق کے ماننے والے ہیں ان کو امام کے یہ ارشادات بار بار پڑھنے چاہئیں

وہ نواسۂ رسول ہو کر کہہ رہے ہیں کہ میں قیامت کے روز نانا جان کو کیا منہ دکھاؤں گا

ہم نے امتی ہو کر کبھی ایسا نہ سوچا

اسی چیز کو مدنظر رکھ کر حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں کہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اژدھا سے آپ کی حفاظت

خلیفہ منصور نے ایک رات اپنے وزیر سے کہا کہ جاؤ اور حضرت امام جعفر صادق کو پکڑ کر لاؤ تا کہ ان کو قتل کر دوں

وزیر نے کہا:

کیا وہ صادق جو گوشہ نشین عبادت الٰہی میں مصروف ہیں اور بادشاہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے ہیں

بادشاہ ناراض ہوا اور کہا کہ ہاں انہیں کو لاؤ تا کہ میں ان کو قتل کر دوں

اگر چہ وزیر نے ہر چند منع کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور مجبور ہو کر وزیر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو بلانے چلا گیا

بادشاہ نے اپنے غلاموں کو کہا کہ

جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تشریف لائیں اور میں اپنے سر سے ٹوپی اتاروں تو تم اس وقت ان کو قتل کر دینا

چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ تعظیم کے لئے اُٹھا اور بڑی عزت کیساتھ استقبال کے لئے دوڑا اور صدر نشست پر آپ کو بٹھا کر غلاموں کی طرح دست بستہ بیٹھ گیا

غلاموں نے بڑا تعجب کیا منصور نے آپ سے خدمت دریافت کی آپ نے فرمایا دوبارہ مجھے مت بلاؤ تا کہ عبادت الٰہی میں مصروف رہوں

چنانچہ خلیفہ نے بصد عز و احترام آپ کو رخصت کیا اور اسی وقت بادشاہ پر لرزہ طاری ہوا اور بے ہوش ہو گیا اور تین دن تک بدستور بے ہوش رہا

بعض کہتے ہیں کہ تین نمازوں کے وقت تک بے ہوش رہا یعنی اس کی تین نمازیں قضا ہو گئیں جب وہ ہوش میں آیا تو وزیر نے ماجرا دریافت کیا

بادشاہ نے کہا کہ جب آپ اندر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ایک اژدھائے عظیم آپ کے ہمراہ تھا کہ اس کا ایک لب محل کے اوپر کے کنگرے پر اور دوسرا سطح زمین پر تھا اور زبان حال سے مجھ کو کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے ذرّہ بھر بھی تکلیف دی تو تجھ کو نگل جاؤں گا

چنانچہ اس اژدھا کے خوف سے عذر خواہی کی اور اس طرح بے ہوش ہو گیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 14)

آپ کی سخاوت

ایک مرتبہ کسی شخص کی روپوں کی تھیلی گم ہو گئی اس نے آپ سے آ کر کہا

''آپ ہی نے میری تھیلی چرائی ہے''

آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کتنے روپے تھے؟

اس نے کہا: ایک ہزار

چنانچہ آپ اس کو گھر لے گئے اور دو ہزار روپے اس کو دے دیئے جب وہ شخص اپنے گھر واپس آیا تو اس کو اپنے گمشدہ روپے مل گئے۔

چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں پھر واپس آیا اور سارا حال عرض کیا اور معذرت چاہی اور روپیہ واپس کرنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا کہ

''ہم لوگ دی ہوئی چیز واپس نہیں لیا کرتے''۔

چنانچہ اس نے لوگوں سے آپ کی نسبت پوچھا
جب لوگوں نے کہا کہ آپ امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ ہیں تو بہت شرمندہ ہوا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص16)

ایک دفعہ آپ اکیلے ہی کہیں جا رہے تھے اور ذکر اللہ دل وزبان سے جاری تھا
کوئی دل جلا آدمی بھی آپ کے پیچھے چلا آ رہا تھا اور وہ بھی اللہ اللہ کہتا جاتا تھا
آپ نے خدائے تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کپڑے عنایت فرمائے جن کو آپ نے پہن لیا
اسی وقت وہ دل جلا جو آپ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا سامنے آ کر کہنے لگا کہ میں
بھی اللہ اللہ کہنے میں آپ کا شریک تھا آپ اپنے پُرانے کپڑے مجھے دے دیں
چنانچہ آپ نے فوراً اپنا لباس اتار کر اس کو دے دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص16)

ایسا کیوں نہ ہوتا؟

حضراتِ گرامی! ایسا کیوں نہ ہوتا کہ
آپ اس علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ تھے جنہوں نے رکوع کی حالت میں
سائل کو چاندی کی انگوٹھی عطا فرما دی تھی
آپ اس سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے نورِ نظر تھے جنہوں نے تین دن متواتر بغیر کھائے
پیئے روزہ رکھا اور کھانا یتیم، مسکین اور اسیر کو دے دیا

؎ خود بھوکے رہے اوروں کو دیا جھولی بھر کر
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے

آپ کے نام پر کونڈوں کو بھرنے والو
کیا تم میں آپ کے حسن عمل کی بھی کوئی جھلک موجود ہے
کیا تم میں اعمال صالحہ کی بھی کوئی رمق موجود ہے
الحمدللہ! سنی حنفی بریلوی

آپ کی نیاز بھی دلاتے ہیں
اور آپ سے عقیدت کے عملی مظاہرے بھی کرتے ہیں
نماز روزہ کے پابند بھی ہیں
سخاوت بھی کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے توسل سے ہمیں سچا غلام اہل بیت بنائے۔ آمین
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

دوسرا خطبہ: ماہِ شعبان

اخلاقِ مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

درود پاک

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

؎ اللہ اللہ میرے آقا دا حوصلہ گالیاں سن کے وی مسکراندے رہے

اوہدے اخلاق توں جاواں قربان میں وریاں بیٹھ چادرو چھوندے رہے

اخلاقِ مصطفیٰ کا بیان

حضراتِ گرامی! آج کے اس مختصر سے خطبہ جمعہ میں اپنے آقا و مولیٰ امام الانبیاء سرور دوسرا امام الانبیاء احمد مجتبیٰ حضور سیّد الانبیاء حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ کے اخلاق کریمہ کا بیان کیا جائے گا ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے پیارے حبیب علیک السلام

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (پ29 سورۃ القلم آیت نمبر 4)

بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں

گرامی قدر سامعین! اس فرمان باری تعالیٰ نے لوگوں کے اندر جو تمام تر شکوک وشبہات تھے یکسر دور کر دیئے

کچھ لوگوں کا نظریہ تھا کہ خلق عظیم کی وجہ سے ذاتِ مصطفیٰ کی شان بلند ہوگئی تو ان کو فرمایا اس آیت کو غور سے بار بار پڑھو

بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں

خلق عظیم آپ پر فائز نہیں ہے

میرے آقا علیہ السلام کے خلق عظیم پر فائز ہونے سے خلق کو عظمت ملی

میرے آقا علیہ السلام کے خلق عظیم پر فائز ہونے سے خلق کو رفعت ملی

میرے آقا کے خلق عظیم پر فائز ہونے سے خلق عظیم کو شان وشوکت ملی

ہزاروں سال قبل

خلق کو پتہ چل گیا

ہزاروں سال قبل ایک پیغمبر دنیا پر جلوہ افروز ہوئے

تبلیغ شروع فرمائی

جن کا نام نامی اسم گرامی تھا　　حضرت نوح علیہ السلام

ایک بہت بڑا میدان تبلیغ کے لئے مقرر کیا جس کے ایک چبوترے پر علی الصبح

تشریف لے آتے اور اعلان فرمانا شروع کر دیتے

اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ نُوْحٌ نَّجِیُّ اللہِ (علیہ السلام)

اے لوگو! کہو لا الہ الا اللہ نوح نجی اللہ

سیّدنا نوح علیہ السلام کی تبلیغ

وہ قوم ودٗ سواع، یعوق، نصر اور یغوث کے پجاری تھے

وہ کہتے تھے کہ اے نوح　　خدا ہیں پانچ

آپ فرماتے تھے اے قوم　　خدا ہے ایک ہی

لوگوں نے ان کو تبلیغ توحید و رسالت سے ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ باذن اللہ

روزانہ اسی چبوترے پر جا کر فریضہ تبلیغ سر انجام دیتے رہے

بے ایمانوں کی میٹنگ

وقت کے آمروں ڈکٹیٹروں حکمرانوں نے میٹنگ کی کہ

یہ اکیلا　　ہم ساری قوم

کیوں نہ اس کا مقابلہ کر کے اسے صفحۂ ہستی سے ختم کر دیا جائے

جو ہمارے خداؤں کی　　نفی کرتا ہے

ہمارے آباؤ اجداد کے خداؤں کی　　نفی کرتا ہے

کیا ہم اپنے آباؤ اجداد کا مسلک و مذہب چھوڑ دیں

اور اس اکیلے کا مذہب قبول کر لیں

ایسا نہیں ہو سکتا

چنانچہ میٹنگ میں یہ لائحہ عمل پاس ہوا کہ

صبح جب یہ تبلیغ کے لئے آئیں　　تو ان پر پتھروں کی بارش کر دی جائے

روزانہ ہر فرد پتھر مارے

اپنے آباؤ اجداد کے دین کو بچانے کے لئے

ہر چھوٹا ہر بڑا

ہر جوان ہر بوڑھا

ہر مرد ہر عورت

اور ہر وہ بچہ جو ابھی ماں باپ کے کندھوں پر کھیلتا ہے

ہر کسی کو حکم دے دو کہ

وہ جب بھی یہاں سے گزرے

نوح علیہ السلام تبلیغ فرما رہے ہوں

وہ ان پر پتھروں کی بارش برسا دے

چنانچہ آپ علی الصبح تبلیغ فرماتے

توحید و رسالت کا درس ارشاد فرماتے

اور یہ لوگ آپ پر بے تحاشہ پتھروں کی بارش کرتے

جس سے آپ سرانور سے پاؤں منور تک زخمی ہو جاتے

آپ کے جسم اقدس کے ہر حصہ سے خون کی ندیاں بہتی نظر آتیں

شام تک ادھر سلسلۂ تبلیغ جاری رہتا　　ادھر پتھروں کی بارش جاری رہتی

حتیٰ کہ بے ہوش ہو جاتے

جبریل کے پر سے شفا ملتی

اللہ کریم شام کو حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بھیجتے تو آپ ان کے اس نازک و نازنین جسم اطہر پر اپنا پَر ملتے تو وہ حسب سابق درست و تندرست ہو جایا کرتے۔ (معارج النبوت)

یہ پرانی سازشیں ہیں

حضراتِ گرامی!

مبلغین کو   مار دھاڑ کرنا

مبلغین پر   ظلم و ستم کرنا

مبلغین کا راستہ روکنا

مبلغین پر   پتھر برسانا

اس دور کی کوئی نئی سازشیں نہیں ہیں

بلکہ ان کی تاریخ تو بہت پرانی ہے اگر میں اس تاریخ کو دہراؤں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے

اور پھر ان ظلم و ستم کرنے والوں کا

ان پتھر برسانے والوں کا

ان راستہ روکنے والوں کا

صرف ایک ہی مطالبہ ہوتا تھا

یعوق' یغوث' نصر' ود اور سواع ہمارے خدا ہیں ان کی مٹی پلید نہ کی جائے

دوسری بات یہ کہ

کیا تم ہی رہ گئے تھے ایک

نبی   تبلیغ کرنے والے

ہمارے   خداؤں کو برا کہنے والے

تم تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو؟

اگر اللہ نے کوئی ایسا مبلغ بھیجنا ہوتا تو وہ کسی نوری کو بھیجتا؟

ہم میں سے ہی اُٹھ کر فرائض تبلیغ انجام دینے لگے ہو

انہوں نے سمجھا کہ تبلیغ صرف نور ہی کر سکتا ہے اور بس کیونکہ وہ وحی لاتا ہے

چنانچہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس تبلیغ کا اہل نہ سمجھتے ہوئے ان پر پتھروں کی بارشیں برسانا شروع کر دیں

ساڑھے نوسو سال

کتنے دن؟

ایک دن   پتھر برسائے

دو دن   پتھر برسائے

دس دن   پتھر برسائے

بیس دن   پتھر برسائے

سو دن   پتھر برسائے

دو سو دن   پتھر برسائے

ہزار دن   پتھر برسائے

دو ہزار دن   پتھر برسائے

نہیں نہیں بلکہ ساڑھے نوسو سال کامل   پتھر برسائے

سر کی چوٹی مبارک سے لے کر پاؤں کے جوڑے مبارک تک لہولہان کرتے رہے

نوح علیہ السلام کی دعا

بالآخر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے

عرض کیا مولا! میں نے ان کو دن رات تبلیغ کی

مگر یہ نہیں ماننے والے

اب مجھے یقین ہے کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے لہٰذا

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۔

(پ 29 سورۂ نوح آیت نمبر 26)

اے ربّ زمین پر ان کافروں میں سے ایک بھی نہ چھوڑ

سب کو نیست و نابود کر دے

سب کو صفحہ ہستی سے ختم کر دے

طائف میں سرکار کی تبلیغ

ادھر صاحب خلق عظیم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دریتیم علیہ التحیۃ والتسلیم طائف میں تبلیغ فرماتے ہیں

مبارک پنڈلیاں زخمی ہوگئیں

طٰہٰ کی پیشانی خون آلود ہوگی

ظلم وستم کی انتہا ہوگئی

ہوا کا فرشتہ آیا

ہوا کا فرشتہ آیا اور درخواست کی

آقا مجھے حکم دیجئے کہ ایسی سرد ہوا چلاؤں سب کے سب بے ایمان ٹھنڈے ہو کر واصل جہنم ہو جائیں آپ ان پر دعا کریں اور مجھے اجازت دیں

فرمایا بیٹھ جاؤ

پانی کا فرشتہ آیا اور درخواست کی

پانی کا فرشتہ آیا میرے حبیب! مجھے ارشاد فرمائیے کہ ایسا پانی چھوڑوں ان سب بے ایمانوں کو بہا کر لے جائے آپ دعا فرما کر مجھے اجازت دیں

فرمایا بیٹھ جاؤ

آگ کا فرشتہ آیا اور درخواست کی

آگ کا فرشتہ آیا اے میرے آقا مجھے حکم فرمائیں کہ ایسی آگ لگا دوں یہ سب بے ایمان جل کر خاکستر ہو جائیں آپ دعا فرما کر مجھے اجازت مرحمت فرمادیں

نبی کریم نے دست رحمت اُٹھائے

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا سب لوگ ہاتھ اُٹھائیے

حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک دست کرم بھی اُٹھائے

زمین محو نظارہ ہے کہ آج محبوب کی دعا سے یہ بے ایمان نیست ونابود ہو جائیں گے

آسمان نے اپنی آنکھیں گاڑھ دیں کہ آج اس دعا سے ان کا نام ونشان ختم ہو جائے گا

اس چرخ نیلی نام کے نیچے

اس کرۂ ارضی کے اوپر

تمام کائنات کی نگاہیں مرکوز ہیں

فرشتے، غلمان، رضوان اور حوریں ہاتھ اٹھا کر محبوب علیہ السلام کے لبان مقدسہ کی طرف نگاہیں گاڑھے بے چین ہیں کہ آج ظالموں کا صفایا ہو جائے گا

کیونکہ ساری کائنات دعا کرے

وہ احد وصمد بے نیاز ہے قبول کرے یا نہ کرے

لیکن یہ محبوب کی دعا ہے

یہ قبلہ بدلانے والے کی دعا ہے

یہ سورج پلٹانے والے کی دعا ہے

یہ چاند کے ٹکڑے فرمانے والے کی دعا ہے

جب سب نے ہاتھ اُٹھالئے

جب سب نے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھالئے

نبی کریم دریتیم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مبارک دست کرم اُٹھائے اور بارگاہِ قدس میں عرض کی:

یا اللہ! انہوں نے پتھر مارے

یا اللہ! انہوں نے میری پیاری پنڈلیاں توڑیں

میرے مولا! انہوں نے مجھے لہولہان کیا
لیکن میں ان کے لئے تجھ سے دعا مانگتا ہوں

ے اے میرے پروردگار آمرز گار ان کو معافی دے
نہ کر ان کی خطاؤں کو شمار ان کو معافی دے
الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر
الٰہی رحم کر ان پر انہیں نور ہدایت دے
الٰہی فضل کر ان پر انہیں چشم بصیرت دے

میں رحمت بن کے آیا ہوں

عرض کیا گیا حضور یہ کیسی دعا ہے تو فرمایا:
اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مشکوۃ شریف ص519)
بے شک میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ارشاد فرمایا:
اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ (بالفاظ دیگر مشکوۃ شریف ص514)
میں مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (پ29 سورۃ القلم آیت نمبر4)
اور بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔
اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ علیک السلام

ے تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا' تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

خُلق نسبتِ مصطفیٰ سے کمال کو پہنچا

گویا فرمایا جا رہا ہے
اے حبیب (علیہ السلام)! آپ تو سراپا جامع کمالات ہیں آپ کا خلق عظیم کے منصب پر فائز ہونا ان کمالات میں زیادتی کا سبب نہیں
ہاں ہاں خلق عظیم آپ کی نسبت پا کر معراج کمال کو پہنچ گیا ہے
یہ اخلاق کی معراج ہے کہ وہ آپ کے قدموں سے منسوب ہو گیا

میرے آقا کا خلق کتنا عظیم ہے

حضراتِ گرامی!
میرے آقا کا خلق کتنا عظیم ہے۔
آیئے ذات باری تعالیٰ سے پوچھیں تو آواز آتی ہے
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر77)
فرما دیجئے دنیا کی متاع قلیل ہے۔

دنیا کا مال ومتاع قلیل ہے
دنیا کا سیم وزر قلیل ہے
دنیا کا سونا چاندی قلیل ہے
دنیا کی دولت وثروت قلیل ہے
دنیا کا ساز وسامان قلیل ہے
دنیا کی تمام ریل پیل قلیل ہے

اور آپ کا خلق ان سب سے عظیم ہے

قرآن حضور کا خُلق ہے

جب اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اخلاق

مصطفیٰ کے بارے میں تو فرمایا

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (الحدیث)

قرآن حضور کے خلق کا نام ہے

ذرا توجہ فرمائیں

قرآن آسمانی کتابوں کی سردار کتاب

قرآن جس کا حضرت جبریل حافظ

قرآن جس کا خود اللہ کریم محافظ

قرآن جس میں ہر چیز کا بیان موجود

قرآن جس میں ہر صغیر و کبیر مستتر ہے

قرآن جس میں ہر خشکی تری کو بیان کر دیا گیا ہے

قرآن جو لوح محفوظ کی تشریح ہے

قرآن جس کی تفاسیر چودہ سو سال سے ہوتی چلی آ رہی ہے اور ہر ایک مفسر نے پورا زور بیان صرف کر کے آخر یہی کہا:

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

؎ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم، قلم ٹوٹ گئے

ساری کائنات کے عالم	قرآن کو کما حقہ نہ سمجھ سکے
ساری کائنات کے فاضل	قرآن کو کما حقہ نہ سمجھ سکے
ساری کائنات کے مترجم	قرآن کو کما حقہ نہ سمجھ سکے
ساری کائنات کے مفسر	قرآن کو کما حقہ نہ سمجھ سکے

اور بقول اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قرآن حضور کی ایک صفت خلق کا نام ہے۔ تو بتائیے جس آقا علیہ السلام کی ایک صفت کو کوئی شخص کما حقہ نہ سمجھ سکا اس آقا

کی ذات کو کوئی کیسے سمجھ سکتا ہے نتیجہ یہی نکلے گا کہ

محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانیں

لاؤ ایک چھوٹی سورت

حضراتِ گرامی!

مثلیت مصطفیٰ کا دعویٰ کرنے والے اس کی ایک سورۃ کی مثل نہ لا سکے تو اس موصوف کی مثل کہاں سے لا سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان بے ایمانوں سے فرمایا تھا

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (البقرہ:23)

اگر تم اس میں شک کرتے ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمایا ہے تو لاؤ کوئی سورت اس کی مثل اور بلا لو اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

تم قرآن کی مثال نہیں لا سکتے

اور پھر ساتھ ہی فرما دیا

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 24)

پھر اگر تم نہیں لا سکتے اور تم ہرگز نہیں لا سکتے پس ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تو ثابت یہ ہوا

تو ثابت ہوا یہ کافر منکرین عظمت مصطفیٰ ایک چھوٹی سورت کی مثل مل جل کر نہیں لا سکتے تو پورے قرآن کی مثال کہاں سے لے آئیں گے اور وہ پورا قرآن حضور

علیہ السلام کی ایک صفت خلق ہے تو جس موصوف کی ایک صفت کی مثال لانا ناممکن اور محال ہے اس موصوف کی مثل کیسے لائی جا سکتی ہے

عرض کر رہا تھا

تو عرض کر رہا تھا کہ

میرے آقا علیہ السلام کا خلق عظیم ہے

ایسے ہی جیسے عرش عظیم ہے

هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔

ایسے ہی جیسے خود پروردگار عالم جل جلالہ کی صفت عظیم ہے ہر نمازی اپنے رکوع میں کہتا ہے

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

حضراتِ گرامی!

ذرا ملاحظہ کیجئے میرے آقا کے اخلاق حسنہ کی ایک جھلک

مکہ فتح ہو گیا۔

حضور پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے آج سامنے حاضر ہیں

نماز میں گردن مبارک پر چادریں ڈال کر کھینچنے والے آج سامنے حاضر ہیں

راستوں میں پتھر اور کنکر بچھانے والے آج سامنے حاضر ہیں

سر راہ اوجھڑیاں پھینکنے والے آج سامنے حاضر ہیں

ان کی نبضیں ڈھیلی ہو رہی ہیں

جسم تھر تھر کانپ رہے ہیں

زبانیں گنگ ہو چکی ہیں

اور وہ سوچ رہے ہیں نامعلوم آج ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا

آج تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے؟

سب نے کہا: آپ کریم ہیں لہٰذا کریموں کا سا سلوک ہونا چاہیے ہم آپ سے اسی کی اُمید بھی رکھتے ہیں۔

دریائے رحمت جوش میں آیا اور ارشاد فرمایا جاؤ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (مدارج النبوت از شیخ محقق باب فتح مکہ)

آج تم پر کوئی سختی اور باز پرس نہ کی جائے گی۔

اللہ اللہ نبی پاک دا حوصلہ گالیاں سن کے وی مسکراندے رہے

ایس اخلاق تو جانواں قربان میں ویریاں بیٹھ چادر وچھاندے رہے

بیٹی بیٹی ہوتی ہے خواہ کافر کی ہو

حضراتِ گرامی!

دنیا کے مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو سرکار دو عالم نے اس کے سر پر دوپٹہ اوڑھا دیا

یداللہ والے ہاتھوں سے اس کے سر پر دوپٹہ دے دیا

؎ یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا

یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

لوگوں نے عرض کیا: یہ تو کافر کی بیٹی ہے؟

فرمایا: بیٹی بیٹی ہوتی ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی

اللہ اکبر

اوہدے اخلاق تو جاواں قربان میں ویریاں بیٹھ چادر وچھاندا رہیا

اماں مسلمان ہو گئی

حضراتِ محترم!

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک راستہ پر تشریف لے جا رہے ہیں کہ کیا ملاحظہ فرمایا

ایک ضعیف و ناتواں عورت ہے

سامان کی گٹھڑی باندھے ہوئے کھڑی کہیں جانے کو تیار ہے

کوئی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا

فرمایا: اماں کدھر کا ارادہ ہے

کہا: بیٹا تجھے پتہ نہیں

مکہ میں ایک یتیم نے اعلان نبوت کیا ہے اور وہ ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے

میں اپنا ایمان بچانے کے لئے مکہ سے نکل رہی ہوں اور میرا سامان اُٹھانے والا کوئی نہیں ہے

فرمایا اماں! میں کس لئے ہوں

آپ نے سامان اُٹھایا اور ساتھ ساتھ چل دیئے

جب اماں منزل مقصود پر پہنچ گئی اور سامان کی گٹھڑی رکھ لی گئی تو حضور نے واپسی کی اجازت چاہی

اماں نے کہا کھانا تو کھالو

فرمایا طلب نہیں ہے

اچھا پھر پانی ہی پی لو اماں طلب نہیں ہے

اچھا میرا بیٹا اتنی دور سے مجھے منزل مقصود پر لے آئے ہو تو اب جاتے وقت اپنا نام ہی بتا دو

سرکار مسکرا دیئے اور فرمایا

اماں جس سے بھاگ کر مکہ چھوڑ آئی ہو وہ یتیم ابی طالب تو میں محمد ہی ہوں

اماں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئی

یہ ہے اخلاق مصطفیٰ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ29 سورۃ القلم آیت نمبر 4)

اور بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

مجھے میرا اللہ بچائے گا

حضراتِ محترم!

ایک جنگل میں عرش کا مہمان نبیوں کا سلطان علیہ السلام دوپہر کو آرام فرما تھا کہ اچانک ایک کافر ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے نمودار ہوا

آپ کو بیدار فرمایا اور کہا:

بتایئے! اب آپ کو میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے؟

فرمایا: میرا اللہ

اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی

فرمایا بتا! اب تجھ کو اس تیری ہی تلوار سے کون بچا سکتا ہے؟

قدموں پہ گرا اور پڑھا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ29 سورۃ القلم آیت نمبر 4)

ایک کافر کا مسلمان ہونا

ایک مرتبہ مسجد نبوی شریف میں دو مسافر آ گئے

ایک کو ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے گھر لے گئے اور دوسرے کو نبی کریم اپنے کاشانہ اقدس پر لے گئے

جس کو حضور لے گئے کھانا کھلایا اچھے بستر پر سلا دیا

اس نے رات جگہ جگہ لیٹرین کر کے کپڑے اور جگہ آلودہ کر دی اور صبح اندھیرے منہ واپس ہو گیا تھوڑی دور جا کر اوٹ میں دیکھنے لگا کہ حضور کیا کرتے ہیں

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے ید اللہ والے پیارے پیارے گورے گورے دست مبارک سے ان کپڑوں اور جگہوں کو دھویا

کپڑے دھوند یاں دل وی دھو چھڈیا

وہ واپس آیا معافی مانگی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا

فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ20 سورۃ القلم آیت نمبر 4)

اور بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

اللہ کریم جل جلالہ اپنے حبیب کریم کا صدقہ ہمیں بھی اخلاق حسنہ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔(آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ
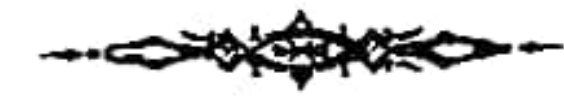
تیسرا خطبہ: شعبان المعظم

ولادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ○ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِى الْقَاسِمِ مَالِكِ الْكَوْنَيْنِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ سُنَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ○

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

وہ آیا وارثِ جنت امام اولیاء آیا
وہ آیا راکب دوشِ محمد مصطفیٰ آیا
وہ آیا جو پلا آغوش میں خاتون جنت کی
وہ آیا جس کے دل میں آرزو مچلی شہادت کی
وہ آیا شام کے فرعون کو جھنجوڑنے والا
وہ آیا آمریت کے بتوں کو توڑنے والا
وہ آیا جس کے نانا ہیں امام الانبیاء لوگو
وہ آیا جس کے والد ہیں امام الاولیاء لوگو
وہ آیا جس کی ماں اُم شہیدانِ وفا لوگو
وہ آیا جن کا بھائی صاحب جو دو عطا لوگو
وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں نبی نے جس کو فرمایا
جبھی تو سُنیوں نے آج میلاد اس کا منوایا

شعبان کا پہلا عشرہ ولادتِ امام حسین

حضراتِ گرامی!

اس ماہِ شعبان کے پہلے عشرہ میں شہزادۂ مرتضیٰ' نواسۂ مصطفیٰ' دلبندِ بتول' جگر گوشۂ رسول' سیّد الشہداء شہیدِ خنجرِ کرب و بلا حضرت امام عالی مقام' امام ہمام سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یومِ میلاد ہے اس لئے ہم سنی ہونے کے ناطے آج ولادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کریں گے کیونکہ ہم سنی ہیں اور سنی وہ ہوتا جو اہل بیت اطہار کا غلام ہو اور آل رسول پاک کا کفش بردار ہو سنیوں کے امام تاجدار بریلی شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں:

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

آیت کریمہ کا ترجمہ ومختصر تفسیر

حضراتِ محترم!

تلاوت کردہ آیت کریمہ کا ترجمہ اور مفہوم مختصر الفاظ میں سماع فرمایئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ (پ27 سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 19)

(اللہ نے) رواں کیا دونوں دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے ہیں۔

اس آیت کریمہ کی مختلف تفاسیر ہیں

کڑوے اور میٹھے پانی کے دو دریا

کسی مفسر نے تحریر کیا کہ یہ میٹھا اور کڑوا پانی ہے جس کے دریا ایک ساتھ چلتے ہیں اور

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

(پ27 سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 20,21)

ان کے درمیان آڑ ہے گڈ مڈ نہیں ہوتے پس (اے انس و جن!) تم اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

ایک کڑوے پانی کا دریا   ایک میٹھے پانی کا دریا

دونوں چلتے رہتے ہیں اور ان کے درمیان میں ایک آڑ ہے

کہیں کہیں آڑ ختم ہو تو ان کڑوؤں اور میٹھوں کی ملاقات بھی ہو جاتی ہے

اور قدرت خداوندی کا جلوہ دنیا کو حیران کر دیتا ہے کہ پھر بھی کڑوا پانی میٹھے اور میٹھا پانی کڑوے میں مخلط نہیں ہوتا

کڑوا کڑوا ہی رہتا ہے — میٹھا میٹھا ہی رہتا ہے

آڑ بھی ختم

ملاپ بھی ہو گیا

لیکن دونوں اپنے اپنے زاویے اور راستے پر چلتے بھی رہتے ہیں اور ملاقات کرتے بھی رہتے ہیں

اور اس ملاقات کے نتیجہ میں

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (پ 27 سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 22)

نکلتے ہیں ان سے موتی اور مرجان۔

نیلے اور سفید پانی کے دو دریا

کبھی کبھی دو رنگ کے پانی ایک ساتھ چلتے ہیں

ضیاء الامت حضرت پیر کرم شاہ صاحب الازہری ارشاد فرماتے ہیں کہ

''طالب علمی کے زمانہ میں میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تھا کہ ہم مراد آباد سے نینی تال روانہ ہوئے ریلوے کا آخری اسٹیشن شاید کاٹھ گودام تھا رات وہاں بسر کی اور شوق سیاحت میں فیصلہ یہ کیا کہ یہاں سے پیدل سیر و سیاحت کرتے ہوئے نینی تال جائیں گے''۔

راستے میں ہم نے دو مختلف وادیوں سے دو نالے آتے ہوئے دیکھے ایک کا رنگ نیلا تھا اور دوسرے کا سفید وہ ایک جگہ آ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کئی فرلانگ تک ہم ان کے کنارے کنارے چلتے گئے دونوں پانی یکجا بہنے کے باوجود (اکٹھے ہونے کے باوجود) ایک دوسرے میں خلط ملط نہ ہوئے یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔

''سمندر میں سفر کرنے والے لوگوں نے عجیب عجیب انکشافات کئے ہیں کہ سمندر میں جہاں کہیں کھاری پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا اس کے عین وسط میں میٹھے پانی کے قطعات ہوتے ہیں بحری سفر کرنے والے ان سے

اپنے ذخائر بھر لیتے ہیں''۔(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص 71-72)

کڑوا ہے یا میٹھا — ہے پانی

نیلا ہے یا سفید — ہے پانی

دونوں کا مصدر — ایک ہے

دونوں کا محور — ایک ہے

دونوں کا مرکز — ایک ہے

رنگ مختلف — مرکز ایک

ذائقہ مختلف — مرکز ایک

جب دو مختلف رنگ کے دریا — ملے

جب دو مختلف ذائقوں کے دریا — ملے

تو ان میں نہ تو کسی کا — رنگ بدلا

نہ ہی کسی کا — ذائقہ بدلا

بلکہ قدرت کا کرشمہ یہ ہوا کہ

کڑوے اور میٹھے پانی کے درمیان — میٹھا پانی ایک ذائقہ الگ سے

نیلے اور سفید کے درمیان — نیلا یا سفید پانی ایک رنگ الگ سے

اللہ قادر مطلق ہے

حضراتِ گرامی!

جو خدا — حیّ سے میت اور میت سے حیّ پیدا کرنے پر قادر

جو خدا — رات کو کالا اور دن کو اُجالا کرنے پر قادر

جو خدا — بغیر والدین کے آدم علیہ السلام کو بنانے پر قادر

جو خدا — بغیر باپ کے عیسیٰ علیہ السلام کو تخلیق فرمانے پر قادر

وہی خدا — نیلا اور سفید دریا ایک ساتھ چلانے پر بھی قادر

وہی خدا میٹھا اور کڑوا دریا ایک ساتھ چلانے پر بھی قادر
وہی خدا دو ذائقوں کے درمیان سے ایک ذائقہ کا پانی عطا فرمانے پر بھی قادر
وہی خدا دو رنگوں کے درمیان سے ایک رنگ کا پانی عطا فرمانے پر بھی قادر
وہی خدا دونوں دریاؤں کے درمیان آڑ رکھنے پر بھی قادر
وہی خدا بغیر آڑ کے انہیں چلانے پر بھی قادر
وہی خدا ان سے موتی اور مونگے نکالنے پر بھی قادر

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

(پ 29 سورۃ الملک آیت نمبر 1)

منزہ و برتر ہے جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ (ترجمہ: ضیاء القرآن جلد پنجم ص 311 از پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمت)

دو سمندر! محدث ابن کثیر کا تبصرہ

حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَىْ اَرْسَلَهُمَا وَقَوْلُهُ (يَلْتَقِيَانِ) قَالَ ابْنُ زَيْدٍ اَىْ مَنَعَهُمَا اَنْ يَّلْتَقِيَا بِمَا جَعَلَ بَيْنَهُمَا مِنَ الْبَرْزَخِ الْحَاجِزِ الْفَاصِلِ بَيْنَهُمَا وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ (الْبَحْرَيْنِ) الْمِلْحُ وَالْحُلْوُ فَالْحُلْوُ هٰذِهِ الْاَنْهَارُ السَّارِحَةُ بَيْنَ النَّاسِ (الخ) ۔ (ابن کثیر جلد نمبر 6 ص 63)

خلاصہ یہ ہے کہ

اس کی قدرت کا نظارہ دیکھو کہ دو سمندر برابر چل رہے ہیں ایک کھاری پانی کا ہے دوسرا میٹھے پانی کا لیکن نہ اس کا پانی اس میں مل کر اسے کھاری کرتا ہے نہ اس کا میٹھا پانی اس میں مل کر اسے میٹھا کر سکتا ہے بلکہ دونوں اپنی رفتار سے چل رہے ہیں دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے نہ وہ اس میں مل سکے اور نہ وہ اس میں جا سکے

یہ اپنی حد میں ہے اور وہ اپنی حد میں اور قدرتی فاصلہ انہیں الگ الگ کئے ہوئے ہے حالانکہ دونوں پانی ملے ہوئے ہیں۔

(ترجمہ تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 5 ص 223 از مولوی محمد جوناگڑھ مطبوعہ لاہور)

قاضی ثنا اللہ پانی پتی فرماتے ہیں

عارف باللہ حضرت قاضی ثنا اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

مرج کا معنی بھیجنا ہے۔ بحرین سے مراد نمکین اور میٹھا سمندر ہیں یہ مرجت الدابہ سے مشتق ہے یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے کہ جب تو اس جانور کو چھوڑ دے یہ لفظ رحمٰن کی ایک اور خبر ہے یلتقیان یہ بحرین سے حال ہے یہ بہتے ہیں جبکہ ان دونوں کی سطح ایک دوسرے کو مس کر رہی ہوتی ہیں برزخ کا معنی رکاوٹ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان میں رکاوٹ ہے یہ ایک اور حال ہے اور لا یبغیان ایک اور حال ہے یعنی ان میں سے کوئی بھی باہم ملنے اور ایک کی خاصیت باطل کرنے کے ساتھ دوسرے پر غلبہ نہیں پاتا۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ لوگوں کو غرق کر کے ان پر غلبہ نہیں پاتے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے بحر ہند اور بحر روم کو ملا دیا۔

قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بحر فارس اور بحر روم کو ملا دیا ان کے درمیان آڑ یعنی جزائر ہیں مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد آسمان اور زمین کا سمندر ہے جو ہر سال آپس میں ملتے ہیں۔ (تفسیر بغوی جلد نمبر 5 ص 273)

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ یہ جملہ بحرین سے ایک اور حال ہے نافع ابو بکر اور یعقوب نے اخراج سے مضارع مجہول کا صیغہ یخرج پڑھا ہے باقی قراء نے مجرد سے معروف کا صیغہ پڑھا ہے

منہما میں ضمیر سے مراد میٹھا اور نمکین سمندر ہے ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ موتی

نمکین سمندر سے نکلتا ہے میٹھے سے نہیں نکلتا
اس کے جواب میں کہا گیا کہ یہ ان دونوں سمندروں کے ملنے کی جگہ سے نکلتا ہے
ایک قول میں کہا گیا ہے کہ جب یہ دونوں مل گئے تو ایک ہو گئے تو ان میں سے کسی ایک سے نکلنے والا دونوں سے نکلنے والا ہو گیا۔ (الخ)
(تفسیر مظہری اردو جلد نمبر 9، ص 216/17)

نتیجہ یہ نکلا

نتیجہ کیا نکلا؟ یہ دو سمندر ہیں
انہیں چلانے والا خدا ہے
ان میں ایک آڑ بھی ہے
ان میں سے ایک نمکین اور دوسرا میٹھا ہے
دونوں کی سطحیں آپس میں ملی ہوئی ہیں
دونوں ایک دوسرے پر تجاوز نہیں کرتے
یعنی میٹھا کڑوے کو میٹھا اور کڑوا میٹھے کو کڑوا نہیں کرتا باوجودیکہ سطحیں ملی ہوئی ہیں
ان کے ملنے سے موتی اور مرجان پیدا ہوتے ہیں

یہ دو دریا کیا ہیں اور کون ہیں؟

اب اگر فقیر کی جاں بخشی ہو تو فقیر عرض کرے
سب مفسرین اپنی جگہ درست فرماتے ہیں مگر اس سے مراد اگر زمین و آسمان کا دریا لیا جائے تو وہ

آسمان ہے — دریائے ولایت علی رضی اللہ عنہ
زمین ہے — دریائے طہارت فاطمہ رضی اللہ عنہا

کیونکہ آسمان کے اُفق اور زمین کے کنارے ملے ہوئے ہیں
اور جب تک ملے ہوئے ہیں دنیا قائم ہے
اسی طرح ولایت علی اور طہارت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے افق اور کنارے ملے ہوئے ہیں
اور جب تک یہ ملے ہوئے ہیں اس وقت تک کائنات قائم ہے جس طرح موتی اور مرجان اسی طرح
ان دونوں کے فرزند دلبند حسنین موتی اور جگر پارہ زینب مرجان
پھر ان دونوں موتیوں کی اولاد پاک کے لئے تا قیامت، رسول اللہ نے فرمادیا

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَآءِ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ وَفِي الْاَرْضِ ۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص 40 عربی اردو ص 121 مطبوعہ فیصل آباد)

اہل آسمان کے لئے ستارے اور اہل زمین کے لئے زمین میں میرے اہل بیت امان ہیں۔
اور ارشاد فرمایا

اَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ (الشرف المؤبد لآل محمد عربی ص 37)

میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے امان ہیں۔
معلوم ہوا۔ اسی اولاد فاطمہ وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وجہ سے کائنات قائم ہے کیونکہ یہ کائنات کے لئے امان ہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ — حضرات علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ — نبی کریم علیہ السلام
لُؤْلُؤٌ اور مَرْجَان — حضرات حسنین اور ان کی اولاد رضوان اللہ علیہم اجمعین

مفسر شہیر علامہ ابو الحسنات کی تفسیر

بہت سے مفسرین کرام نے واضح طور پر یہ تفسیر بھی فرمائی جن میں اپنے دور کے عظیم مفسر غازی کشمیر ابو الحسنات علامہ احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کھل کر تحریر فرمایا کہ

''امامیہ نے بحرین سے مراد مولا علی وجہہ الکریم اور سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا مراد لئے ہیں اور برزخ سے مراد سرور دو عالم ﷺ ہیں اور منھما اللؤلؤ والمرجان سے مراد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں (مجمع البیان) اگرچہ یہ تفسیر صوفیاء کے انداز پر غریب ہے تاہم ہمارے نزدیک حضرات مذکور علم و فضل میں بحر محیط سے افضل و اعظم ہیں بلکہ یہ سمندر تو ان کے فیضان کے دو قطرے ہیں چہ جائیکہ ان سے تشبیہ ہو اور یونہی شہزادگان کریمین کو مروارید و مرجان سے تشبیہ ان کی عظمت و شان کے سامنے انتہائی معمولی ہے اور ان کے فضائل و کمالات حصر و شمار سے باہر ہیں اور اعلیٰ و اعظم ہیں''۔

(تفسیر الحسنات جلد ششم ص 320 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' کراچی پاکستان)

ان تفاسیر سے واضح ہوا

حضراتِ گرامی!

اب اس تفسیر سے واضح ہوا کہ دونوں دریاؤں سے مراد حضرت سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما ہیں

ایک ہے دریائے عصمت — ایک ہے دریائے عظمت
ایک ہے دریائے نجابت — ایک ہے دریائے شرافت
ایک ہے دریائے سخاوت — ایک ہے دریائے عبادت
ایک ہے دریائے سماحت — ایک ہے دریائے شجاعت
ایک ہے دریائے شہادت — ایک ہے دریائے ولایت

ایک ہے دریائے کرامت — ایک ہے دریائے سیادت

اور ان کے درمیان برزخ ہے ذات نبوت و رسالت

جب ان دونوں دریاؤں کا سنگم ہوا اور ''یَلْتَقِیٰنِ'' کا ظہور ہوا تو

امام حسن جیسا موتی — معرض وجود میں آیا
امام حسین جیسا موتی — معرض وجود میں آیا

دوواں دریاواں دے نیں ایہہ دو موتی دسیا عالم نوں جہاں چمکا کے تے
دس شبر شبیر دی شان مولا موہنگے موتی مرجان فرما کے تے

پنجتن پاک

اب جبکہ ان دونوں دریاؤں اور برزخ اور دونوں موتیوں کو یکجا کیا تو یہ ہو گئے پنجتن پاک چنانچہ

آیت تطہیر میں بھی — یہی پنجتن پاک
آیت مودت میں بھی — یہی پنجتن پاک
آیت مباہلہ میں بھی — یہی پنجتن پاک

آیت تطہیر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (پ22 سورۃ الاحزاب آیت نمبر33)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے رجس کو دور رکھے اور تمہیں خوب ستھرا کر دے۔

آیت تطہیر کی تفسیر

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ

يقول الله تعالىٰ! اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الخ
اَلسُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ يَا اَهْلَ مُحَمَّدٍ وَّيُطَهِّرَكُمْ مِنَ الدَّنَسِ الَّذِىْ
فِىْ مَعَاصِى اللّٰهِ تَطْهِيْرًا (تفسیر ابن جریر ماتحت آیت مذکورہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے اہل بیت محمد اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تمام برائیوں کو دور رکھے اور فحشاء کو دور فرمادے اور اس میل کچیل سے اچھی طرح پاکیزہ فرمادے جو اللہ تعالیٰ کے معاصی سے پیدا ہوتا ہے

آیت تطہیر میں مراد کون ہیں؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ، امام بغوی، خازن اور ابن کثیر رحمہم اللہ نے بیان کیا

اِنَّهُمْ هُنَا اَهْلَ الْعَبَاءِ وَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلِىٌّ وَّ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (الشرف المؤبد لآل محمد عربی ص 8)

"بیشک اس مقام پر وہ اہل عباء مراد ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں

؎ کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

آیت مودۃ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۔

(پ 25 سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 23)

فرما دیجئے (اے محبوب!) میں تم سے کچھ اجر اس تبلیغ پر نہیں مانگتا مگر

قریبیوں کی مودت۔

مراد کون ہیں؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ علیک السلام

مَنْ هُمْ وَجَبَتْ مَوَدَّتُهُمْ ۔

یہ کون ہیں جن کی مودت واجب ہے

فرمایا: هُوَ الْعَلِىُّ وَالْفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ)

وہ علی ہیں فاطمہ ہیں حسن ہیں اور حسین ہیں۔

(الشرف المؤبد لآل محمد ص 101 تفسیر درمنثور للسیوطی ماتحت آیت مذکورہ)

امام شافعی علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ	فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِى الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
كَفَاكُمْ مِّنْ عَمِيْمِ الْفَضْلِ اَنَّكُمْ	مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

(الصواعق المحرقۃ ص 148)

اے اہل بیت نبوت تمہاری محبت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض قرار دیا تمہارے لئے یہ فضل عمیم کافی ہے کہ جو نماز میں تم پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

آیت مباہلہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝

(پ 3 سورۃ آل عمران آیت نمبر 61)

پھر جو علم ہونے کے باوجود آپ سے اس بارے جھگڑا کرے تو آپ فرما دیں آؤ ہم اپنے بیٹوں عورتوں اور اپنے آپ کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں، عورتوں اور اپنے آپ کو بلاؤ پھر ہم دعا کر کے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالتے ہیں۔

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بھی پنجتن پاک ہیں

آیت مباہلہ میں بھی پنجتن پاک مراد ہیں

قَالَ فِی الْکَشَّافِ لَا دَلِیْلَ اَقْوٰی مِنْ ھٰذَا فَضْلِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ وَھُمْ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنَانِ لِاَنَّھَا لَمَّا نَزَلَتْ دَعَاھُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحْتَضَنَ الْحُسَیْنَ وَاَخَذَ بِیَدِ الْحَسَنِ وَمَشَتْ فَاطِمَةُ خَلْفَہٗ وَعَلِیٌّ خَلْفَھُمَا فَعَلِمَ اَنَّھُمُ الْمُرَادُ مِنَ الْاٰیَةِ وَاَنَّ اَوْلَادَ فَاطِمَةَ وَذُرِّیَّتَھُمْ یُسَمُّوْنَ اَبْنَاءَہٗ وَیَنْسِبُوْنَ اِلَیْہِ نِسْبَةً صَحِیْحَةً نَّافِعَةً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (الصواعق المحرقہ ص155)

کشاف میں ہے کہ اس سے بڑھ کر چادر والوں کی فضیلت پر کوئی دلیل نہیں اور وہ حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسنین ہیں کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا امام حسین کو گود میں لیا امام حسن کا ہاتھ پکڑا آپ کے پیچھے حضرت فاطمہ چلیں اور حضرت علی آپ دونوں کے پیچھے چلے، پس معلوم ہو گیا کہ آیت سے مراد حضرت فاطمہ کی اولاد اور ان کی ذریت ہے جنہیں وہ اپنے بیٹے کہتے ہیں اور آپ کی طرف دنیا و آخرت میں صحیح اور نافع صورت میں منسوب ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

حضراتِ گرامی!

انہیں وارثان آیت تطہیر میں سے ایک شخصیت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں

انہیں اہل مودۃ میں سے ایک شخصیت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں

انہیں اہل مباہلہ میں سے ایک شخصیت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں

جن کی ولادت باسعادت تین شعبان المعظم کو ہوئی

یہ وہ موتی ہے جو دریائے سخاوت فاطمہ اور دریائے شجاعت علی سے ظہور میں آیا

شاعر نے کیا خوب کہا

حسین اس باپ کا بیٹا ہے جو ولیوں کا والی ہے
حسین اس ماں کا بچہ ہے جو ہر نسبت میں عالی ہے

امام حسین کی والدہ شہیدان جنت کے سرداروں کی ماں
امام حسین کی والدہ تمام ولیوں کے امام کی زوجہ
امام حسین کی والدہ تمام نبیوں کے سردار کی لخت جگر

امام حسین کی والدہ

علامہ اقبال نے فرمایا:

نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اوّلین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں قافلہ سالار عشق
مادر آں مرکز پر کار عشق

امام حسین کے والد

میاں محمد اعظم چشتی فرماتے ہیں:

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی
اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی

اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

تو عرض کر رہا تھا کہ

حسین اس باپ کا بیٹا ہے جو ولیوں کا والی ہے
حسین اس ماں کا بچہ ہے جو ہر نسبت میں عالی ہے
حسین اس باپ کا بیٹا ہے رتبہ ھل اتی جس کا
حسین اس ماں کا بچہ ہے لقب خیر النساء جس کا
حسین اس باپ کا بیٹا ہے جو دانائے قرآں ہے
حسین اس ماں کا بچہ ہے جو ہمدرد غریباں ہے
حسین اس باپ کا بیٹا ہے جو کان سخاوت ہے
حسین اس ماں کا بچہ ہے جو بستان مروت ہے
حسین ایسا حسیں ہے چاند سورج جھوم جاتے ہیں
فرشتے فاطمہ کے لال کا جھولا جھلاتے ہیں

اور

یہ بچہ پیارا بچہ چاند ہے عرش ہدایت کا
یہ بانی ہے بناء لا الہ کی ولایت کا
یہ بچہ جب جواں ہو گا جہاں میں دھوم ڈالے گا
مدینے چھوڑ کر جنگل میں اپنا گھر بسا لے گا
یہ وہ بچہ ہے جس کے مدح خواں ارض و سما ہوں گے
یہ وہ بچہ ہے جس بچے کے بچے بھی فدا ہوں گے
بتائے گا حیات جاودانی کس کو کہتے ہیں
کسے کہتے ہیں مرنا زندگانی کس کو کہتے ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضراتِ گرامی!

امام حسن اکیلے ہیں

سب اہل بیت کی خواہش ہے کہ وہ اکیلے نہ رہیں بلکہ جوڑا ہو جائے

اللہ تعالیٰ ان کو ایک بازو (بھائی) عطا فرما دے

حضرت فاطمہ کا شانہ اقدس میں ایک اور بہار آ جائے اور ان کی مقدس گود ایک اور فرزند ارجمند سے بھر جائے

حضرت اُم الفضل کا خواب

ادھر حضور علیہ السلام کی چچی محترمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بڑی پریشان حال دربار نبوت میں حاضر ہوتی ہیں حدیث پاک میں ذکر موجود ہے کہ

وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَاَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا اَللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوَضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِیْ حَجْرِكَ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِیْ حِجْرِیْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِیْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّیْ اِلْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَلَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ

وَاَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَآءَ ۔

روایت ہے اُمِ الفضل بنت حارث سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں بولیں یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے فرمایا کیا ہے؟ بولیں حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے؟ بولیں میں نے دیکھا کہ جیسے آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا چنانچہ حضرت فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان یہ کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس فرزند کو قتل کر دے گی میں نے کہا اس کو فرمایا ہاں اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۔

نبی اکرم کے جسد اطہر کا ٹکڑا

گرامی قدر سامعین! حدیث مبارکہ میں غور کیجئے کہا کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ علیک السلام

رَاَیْتُ کَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ فَوُضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ

میں نے (خواب میں) دیکھا کہ جیسے آپ کے جسد اطہر کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا

تو سرکار دو عالم علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ چچی جان

یہ خواب ہی تو ہے

خواب حقیقت تو نہیں ہوتی جو آپ اس قدر پریشان ہیں

بلکہ فرمایا کہ

رَاَیْتِ خَیْرًا

تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔

اب اس کی تعبیر سنو کہ

تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حِجْرِكَ

انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اس لڑکے کو تمہاری گود میں دیا جائے گا یعنی میرے جسد اطہر کا وہ ٹکڑا میری لخت جگر فاطمہ کا لال حسین ہے۔ (رضی اللہ عنہما)

اسی کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے کہ

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ (مشکوٰۃ شریف ص 571)

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

بے سایہ حق نے اس لئے پیدا نبی کیا
اس سائے سے کھینچا گیا نقشہ حسین کا

سرکار جانتے ہیں پیٹ میں کیا ہے

اب حضرت ام الفضل نے یہ عرض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ علیک السلام (معاذ اللہ تعالیٰ) آپ کو کیا معلوم کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوگا؟

علم مافی الارحام تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے

چودھویں صدی میں ہم جیسے مولوی ملاں کے سامنے تو قرآن اترا نہیں مگر صحابہ کے سامنے تو نازل ہوتا رہا تو حضرت ام الفضل نے یہ آیت ضرور پڑھی ہوگی کہ

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ۔

(پ 21 سورۂ لقمان آخری آیت)

یقیناً علم قیامت تو اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے پیٹوں میں کیا ہے تو جیسے ملاں اس آیت کو پڑھ پڑھ کر بڑی ڈھٹائی سے علم رسول کا انکار کرتا ہے کیا حضرت ام الفضل نے انکار فرمایا؟

اگر کہیں ایسا ثابت ہے تو — وہ حوالہ دکھاؤ

اگر کہیں ایسا ثابت نہیں ہے تو — علم مصطفیٰ تسلیم کرو

اور مانو کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور باذن اللہ تعالیٰ پیٹوں کا علم بھی جانتے ہیں

اور فرقہ ناجیہ وہ ہے کہ

مَا اَنَا عَلَیۡهِ وَاَصۡحَابِیۡ (مشکوٰۃ شریف)

جو حضور اور آپ کے اصحاب کے طریقہ پر چلے

حضور نے بتایا — سیدہ کے بطن اقدس سے حسین ظہور پذیر ہوں گے

سنی کا اس پر بھی ایمان ہے

حضرت اُم الفضل نے تسلیم کیا — انکار واعتراض نہ کیا

سنی کا اس پر بھی — ایمان ہے

حضرت ام الفضل کا اقرار

حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ

فَوَلَدَتۡ فَاطِمَةُ الۡحُسَیۡنَ وَکَانَ فِیۡ حِجۡرِیۡ کَمَا قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ ۔

''چنانچہ فاطمہ کے ہاں لڑکا حسین پیدا ہوا اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس لڑکے کو میری گود میں دیا گیا''۔

حضراتِ گرامی! — یہ ترجمہ — میں نے خود نہیں کیا

یہ ترجمہ — سنی علماء نے نہیں کیا

بلکہ میں یہ ترجمہ دیوبندی عالم کا پیش کر رہا ہوں ''مولوی قطب الدین خان دہلوی کی کتاب مظاہر حق سے'' جس کی جدید ترتیب وتزئین ''مولوی عبد اللہ غازی پوری فاضل دیوبند'' نے کی ہے ملاحظہ ہو کتاب (مظاہر حق جلد پنجم ص 737 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

حضرت اُم الفضل کہتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مخالف نہیں ہوا بلکہ

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں — پیدائش ہوئی فرزند ارجمند کی

اور پھر وہ فرزند ارجمند امام حسین رضی اللہ عنہ — میری گود میں دے دیئے گئے

کَمَا قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا

بچے کی ولادت کی خبر دینا — علم ما فی الارحام ہے

اُم الفضل کی گود میں دینے کی خبر دینا — علم ما فی غدٍ ہے

اور یہ دونوں علوم ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ذاتِ باری تعالیٰ نے مرحمت فرما دیئے تھے

میرے حسین کو میری اُمت قتل کرے گی

اور پھر سرکار علیہ السلام کو حضرت جبریل کا اطلاع فرمانا کہ آقا آپ کی اُمت آپ کے اس لختِ جگر کو قتل کر دے گی اور پھر سرخ مٹی کا پیش کرنا کیا پیش آنے والے واقعات کا علم عطا فرمانا نہیں؟

اگر اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو یہ علم دے دے — تو شرک نہیں

اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ جبریل اپنے حبیب کو یہ علم دے دے — تو شرک ہو جاتا ہے

ملاں کی عقل پر قربان

ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

حدیث پاک کا جملہ

اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ هٰذَا ۔

(ابھی) میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری اُمت (یعنی مسلمانوں ہی میں سے بعض لوگوں کی جماعت) میرے اس بیٹے کو (نہایت ظالمانہ طریقے سے) عنقریب قتل کر دے گی۔

(مظاہر حق (دیوبندی) جلد پنجم ص 737)

ثابت کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے بوحیٔ الٰہی

قتل حسین کی بھی	خبر دی
قاتلین حسین کی بھی	خبر دی

اور فرمایا کہ وہ میری اُمت کے لوگ ہی ہوں گے

بظاہر	کلمہ پڑھنے والے
بظاہر	نمازیں پڑھنے والے
بظاہر	میرے اُمتی

مگر میرے ہی لختِ جگر کے قاتل ہوں گے

آج لوگ کہتے ہیں یزید کو ظالم نہ کہو وہ تو امیر المؤمنین ہے

انہیں لوگوں کے مستند عالم نے ''مظاہر حق میں'' بریکٹ کے اندر از خود لکھا

(نہایت ظالمانہ طریقے سے)

؎ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

امیر المؤمنین کی سند دینے والے بھی	خود
ظالم کہنے والے بھی	خود

کربلا کی سرخ مٹی

حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں

فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَآءَ

میں نے عرض کیا اس (بیٹے کو) فرمایا ہاں اور وہ (جبریل) میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۔

ابھی واقعہ رونما ہوا	نہیں
ابھی کربلا کی مٹی خون حسین سے سرخ ہوئی	نہیں
میرے آقا نے گویا واقعہ رونما ہوتے بھی	ملاحظہ فرمالیا
اور سرخ مٹی کو بھی	ملاحظہ فرمالیا

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کربلا کی مٹی لا کر دکھائی جو خون امام حسین سے سرخ تھی خیال رہے کہ کربلا معلیٰ کی مٹی سرخ نہ تھی اور نہ اب سرخ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت یا تو ساری مٹی سرخ ہوگئی تھی یا خاص وہ مٹی جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون گرا وہی مٹی لا کر دکھائی'' (مرأت شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 8، ص 404)

مقبولین آئندہ کے واقعات کو سن دیکھ لیتے ہیں

مزید فرماتے ہیں:

''مقبولین آئندہ کے واقعات کو دیکھ لیتے ہیں اور سن لیتے ہیں حضور انور ﷺ نے معراج کی رات جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا کہ حضرت بلال حضور کے آگے ہٹو بچو کرتے جنت میں جائیں گے''۔

(مرأت شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 8 ص 404)

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا

اگر اس حدیث کی اس تشریح کی روشنی کے پیش نظر یہ مان لیا جائے کہ حضور غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمت نے درست فرمایا کہ

نَـظَـرْتُ اِلٰـی بِلَادِ اللّٰہِ جَـمْـعًـا
کَـخَـرْدَلَۃٍ عَـلٰـی حُـکْـمِ اتِّصَـالِـی

میں نے اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھا ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ تو کون سا جرم ہے؟

اور کون سی قیامتِ شرک ٹوٹ پڑے گی؟

اس روایت کی تشریح وتوضیح

حضراتِ گرامی!

حضرت اُم الفضل کی اس روایت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے مولوی قطب الدین خان دہلوی (دیوبندی) تحریر کرتے ہیں کہ

''ایک روایت ذخائر میں سلمی رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک روز میں ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے (خواب میں) رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کے سر اقدس اور ریش مبارک پر خاک اور دھول جمی ہوئی تھی جب میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اس حالت میں کیوں ہیں تو آپ نے فرمایا: میں ابھی قتل گاہِ حسین رضی اللہ عنہ سے ہو کر آ رہا ہوں اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے نیز بغوی نے بھی یہ روایت حسان میں نقل کی ہے''۔(مظاہر حق جلد پنجم ص738)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی وہ فرماتے ہیں کہ ''ایک دن دوپہر میں میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح دیکھا جیسے کوئی سونے والا کسی کو دیکھتا ہے (یعنی خواب میں دیکھا) آپ ﷺ کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جو خون سے بھری ہوئی ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے (یعنی کیا حادثہ پیش آیا ہے کہ آپ نہایت پریشان حال اور گرد آلود ہیں اور ایک خون بھری بوتل ہے) آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج قتل گاہِ حسین میں صبح سے اب تک اس بوتل میں اکٹھا کرتا رہا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (اس خواب کے بعد میری آنکھ کھل گئی) اور پھر میں نے اس وقت کو یاد رکھا (جس وقت یہ خواب دیکھا تھا) چنانچہ (جب قتل حسین کی خبر آئی) تو میں نے پایا کہ شہادت حسین کا المیہ (اسی دن اور اسی وقت پیش آیا تھا جب میں نے مذکورہ خواب دیکھا تھا) ان دونوں روایتوں کو بیہقی نے دلائل النبوت میں اور دوسری روایت کو احمد نے بھی نقل کیا ہے۔(مشکوٰۃ شریف ص 572 مظاہر حق جلد پنجم ص738)

ثابت ہوا

نبی کریم علیہ السلام بوقت ولادت امام حسین رضی اللہ عنہ شہادت حسین سے مطلع تھے
بوقت شہادت مقتل حسین میں جلوہ گر بھی تھے
اپنے اصحاب وخواص اہل بیت کو اس سے مطلع بھی فرما رہے تھے
میرا نبی علیہ السلام بعد وصال اپنی قبر انور میں
زندہ بھی ہے
حالات سے واقف بھی ہے
جہاں چاہے وہاں حاضر بھی ہے

اور پھر جو لوگ کہتے ہیں غم حسین رضی اللہ عنہ نہ مناؤ

بس وہ ایک واقعہ تھا ہو گیا اب اس کا غم کیوں مناتے ہو

ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ

اگر تم اپنے عامل سنت ہونے کے دعوئی میں صادق ہو

اگر تم اہلسنّت و جماعت عقیدہ ہی رکھتے ہو

تو پھر ان روایات کو بار بار پڑھو اور اس میں غور کرو کہ سرکار علیہ السلام نے خود کتنا غم حسین منایا اور پھر کم از کم اتنا تو مناؤ

سرکار علیہ السلام حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے خواب میں تشریف لائے

سرکار علیہ السلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خواب میں تشریف لائے

وَعَلٰی رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ

آپ کے سرِ انور پر

آپ کی داڑھی مبارک پر خاک پڑی ہوئی تھی

اَشْعَثُ اَغْبَرَ

بال مبارک بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے

اور آپ فرماتے ہیں

شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا

میں ابھی مقتل حسین سے آیا ہوں

تو تم اگر اہلسنّت ہو تو

تم اگر سنت پر عمل کرنے والے ہو تو

کم از کم اتنا تو کرو کہ جہاں مشہد حسین کا ذکر ہو

جہاں شہادت حسین کا بیان ہو

وہاں حاضری دو

اور شہادت حسین پر اظہارِ غم کرو

آنسو بہاؤ، رو و رلاؤ

بخشش ہے اس کی لازم سید کے غم میں حافظ

دو چار آنسو جس نے رو کے بہا دیئے ہیں

نبی اکرم ﷺ کی عادات مبارکہ

حضرات گرامی!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سرکار دو عالم ﷺ کی عادات شریفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد آپ چہرۂ مبارک صحابہ کرام کی طرف فرما لیا کرتے تھے آپ کا چہرہ انور چودھویں کی چاند کی طرح دکھائی دیتا تھا آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ اگر غمگین بھی دیکھ لیتا تو غم غلط ہو جاتے تھے

ایک دن فجر کی نماز کے بعد خلاف معمول آپ نے رُخِ اقدس صحابہ کی طرف نہ کیا اور حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو بلا کر مسجد سے تشریف لے گئے

اصحاب رسول (رضوان اللہ علیہم اجمعین) دیکھتے ہی رہ گئے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں اور کیوں تشریف لے گئے

بیت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

دونوں بیت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) پر پہنچ گئے تو دروازہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”علی دروازے پر کھڑے رہنا کسی کو اندر نہ آنے دینا“

عرض کیا: حضور کیا بات ہوئی ہے

فرمایا: حسین کی ولادت ہوئی ہے آسمان سے ملائکہ کا نزول ہو رہا ہے

وہ سب مبارک باد دینے آ رہے ہیں

یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت دروازہ پر کھڑے رہ گئے۔

(جامع المعجزات اردو ص68 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

ملائکہ کی آمد اور مبارکباد

حضراتِ گرامی!

نبی کریم علیہ السلام نے حضرت علی ؓ کو دروازہ پر کھڑا کیوں کیا؟

اس لئے کہ فرشتے مجھے مبارکباد دینے آرہے ہیں اور

میں اپنی لختِ جگر کو مبارکباد دینے جا رہا ہوں

فرشتے اندر نہیں آئیں گے کیونکہ یہ باب بیت فاطمہ ہے

اور فاطمہ وہ ہیں کہ

جب کبھی غیرت انساں کا سوال آتا ہے

فاطمہ زہرا ترے پردے کا خیال آتا ہے

اس لئے میرے واپس آنے تک تم دروازے پر کھڑے رہو اور کسی کو اندر نہ آنے دینا ملائکہ آتے رہے اور دروازے پر جمع ہوتے رہے

غور طلب بات ہے

بیٹا پیدا ہوا ہے — حضرت علی ؓ کا

لختِ جگر کی ولادت ہوئی ہے — حضرت فاطمہ کے

اور مبارکباد لے کر آرہے ہیں — ملائکہ

اور ملائکہ آرہے ہیں — حضور کی طرف

مبارکباد بھیجنے والا ہے — ربّ العالمین

مبارکباد لانے والا ہے — روح الامین

مبارکباد موصول فرمانے والا ہے — رحمۃ للعالمین

کیوں؟

اس لئے کہ حضور فرماتے ہیں جیسا کہ روایت اُم الفضل میں ہے (**قطعۃ من جسدك**) اور **الحسین منی** حدیث ہے کہ حسین حضور کے جسد اطہر کا ٹکڑا ہے

فرمایا: حسین مجھ سے ہے

لہٰذا مبارکباد بھی حضور کو ہی دی گئی

صدیق اکبر ؓ بیت فاطمہ پر

حضرت صدیق اکبر ؓ سے نہ رہا گیا وہ بھی پیچھے پیچھے آ گئے دروازہ پر پہنچ کر حضرت علی سے بولے:

سرکار کہاں ہیں؟

فرمایا: گھر میں

کہا: میں اندر جا سکتا ہوں؟

جواب ملا: ابھی نہیں سرکار مصروف ہیں

کہا: کیا آپ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر کو نہ آنے دینا

فرمایا: یہ بات نہیں، دراصل امام حسین کی ولادت ہوئی ہے اور چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں

حضرت علی ؓ کی یہ بات سن کر حضرت صدیق اکبر ؓ متعجب ہوئے اور دروازہ پر ہی بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر ؓ بھی تشریف لے آئے حضرت علی ؓ نے ان کو بھی دروازہ پر روکے رکھا پھر حضرت عثمان ؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ بھی آ گئے حضرت علی ؓ نے سب کو دروازے پر روکے رکھا۔ (جامع المعجزات ص69)

باب فاطمہ اور خلافت راشدہ

حضراتِ گرامی!

منظر کچھ یوں بنا کہ

دروازہ ہے — سیّدہ فاطمہ ؓ کا

ولادت ہے   امام حسین رضی اللہ عنہ کی
آمد ہے   نوریوں کی
اجتماع ہے   صحابہ کا
جلوہ ہے   خلفائے راشدین کا
حضرت ابوبکر بھی   موجود
حضرت عمر بھی   موجود
حضرت عثمان بھی   موجود
حضرت علی بھی   موجود
یہ کیسے ہوسکتا ہے
ولادت حسین ہو   اور یارانِ مصطفیٰ موجود نہ ہوں
بیت فاطمہ کے اندر   خود مصطفیٰ
باب بیت فاطمہ پر   یارانِ مصطفیٰ

چار لاکھ چوبیس ہزار ملائکہ

کچھ دیر بعد حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے اور صحابہ کو اندر جانے کی اجازت دے دی سب سے آگے حضرت ابوبکر تھے سب نے سلام عرض کیا اور ولادت حسین کی مبارکباد دی' انہوں نے حضرت علی کی یہ بات بھی سنائی کہ چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں

حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

علی فرشتوں کی تعداد کا تمہیں کیسے علم ہوا؟

عرض کیا

میں نے فرشتوں کو گروہ در گروہ اترتے دیکھا ہے فرشتے اپنی اپنی زبان میں باتیں کر رہے تھے اور وہ اپنی تعداد بھی بتا رہے تھے

حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ علی کو خدا نے عقل سلیم عطا فرمائی ہے پھر آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

''میں آپ کو ایک عجیب تر واقعہ سناتا ہوں''

عرض کیا: ضرور! حضور

ایک اپاہج فرشتہ اور کرامت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضور نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں ایک اپاہج فرشتہ بھی تھا جس کے نہ تو پر تھے اور نہ ہی ہاتھ پاؤں' میں نے اس سے پوچھا

تمہارے پر' ہاتھ اور بازو کیا ہوئے؟

اس نے عرض کیا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ملائکہ مقربین میں سے تھا ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا پایا تو میں نے زمین کی طرف جھانکا مجھے ایک بے دست و پا شخص نظر آیا اسے دیکھ کر میں نے کہا کہ اس شخص کو زندگی سے کیا سروکار؟ اس کے لئے تو مر جانا ہی بہتر ہے بس پھر کیا تھا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر خدا کا عتاب نازل ہو گیا پر جل گئے ہاتھ پاؤں کٹ گئے اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور ایک جزیرہ میں سات سو سال تک پڑا رہا

حضور فرماتے ہیں کہ میں اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا فرشتے نے روتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ولادت حسین پر فرشتے مبارکباد دینے جا رہے تھے انہوں نے مجھے پہچان لیا اور مجھے آپ کی بارگاہ تک لے آئے تاکہ حرمت حسین کا صدقہ آپ میرے لئے شفاعت فرمائیں آپ کی دعا پر یقیناً اللہ مجھے معاف کر دے گا۔

حضور فرماتے ہیں: میں نے فرشتے کے لئے دعا مانگی تو جبریل علیہ السلام نے

حاضر ہو کر عرض کیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے حسین سے لپٹی ہوئی چادر فرشتے کے وجود سے لگائیے میں نے ایسے ہی کیا تو فرشتہ تندرست ہو گیا اور سابقہ حالت پر آ گیا

اچانک اس فرشتے نے رونا شروع کر دیا

میں نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟

اس نے عرض کیا: حسین کے لئے

فرمایا: وہ کیوں؟

عرض کیا: آقا حسین زمین والوں کے شر و فساد سے شہید ہو جائیں گے

فرمایا: اسے کون شہید کرے گا

عرض کیا: آقا جبریل سے دریافت فرمائیے

حضور فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل سے کہا

یہ کیا کہہ رہا ہے؟

جبریل نے عرض کیا: سچ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

فرمایا: اسے کیسے پتہ چلا

عرض کیا: ولادت حسین سے ایک ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو صرف اس لئے پیدا فرمایا تھا کہ شہادت حسین کے بعد یہ فرشتہ ان کی قبر کا پہرہ دیا کرے گا

حضور نے فرمایا: پھر تمام فرشتے آسمان کی جانب پرواز کر گئے۔

(جامع المعجزات ص 69-70-71)

چادر تطہیر اور چادر مزمل

حضراتِ گرامی! ذرا غور کیجئے

اگر امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم سے لگی ہوئی چادر کی یہ کرامت ہے

تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر تطہیر کی کرامات کیا ہوں گی؟

تو جب ان دونوں چادروں کی یہ عظمتیں ہیں تو چادر مزمل کی عظمت کیا ہوگی

اذان، تکبیر اور گھٹی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان دی اور اپنے لعاب دہن سے بھیگی کھجور ان کے دہن مبارک میں ڈال کر گھٹی دی تو امام حسین مسکرا دیئے

فرمایا: بیٹی فاطمہ! پتہ ہے میرا حسین کیوں مسکرایا ہے؟

عرض کیا فرمائیں تو فرمایا:

اس نے مجھے ایک پیغام دیا ہے

نانا جان! آپ نے میرے کان میں اذان دی ہے اور تکبیر فرمائی

اب اس کے بعد نماز کی باری ہے

یقیناً یہ اذان و تکبیر بے مثال ہے

کیونکہ مدینۃ الرسول میں ہو رہی ہے

کیونکہ بیت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں ہو رہی ہے

کیونکہ زبان رسول سے ہو رہی ہے

کیونکہ اہل بیت کے درمیان ہو رہی ہے

اور اب باری ہے نماز کی اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ نماز میں پڑھوں گا

مدینۃ الرسول نہیں ریگزار کربلا ہوگا

بیت فاطمہ نہیں میدان و بیابان ہوگا

اکبر کی جوانی لٹ چکی ہوگی

اصغر کی معصومیت چھن چکی ہوگی

قاسم کا گلا کٹ چکا ہوگا

عباس کے بازو قلم ہو چکے ہوں گے

اہل بیت رسول شہادت　　پا چکے ہوں گے

لاشوں کا ایک　　انبار ہو گا

مرکب کی ننگی پشت پر　　پیاسا حسین سوار ہو گا

تیروں کی　　برسات ہو گی

تلواروں کی　　چھنکار ہو گی

سمت کعبہ　　معلوم نہ ہو گی

اہل بیت کی بیبیاں کربلا سے کوچ کرنے کو تیار ہوں گی

تو تیرا یہ حسین ایسی نماز پڑھے گا کہ تا حشر لوگ یاد کرتے رہیں گے

؎ نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

ایسی نماز پڑھوں گا کہ جس کی صدائے بازگشت آپ اپنے گنبد خضریٰ میں سماع فرمالیں گے

کہ

؎ سجدے میں سر گلے پہ چھری اور تین دن کی پیاس
ایسی نماز پھر نہ ہوئی کربلا کے بعد

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ
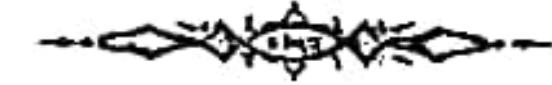
چوتھا خطبہ: ماہِ شعبان المعظم

رحمتِ خداوندی وسیع ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ - صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

رحمت خداوندی

گرامی قدر سامعین!

ماہِ شعبان المعظم ہے پھر شب برأت کا موقع ہے اور رحمتِ خداوندی اپنے پورے جوش پر ہے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں ایک مرتبہ پھر ہمیں یہ موقع مرحمت فرمایا ہے کہ اس کی رحمت کو وسیلہ بنا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں اور اس کے دربار

میں عرض کریں کہ

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا ای میرا

ایک میں ہے کیا تیری رحمت کا ایک قطرہ تو ہم سب کے لئے کافی ووافی ہے

میرا یہ عقیدہ ہے

نہیں نہیں بلکہ مجھ گنہگار کا عقیدہ یہ ہے کہ

اس ساری زمین کے اوپر چلنے والے تمام گنہگاروں کے گناہ ہوں ایک طرف

اور اس خلاق عالم جل جلالہ کی رحمت کا صرف ایک قطرہ ایک طرف

تو یہ تمام تر گناہ اس قطرۂ رحمت میں ایسے ہی گم ہو جائیں گے جیسے سمندر میں ایک قطرہ گم ہو جاتا ہے

کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

؎ جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نہیں میرے پلے
جے میں ویکھاں رحمت تیری بلے بلے بلے

ادھر ایک طرف اس کی رحمت

ادھر دوسری طرف اس کے حبیب علیہ السلام سراپا رحمت

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ 17 سورۃ الانبیاء آیت نمبر 107)

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر

سارے عالمین جتنے وسیع اتنی ہی اس سراپا رحمت کی رحمت بھی وسیع

حضرت صائم چشتی علیہ الرحمت کہتے ہیں

؎ اوندی عملاں دے ولوں سی صائم شرم رکھ لیا کملی والے نے ساہڈا بھرم
دن قیامت دے سوہنے دی نظر کرم ساہڈے جہے عیب کاراں دے کم آ گئی

اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت تاجدار بریلی مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمت

فرماتے ہیں

؎ ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

اور شاہباز خطابت افتخار ملت حضرت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن طارق آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

رحمت ربّ دی ٹھاٹھاں پئی ماردی اے کون ایڈا وڈا گنہگار آیا
رولا پے گیا حشر میدان اندر افتخار آیا اوہ افتخار آیا

یہ عقیدہ بالکل درست ہے

حضرات گرامی!

فقیر کا یہ عقیدہ

حضرت صائم کا یہ نظریہ

اعلیٰ حضرت بریلوی کا یہ اعتقاد

افتخار ملت کا یہ ارشاد

بالکل درست ہے

جی ہاں! بالکل درست کیونکہ ذات باری خود ارشاد فرماتی ہے کہ

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (پ 9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 156)

اور میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے۔

شَيْءٍ کی وسعت

سامعین مکرم!

اب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمت کی وسعت کا مشاہدہ کرنے کے لئے پہلے شئے کا مشاہدہ کرنا ہوگا کہ یہ شئے کتنی وسیع ہے جبھی تو وسعت رحمت باری کا پتہ چل سکے گا

مثال کے طور پر کوئی صاحب کہتے ہیں کہ زید کا کمرہ عمرو کے کمرہ سے وسیع ہے

تو پہلے دیکھیں گے عمرو کا کمرہ

اگر وہ بارہ بائی بارہ فٹ ہے تو پھر دیکھیں گے زید کا کمرہ

اگر زید کا کمرہ چوبیس بائی چوبیس فٹ ہے تو واقعی عمرو کے کمرہ سے وسیع ہے

اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے تو آیئے پہلے معلوم کریں کہ یہ شئے کتنی وسیع ہے

شئے کیا ہے؟

شئے کیا ہے اور شئے کسے کہتے ہیں۔

سنیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (پ 23 سورۂ یٰسین)

سوائے اس کے نہیں کہ جب وہ (اللہ تعالیٰ) کسی شئے کا ارادہ فرمائے تو فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

اس ارشاد خداوندی سے پتہ چلا کہ شئے وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کن کہہ کر وجود بخشا' معلوم ہوا

آسمان بھی — شئے میں شامل

زمین بھی — شئے میں شامل

سورج بھی — شئے میں شامل

چاند بھی — شئے میں شامل

ستارے بھی — شئے میں شامل

چودہ طبق اس — شئے میں شامل

یہ ساری کی ساری کائنات — شئے میں شامل

کیونکہ یہ سب کچھ مظہر کن فیکون ہے

یہ ہے شئے کی وسعت

اب اس وسعت کو سامنے رکھئے اور ارشاد خداوندی کی تلاوت کیجئے کہ

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (پ98 سورۂ الاعراف آیت نمبر 156)

اور میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے۔

ساری کائنات — ایک شئی

یہ چودہ طبق — ایک شئی

یہ ایک چھوٹا قطرہ ہے — اور اس کی رحمت ایک ناپیدا کنار سمندر

جس طرح قطرہ سمندر میں جائے — تو اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے

اسی طرح ساری کائنات کے گناہ اس کے دامن رحمت میں چلے جائیں تو ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے

وسعت رحمت باری تعالیٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک رحمت تو جنات انسان چوپایوں اور زہریلے جانوروں میں اتاری ہے چنانچہ اسی ایک رحمت کے سبب وہ آپس میں میل ملاپ رکھتے ہیں اور اسی کے سبب وہ آپس میں رحم کرتے ہیں اور اسی کے سبب وحشی جانور اپنے بچوں سے الفت رکھتا ہے اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے رکھ چھوڑی ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے (مؤمن) بندوں پر رحم کرے گا (بخاری ومسلم) اور مسلم نے ایک روایت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کی ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان ننانوے رحمتوں کو اس رحمت کے ساتھ (جو دنیا میں اتاری گئی ہے) پورا فرمائے گا۔ (مشکوۃ شریف ص 207)

ساری دنیا اور تا قیام قیامت جتنی بھی رحمت ہے اللہ کی ایک رحمت کا ظہور ہے

وہ کیسا رحیم ہوگا جس کی ایک رحمت اتنی بڑی ہے اور پھر اس کا حبیب بھی سراپا رحمت و کرم ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے جن میں ایک عورت بھی تھی (اور دودھ کی کثرت کی وجہ سے) اس کی چھاتیاں بہہ رہی تھیں (کیونکہ اس کا بچہ نہیں تھا جو اس کا دودھ پیتا) وہ اپنے دودھ پلانے کی خاطر کسی بچہ کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑتی تھی چنانچہ جب وہ قیدیوں میں سے کسی بچہ کو پالیتی تو (اپنے بچہ کی محبت میں) اسے لے کر اپنے پیٹ سے لگاتی اسے دودھ پلانے لگتی (یہ دیکھ کر) نبی کریم علیہ السلام سے فرمایا'' کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈالے گی؟ (یعنی جب یہ غیر کے بچے کے ساتھ اتنی محبت کرتی ہے تو کیا اس بات کا خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟) ہم نے عرض کیا ہرگز نہیں ڈالے گی بشرطیکہ ڈالنے کی قدرت رکھتی ہو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ عورت جتنا اپنے بچے پر رحم و پیار کرتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے (مؤمن) بندوں پر اس سے کہیں زیادہ رحم و پیار کرتا ہے۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص 207)

میرا اللہ بھی کریم اس کا محمد بھی کریم
دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

اور کسی فارسی کے شاعر نے فرمایا کہ

یا ربّ تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

قرآن کریم فرماتا ہے:

فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ (پ ۱ سورۃ النمل آیت نمبر 40)

بے شک میرا ربّ غنی ہے کریم ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ (پ30 سورۃ التکویر آیت نمبر 19)

بے شک یہ (قرآن) قول رسول کریم ہے۔

اللہ بھی کریم
رسول اللہ بھی کریم
تو پھر دو کریموں میں گنہگار کی بن آئی ہے

اور پنجابی والا بولا کہ

فضل تیرے دی آس کریما ہور غرور نہیں کوئی
صدقہ اپنے پاک نبی دا بخش خطا جو ہوئی

ایک نومسلم نوجوان کا واقعہ

حضراتِ محترم!

اپنے وقت کے عظیم محدث اور صوفی بزرگ حضرت مولانا غلام رسول عالم پوری نے ایک کتاب لکھی ہے جو امام غزالی علیہ الرحمت کی کتاب احسن القصص اور قرآن کریم کی سورۃ یوسف کا پنجابی ترجمہ ہے سارا منظوم ہے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن جو کشمیری بازار لاہور سے شائع ہوا تھا اس کے ابتدائیے میں وہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں بڑی توجہ سے سماع فرمائیے

وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ایک صحابی نے اپنے گاؤں میں جا کر حسب الحکم تبلیغ دین فرمائی تو بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے

تو ان میں سے ایک نوجوان جس نے ابھی نبی کریم علیہ السلام کی زیارت نہ کی تھی وہ طواف کعبہ کے شوق سے مکہ مکرمہ آیا اور طواف میں مشغول ہو گیا

اتفاق سے سرکار دو عالم ﷺ اور چند صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اس وقت طواف فرما رہے تھے

اس نوجوان نے طواف کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ میں تو ابھی نیا نیا مسلمان ہوا

ہوں

نماز مجھے نہیں آتی

زکوٰۃ کا مجھے علم نہیں

روزہ کا مجھے پتہ نہیں

حج کا طریقہ مجھے آتا نہیں

شوق سے طواف کرنے تو آ گیا ہوں لیکن دعائیں مجھے آتی نہیں کہ

پہلے چکر میں	کون سی دعا پڑھنی ہے؟
دوسرے چکر میں	کون سی دعا پڑھنی ہے؟
تیسرے چکر میں	کیا کیا پڑھنا ہے؟
طواف کے چکروں میں	کیا کیا پڑھنا ہے؟
کچھ بھی معلوم نہیں	تو اب کیا کروں؟

سوچتے سوچتے دل نے آواز دی

اگر تجھے اور کچھ نہیں آتا تو اپنے اللہ کا نام تو آتا ہے

بس وہی پڑھ

یا کریم یا کریم کا ورد

محترم حضرات

اس نوجوان نے طواف شروع کیا اور پڑھنے لگا۔

یَا کَرِیْمُ   یَا کَرِیْمُ   یَا کَرِیْمُ

آپ جانتے ہیں کہ یہ دیہاتی لوگ جب اپنے انداز اور اپنی لَے میں کچھ گاتے ہیں تو عجیب محبت و ذوق سے گاتے ہیں اور بڑی بلند آواز سے گاتے ہیں۔

اس نے اپنے پرسوز مترنم لہجے میں یا کریم یا کریم پڑھنا شروع کر دیا اور چکر لگانے لگا وہ بڑی مستی و جذب میں پورے انہماک اور ذوق وشوق سے پڑھ رہا تھا

ادھر نبی کریم علیہ السلام اس کے پیچھے پیچھے سنتے جا رہے تھے اور صحابہ حضور کے ساتھ تھے

اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ چودہ طبق کا سلطان مجھے ملاحظہ فرما رہا ہے اور میری آواز سماع کر رہا ہے' وہ اپنی مستی میں مست تھا

؎ دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

میرے آقا علیہ السلام کو اس کا یہ پڑھنا پسند آ گیا

واہ رے نوجوان

تیری قسمت پر لاکھوں سوز و ساز والے قربان

جس کا سوز	میرے آقا کو پسند آ گیا
جس کا ساز	میرے مولا کو پسند آ گیا
جس کا پڑھنا	میرے نبی کو پسند آ گیا

میری سرکار نے اپنے صحابہ کو اشارہ فرمایا:

اے صحابہ! آگے بڑھنا ذرا غور سے سنو کہ اس نوجوان کے منہ سے یَا کَرِیْمُ کتنا پیارا لگتا ہے پیچھے پیچھے رہو اور سنتے جاؤ

صحابہ کرام حسب الحکم پیچھے پیچھے دوڑنے اور سننے لگے

جب اس نے محسوس کیا کہ یہ لوگ مجھے ہی دیکھ رہے ہیں تو رُک گیا اور کہنے لگا

بھائیو! رُک کیوں گئے ہو؟ طواف کیوں نہیں کرتے

حضور نے فرمایا: تیرے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن رہے ہیں اور پھر تیری طرح ہم بھی پڑھ رہے ہیں' وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اللہ کا محبوب ہے

جواب میں بولا! ہوا کیا کہ میں دیہاتی ہوں اور تم شہری ہو

تم لوگوں نے دیہاتی سمجھ کر مجھے مذاق کرنا شروع کر دیا ہے

صحابہ کرام آگے بڑھنے لگے تاکہ اسے پکڑیں اور بتائیں کہ تو نبی کریم علیہ السلام سے نازیبا گفتگو کررہا ہے مگر سرکار نے منع فرمادیا

اس نے چکر پورا کیا اور پھر حضور سے اسی طرح مخاطب ہوا اور کہا

باز آجاؤ ورنہ میں تمہاری شکایت اپنے نبی سے کردوں گا

ساتھ ہی نہایت غور سے

والضحیٰ کا	مکھڑا دیکھا
واللیل کی	زلفیں دیکھیں
مازاغ کا	کاجل دیکھا
الم نشرح کا	سینۂ بے کینہ دیکھا

بڑے انہماک سے حسنِ مصطفیٰ دیکھا تو وجد میں آگیا اور کہنے لگا

دل تو یہی چاہتا تھا کہ تیری شکایت اپنے نبی سے کروں

مگر تو تو اتنا خوبصورت ہے حسین وجمیل ہے کہ تیری شکایت کرنے کو جی نہیں چاہتا

؎ تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہوتا کہیں بھی یہ آفتاب نہیں

پھر طواف شروع کرنے لگا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان پھر پیچھے چلنے لگے

اس نے پھر روکا اور کہا میرا مذاق نہ اڑاؤ میں تمہاری شکایت کردوں گا

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

حضراتِ گرامی!

میرے آقا علیہ السلام مسکرائے

؎ یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمت فرماتے ہیں

؎ جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

اور

؎ جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
روتے ہنسا دیئے ہیں جلتے بجھا دیے ہیں

مسکراتے ہوئے سرکار نے فرمایا:

نوجوان: تجھے کس نے بتایا ہے کہ تیرا نبی شکایات بھی سنتا ہے

اس نے کہا: آپ انسانوں کی بات کرتے ہو! میرا نبی تو جانوروں کی بھی سنتا ہے۔

حضور علیہ السلام سب کی سنتے ہیں

حضراتِ سامعین!

احادیث وسیر کی کتابوں میں موجود ہے کہ

اونٹ نے اپنی شکایت حضور کے دربار میں پیش کی

ہرنی نے اپنا استغاثہ سرکار کے حضور عرض کیا

کبوتروں نے اپنی معروضات حضور کو عرض کیں

چڑیوں نے اپنی گزارشات سرکار کو پیش کیں

؎ چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

اور

؎ دی طائروں نے تیری رسالت کی گواہی
بول اُٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی

محبوب دو عالم ہے جدھر دیکھئے' دیکھے
مشتاق نگاہوں کے ادھر بھی ادھر بھی

جانور بولے
گونگوں نے کلام کیا
پتھروں نے سلام کیا
درختوں نے سجدے کئے

شیخ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمت فرماتے ہیں

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

درخت اور اطاعت رسول

ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بولا ''حضور! میں تو ایمان لا چکا ہوں لیکن کوئی نشانی دکھایئے تا کہ میرا ایمان مضبوط ہو جائے''

فرمایا: کیا نشانی چاہتے ہو؟

عرض کیا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ سامنے والے درخت کو بلائیں تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے''

اعرابی کی فرمائش پر حضور نے فرمایا:

''جاؤ میری طرف سے درخت کو کہہ دو کہ تمہیں اللہ کے رسول بلا رہے ہیں''

اعرابی نے درخت کے قریب جا کر کہا:

''درخت! تجھے رسول اللہ ﷺ نے یاد فرمایا ہے''

یہ سنتے ہی درخت چاروں طرف جھکا جڑوں کو زمین سے منقطع کیا اور زمین پر رینگتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا

درخت نے حضور کو سلام عرض کیا اور اعرابی یہ دیکھ کر بول اُٹھا

''بس یہ کافی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!''

حضور نے درخت کو حکم فرمایا تو وہ دوبارہ اپنے مقام پر چلا گیا۔

(جامع المعجزات اُردو ص 193 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

درختوں نے پردہ کیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک وادی میں اُترے رات وہیں قیام کیا صبح ہوئی تو حضور قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے وہاں کوئی باپردہ جگہ نہ تھی آپ نے وادی کے کنارے دو درخت دیکھے آپ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا:

''اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر''

پھر حضور دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنی کو بھی حضور نے پکڑ کر فرمایا:

''اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر''

اس کے بعد حضور نے دونوں درختوں کو حکم فرمایا:

''مجھ پر پردہ ڈالو''

دونوں درختوں نے حضور پر اپنی ٹہنیاں جھکا کر پردہ کر دیا آپ نے قضائے حاجت فرمائی

جابر کہتے ہیں کہ حضور فارغ ہوئے تو میں انہیں کی طرف آ رہا تھا میں نے دیکھا کہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس جا رہے تھے۔ (جامع المعجزات ص 212)

بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

درخت گواہ بنا رسالت کا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے ایک اعرابی آیا حضور ﷺ نے اسے فرمایا:

''کلمہ پڑھو''

اس نے عرض کیا

''آپ جو فرما رہے ہیں اس پر گواہ کون ہے''؟

حضور نے فرمایا:

''سامنے والا درخت''

وادی کے ایک درخت کو حضور نے بلایا درخت فرمانبردار بن کر حاضر ہوگیا اور اسی درخت نے تین مرتبہ کہا

''آپ رسول اللہ ہیں''

یہ کہہ کر درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (جامع المعجزات ص224)

بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

کھجور کے پھل کی گواہی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ ایک بدو نے حضور علیہ السلام سے کہا:

''کیا ثبوت ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟
آپ کھجور کے پھل سے کہیے کہ وہ آپ کی رسالت کی گواہی دے''

حضور علیہ السلام نے پکارا تو کھجور کا پھل درخت سے ٹوٹ کر حضور کے قدموں میں گرنے لگا کھجوروں سے آواز آئی

''ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں''

یہ سنتے ہی بدو پکار اُٹھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(جامع المعجزات ص225)

بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

کیا درخت سنتا دیکھتا سمجھتا ہے؟

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بتائیے
درخت کے کان ہیں جو سنیں؟
درخت کی آنکھیں ہیں جو دیکھیں؟
درخت کے پاس عقل ہے جو سمجھے؟
بغیر کان کے میرے آقا نے درخت کو سنوا دیا
بغیر آنکھوں کے حضور نے درخت کو دکھلا دیا
اور بغیر عقل کے نبی کریم ﷺ نے درخت کو سمجھا دیا
چھ چھ سال سات فٹ کے بے وقوف مولویو!
اس درخت کو دیکھو اور سبق سیکھو
درخت آئے
درخت بولے
درختوں نے سائے کئے
پھلوں نے گواہی دی
نہیں نہیں بھیڑیے نے گواہی دی

بھیڑیے کی گواہی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ریوڑ پر بھیڑیے نے حملہ کیا اور

بکری کو دبوچ لیا چرواہے نے دوڑ کر بھیڑیے سے بکری آزاد کروالی بھیڑیا ایک
پہاڑی پر چڑھ کر بولا:

''چرواہے تو نے مجھ سے میرا رزق چھین لیا ہے''

چرواہے نے بھیڑیے کو کلام کرتے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگا

''خدا کی قسم! کتنے تعجب کی بات ہے کہ میں نے آج تک بھیڑیے کو
انسان کی طرح بات کرتے نہیں سنا تھا''

بھیڑیے نے چرواہے سے کہا:

''اس سے بھی زیادہ تعجب تم لوگوں پر ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت
محمد رسول اللہ ﷺ تمہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور تم لوگ ہو کہ ان
سے فرار کرتے ہو ان کی بات تک سننا گوارا نہیں کرتے''

چرواہا یہودی تھا وہ فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا بھیڑیے کی داستان سنا کر
کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ (جامع المعجزات ص 226)

بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

حضور علیہ السلام جانوروں کی بھی سنتے ہیں

حضراتِ گرامی!

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس نوجوان نے کہا کہ میرے نبی تو جانوروں کی
شکایات بھی سنتے ہیں ملاحظہ ہو

اونٹ کی شکایت

میرے آقا علیہ السلام ایک دن مسجد کے دروازہ پر جلوہ افروز تھے
آپ کے ارد گرد آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حاضر تھے کہ ناگاہ ایک
اونٹ آپ کی بارگاہ میں استغاثہ لئے حاضر ہوا

آپ نے فرمایا: کیا حاجت ہے؟

اونٹ فصیح زبان میں بولا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''آقا مجھے اس قوم سے بچائیے''

آپ نے پوچھا: ہوا کیا؟

اونٹ بولا

''حضور یہ لوگ نمازوں سے غافل ہیں''

حضور نے فرمایا:

''یہ تو منافقین کی علامت ہے''

اونٹ کا یہ قصہ سن کر اس کی ساری قوم نے توبہ کر لی۔ (جامع المعجزات ص 267)

اونٹ بارگاہ نبوی میں استغاثہ کرتا ہے

ارے انسان نما اونٹو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم رسول اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں
استغاثہ پیش کرنے کو شرک کہتے ہو

جانور حضور سے فریاد کرتے ہیں

حضرت یعلیٰ ابن مرہ ثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین
چیزیں دیکھیں جبکہ ہم حضور کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گزرے جس
پر پانی دیا جا رہا تھا حضور کو اونٹ نے دیکھا تو چیخا اور اپنی گردن رکھی اس پر نبی کریم
علیہ التحیۃ والتسلیم کھڑے ہو گئے فرمایا

اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟

وہ حضور کے پاس حاضر ہوا فرمایا: اسے میرے ہاتھ بیچ دے

اس نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اسے حضور کو ہبہ کرتے ہیں یہ ایسے گھر والوں کا
ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعۂ معاش نہیں

فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی
کی شکایت نہ کی تم اس سے اچھا سلوک کرو

(مشکوٰۃ شریف ص 540 مرأت شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 8 ص 206)

آگے حدیث طویل ہے

معلوم ہوا

جانور اپنے استغاثے حضور کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے

حضور علیہ السلام جانوروں کی بولیاں بھی سمجھتے تھے

جانور تک حضور کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے

اب جو انسان ہو کر اس عقیدہ کا منکر ہو وہ ان جانوروں سے بھی بدتر ہوا
کہ نا اور یہ بھی پتہ چلا کہ جس کی کہیں نہ سنی جائے اس کی حضور کی بارگاہِ
میں سنی جاتی ہے

؎ بے یارو مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یارو مددگار بنایا

ہرنی کا استغاثہ

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ وسلم ایک صحرا میں تھے کہ آپ نے ایک ہاتف کو
تین دفعہ یا رسول اللہ کہتے سنا آپ نے دیکھا کہ ایک ہرنی ایک کمرے میں بندھی
ہوئی ہے اور ایک بدو چادر اوڑھے ہوئے دھوپ میں سو رہا ہے

ہرنی سے پوچھا: مجھ سے تیرا کیا کام ہے؟

کہنے لگی! اس بدو نے مجھے پھانس لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں
مجھے آزاد کیجئے تا کہ میں انہیں دودھ پلا آؤں میں پلا کر لوٹ آؤں گی

دریافت فرمایا: کیا تو وعدہ پورا کرے گی؟

کہنے لگی! خدا مجھے عشر جمع کرنے والوں کا سا عذاب دے اگر میں واپس نہ
آؤں

آپ نے اسے آزاد کر دیا' وہ گئی' واپس آ گئی اور آپ نے اسے باندھ دیا

بدو جاگ اُٹھا پوچھا یا رسول اللہ! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں

فرمایا: اس ہرنی کو چھوڑ دو

اس نے تعمیل کی

''ہرنی خوشی سے بھاگتی تھی اور پاؤں زمین پر مارتے ہوئے کلمہ شہادت
پڑھتی جاتی تھی''۔ (انوار محمدیہ از امام نبھانی اردو ص 357 مطبوعہ لاہور)

حضرات! ہرنی نے استغاثہ پیش کیا

اونٹ نے استغاثہ پیش کیا

سورج چاند ستارے شجر و حجر سب تابع

امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ
شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

کبوتری کا استغاثہ

محدثین کرام نے ایک اور ایمان افروز واقعہ نقل فرمایا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ
والسلام اپنے صحابہ سے محو گفتگو تھے کہ ایک کبوتری آئی اور نبی کریم علیہ السلام کے
دست اقدس پر بیٹھ گئی محدث ابن جوزی کہتے ہیں کہ

سرکار نے فرمایا:

اے میرے صحابہ! تم ذرا گفتگو مؤخر کرو تا کہ میں اس کبوتری کی بات سن لوں'

سرکار نے اپنے مبارک کانوں کے قریب اسے کیا اور تھوڑی دیر بعد فرمایا

سامنے جو باغ ہے اس کے مالک کو بلایا جائے

باغ کا مالک حاضر ہوا

فرمایا کہ تو نے فلاں درخت کا سودا فلاں آدمی سے کرلیا ہے؟

عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ

فرمایا: یہ کبوتری رو رو کر میری بارگاہ میں فریاد کرتی ہے کہ اس درخت کا خریدار اس کو کاٹ دے گا اور اس پر میرا گھونسلا ہے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں

حضور ان کا گھونسلا گر گیا تو وہ کدھر جائیں گے؟

فرمایا: اس درخت کی قیمت مجھ سے لے لو اور جب تک اس کبوتری کے بچے جوان نہیں ہو جاتے درخت کو کاٹنے سے خریدار کو باز رکھو

جب بچے گھونسلا چھوڑ دیں تو کاٹ لینا' درخت بھی تمہارا اور قیمت بھی تمہاری۔ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض)

؎ بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

حضور علیہ السلام آج بھی سنتے ہیں

حضراتِ گرامی!

آج بھی سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر ہر قسم کا ہر بولی بولنے والا انسان حاضر ہوتا ہے

اپنی اپنی بولی میں

اپنی اپنی معروضات عرض کرتا ہے

سرکار نے کوئی مترجم نہیں رکھا ہوا

سرکار خود سب کی بولیاں' معروضات' گزارشات' استغاثہ جات سماع فرماتے ہیں اور ان کے مشکلات و حاجات دور فرماتے ہیں

کسی عاشق نے کیا خوب نقشہ کشی کی ہے کہ

؎ روضے دے چوفیرے غلاماں دیاں ٹولیاں
اکو سنن والا اے ہزاراں دیاں بولیاں

اور حضرت حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ

؎ مرادیں مل رہی ہیں شاد شادان کا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضے کی جالی ہے
تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

میں ہی تیرا نبی ہوں پہچان لے

گرامی حضرات!

اس نوجوان نے کہا:

مجھ سے مذاق مت کرو ورنہ میں تمہاری شکایت اپنے نبی سے کردوں گا اور یہ اسے معلوم نہیں کہ وہ نبی کریم سے ہی بے باک گفتگو کا مرتکب ہو رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے جوان!

پھر تیرے نبی کو تجھ سے ملائیں

نوجوان بولا! تین چکر ہو گئے ہیں چار رہتے ہیں پورے کرلیں پھر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے ابھی تک سمجھ نہ پایا کہ میں اپنے نبی سے محوِ گفتگو ہوں

سرکار علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا

ابھی ہی نہ ملا دیں

ابھی بھی نہ سمجھا اور کہنے لگا

چلو باقی چکر بعد میں پورے کرلیں گے پہلے اپنے نبی سے ملتے ہیں

سرکار نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

اے جوان! ذرا غور سے دیکھ اور پہچان

أَنَا نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ

میں تیرا نبی محمد ہی تو ہوں (ﷺ)

جوان گھبرا گیا کہ

میں اتنی بے باک گفتگو حضور سے کرتا رہا

میں حضور کو بھائی کہہ کر مخاطب کرتا رہا

میں حضور کی گستاخی کا مرتکب ہوتا رہا

فوراً قدموں پر گرا اور عرض کیا

یا رسول اللہ! مجھے علم نہ تھا کہ میں اپنے نبی سے محو گفتگو ہوں اور یہ تمام گفتگوئے غیر محتاط مجھ سے سرزد ہوگئی آپ مجھے معاف فرمادیں

جبریل علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں

اتنے میں حضرت جبریل امین بھی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا

یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ اسے معاف فرمائیں یا نہ فرمائیں میں اسے معاف نہیں کروں گا کیونکہ اس نے میرے محبوب کی گستاخیاں کی ہیں

فرمایا: نوجوان یہ جبریل امین علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لائے ہیں

عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ مجھے معاف فرمادیں پھر اللہ تعالیٰ سے بھی بات ہوجائے گی فرمایا: اچھا جا میں نے تجھے معاف کیا

اب نوجوان شیر کی طرح شجاع بن کر کھڑا ہوگیا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ (ﷺ)!

اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

فرمایا: وہ فرماتا ہے کہ میں تیرا حساب ضرور لوں گا

عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! میری طرف سے جبریل علیہ السلام کو فرمادیں کہ

وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کرے کہ

اگر وہ میرا حساب کرے گا تو میں اس کا حساب کروں گا

اور یا رسول اللہ (ﷺ)! میری دعویٰ ہے کہ جیت بھی میری ہوگی

فرمایا جوان! ذرا سوچ تو کیا کہہ رہا ہے

عرض کی حضور میں سچ کہہ رہا ہوں

فرمایا وہ کیسے؟

عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! بروزِ محشر جب میرا نامۂ اعمال کھلے گا تو اللہ ہر گناہ دیکھ کر فرمائے گا کیا تو نے یہ گناہ کیا

میں عرض کروں گا

اے باری تعالیٰ مجھ سے ہوگیا

اسی طرح وہ پوچھتا جائے گا اور میں اقرار کرتا جاؤں گا تو بالآخر میرے گناہوں کا دفتر ختم ہوجائے گا

پھر میں اس کی رحمت شمار کرنا شروع کروں گا جو کبھی ختم نہیں ہوسکتی

تو فرمایئے پھر جیت کس کی ہوگی؟

حضرت جبریل علیہ السلام پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس نوجوان سے فرمادیں

لَا أُحَاسِبُهُ وَلَا يُحَاسِبُنِي (ابتدائیہ یوسف زلیخا مطبوعہ لاہور)

یہ میرا حساب نہ کرے اور میں اس کا حساب نہیں کرتا

فرمایا:

رحمت وسیع ہے

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (پ9 سورۂ اعراف آیت نمبر 156)

اور میری رحمت ہر شئے سے وسیع ہے۔

دعا کیجئے اللہ تعالیٰ فیضان شب برأت اور اپنی خصوصی رحمت سے ہمیں مستفیض ومستفید فرمائے اور ہمارے صغیرہ وکبیرہ تمام گناہ معاف فرما کر اپنی وسعت رحمت کا ظہور فرمائے

آمین

عدل کریں تے تھر تھر کنبن وڈیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون اساں جئے منہ کالے
عدل کریں تے پکڑ یا جاواں فضل کریں چھٹکارا
یا رب تیری رحمت باجھوں ہو گیا جیون بھارا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

پانچواں خطبہ: ماہِ شعبان المعظم

توبہ کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا۔
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ○
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

درود شریف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

انسان خطا کا پتلا ہے

حضراتِ گرامی!
انسان غلطی اور نسیان کا مرکب ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے
اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِّنَ النِّسْيَانِ وَالْخَطَاءِ
انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ

(ترمذی ابن ماجہ داری مشکوۃ شریف ص 204)

ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔

گناہ کا سرزد ہو جانا انسانی فطرت ہے کیونکہ اس کے ساتھ گناہ کا مادہ رکھ دیا گیا ہے

نبی، رسول اور فرشتے معصوم ہیں

علماء اصول نے فرمایا کہ نبی، رسول اور فرشتے گناہوں سے معصوم ہیں اور اولیاء کاملین محفوظ

انبیاء و رسل علیہم السلام گناہوں سے معصوم اس لئے ہیں کہ ان کے احکام و شرائع پر اللہ تعالیٰ کی مشیت غالب ہوتی ہے اور ان کی اقوام ان کی مطیع ہوتی ہیں تو اگر رہنما ہی گنہگار ہو تو قوم کا کیا بنے گا؟

پھر رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوا کرتی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور رسول کا ہر نطق وحی الٰہی سے ہوا کرتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

(پ 29 سورۃ النجم آیت نمبر 4-3)

اور وہ (رسول اللہ) خواہش نفسانی سے نہیں بلکہ وحی الٰہی سے نطق فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وہ دہن جس کی ہر بات وحیٔ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا وہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں بلکہ ان کے سبب سے دوسروں کو گناہوں کی معافی ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

(پ 26 سورۃ الفتح آیت نمبر 3-2-1)

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دے۔

مغفرت ذنب کا مسئلہ

یہ دور بھی عجیب دور ہے کہ آج کے وارثانِ محراب و منبر معاذ اللہ نبی کو گنہگار ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں جیسا کہ اس آیت کا ترجمہ کرنے والوں نے لفظ ذنب سے دھوکہ کھا کر ترجمہ یہ کیا کہ

''تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھے گناہ معاف کر دے''

جس قوم کا نبی گنہگار ہو اس قوم کا اپنا کیا حال ہوگا

اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ

اہلسنّت و جماعت حنفی مکتب فکر کا الحمد للہ عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں کیونکہ وہ بشر ضرور ہیں مگر بے مثال بشر ہیں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان پیدا کیا گیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے تو فرمایا کہ میں نے اپنے شیطان کو مسلمان کر لیا ہے نہایت توجہ طلب بات ہے کہ جس آقا علیہ السلام کا شیطان ہمارے شیطانوں جیسا نہیں وہ آقا خود ہمارے جیسے کس طرح ہو

سکتے ہیں

ملائکہ معصوم ہوتے ہیں

حضراتِ گرامی!

اسی طرح یہ مسلّمہ مسئلہ ہے کہ ملائکہ بھی معصوم ہیں کیونکہ ان کے ساتھ گناہ کا مادہ ہی نہیں پیدا کیا گیا ان کا تو کام ہے کہ

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (پ 1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 30)

اور ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔

میں معاف کرنے والا ہوں

لیکن انسان بتقاضائے بشریت گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے وہ محفوظ بھی رہتا ہے اور اس کے گناہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خلاق عالم جل جلالہ نے توبہ کا راستہ متعین فرما دیا تاکہ اس کی مغفرت کا اظہار بھی ہوتا رہے اور جب حضرت انسان اپنے خالق و مالک کے سامنے نادم ہو کر توبہ کی درخواست کرتا ہے روتا اور گڑگڑاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر مباہات فرماتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ جانتا ہے کہ میں غفور رحیم ہوں اور معاف فرمانے والا ہوں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

(بخاری مسلم مشکوۃ ص203)

جب بندہ (اپنے گناہ کا ندامت و شرمندگی کے ساتھ اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے)۔

گناہ سے توبہ کرنے والا

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ لِمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ (مشکوۃ شریف ص206)

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

اگر تم گناہ نہ کرو تو

ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُلَهُمْ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف ص203)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اُٹھا لے اور (تمہاری جگہ) ایسے لوگ پیدا کردے جو گناہ کریں اور خدا سے بخشش و مغفرت چاہیں اور پھر اللہ انہیں بخشے۔

حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

جے میں وچہ ایڈ گناہ نہ ہوندے باہو تے توں بخشیندوں کنوں ہو

توبۃ النصوحا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (پ28 سورۃ التحریم:8)

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو۔

معلوم ہوا کہ گناہ سرزد ہونے سے بندہ ایمان سے فارغ نہیں ہو جاتا ورنہ آیت کریمہ میں اے ایمان والو نہ فرمایا جاتا

معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنے والا بے ایمان ہو جاتا ہے اور یہ عقیدہ باطل

ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگار کو توبہ کی توفیق ارزانی فرمادے

درجے بلند، گناہ معاف

گرامی قدر سامعین!

توبہ کرنے والا اگر گنہگار ہے تو اللہ اسے توبہ کرنے پر معاف فرمادیتا ہے

توبہ کرنے والا اگر گنہگار نہیں ہے تو اللہ اسے توبہ کرنے پر درجوں میں بلندی عطا فرمادیتا ہے

میرے آقا علیہ السلام باوجود معصوم ہونے کے توبہ واستغفار فرماتے

نبی کریم علیہ السلام کی استغفار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اِنِّی لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً

(مشکوٰۃ ص 302)

بے شک میں دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

ذرا غور کیجئے کہ اللہ کے حبیب علیہ السلام تو گنہگار نہیں ہیں مگر پھر بھی دن میں ستر مرتبہ توبہ واستغفار فرماتے ہیں اور ہم جو سراپا عصیاں و گناہ ہیں کبھی ہمیں توبہ کا خیال بھی نہیں آتا

حضور کس کے لئے استغفار فرماتے تھے؟

حضراتِ گرامی!

سرکار دو عالم ﷺ کس کے لئے توبہ واستغفار فرماتے تھے؟

صاف ظاہر ہے کہ اُمت کے غمخوار لجپال آقا علیہ السلام اپنی امت کے لئے توبہ واستغفار فرماتے تھے کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا کہ

؎ محمد جو رو رو کر دعا مانگتے تھے

خدا سے خدا جانے کیا مانگتے تھے

اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمت فرماتے ہیں

؎ اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا

رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

استغفار کی ترغیب

تو جب حضور علیہ السلام باوجود معصوم ہونے کی اتنی توبہ واستغفار فرماتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کو توبہ واستغفار کی ترغیب دینے کے لئے فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (پ9 سورۃ الانفال آیت نمبر 33)

اور اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب میں مبتلا کرنے والا نہیں جب تک کہ آپ ﷺ ان میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے جب تک وہ استغفار کرتے ہوں۔

دو پناہ گاہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرمایا کرتے تھے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دو ہی پناہ گاہیں تھیں ایک تو اُٹھ گئی دوسری باقی ہے لہٰذا اس دوسری پناہ کو اختیار کرو۔ (مظاہر حق جلد دوم ص 531)

حضور علیہ السلام کی استغفار اب بھی جاری ہے

فقیر عرض کرتا ہے کہ باوجود یکہ نبی کریم علیہ السلام ہم میں سے بظاہر تشریف لے گئے لیکن آپ کی ہمارے لئے استغفار اب بھی جاری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ5 سورۃ النساء آیت نمبر 64)

اور اگر بے شک جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو (اے محبوب) آپ کے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے معافی مانگیں پھر رسول اللہ علیہ السلام اللہ سے ان کے لئے سفارش فرما دیں (استغفار کریں) تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے والا پائیں گے۔

آج بھی ہم گنہگاروں کو حکم ہے

اگر جانوں پہ ظلم کرلو تو میرے محبوب علیہ السلام کے آستانہ نبوت پر حاضری دو اور مجھ سے معافی طلب کرو اور میرا محبوب تمہارے لئے استغفار (سفارش وشفاعت) فرمائے معلوم ہوا کہ سرکار کی اُمت کے لئے استغفار آج بھی جاری ہے اور ہماری استغفار قبول ہی آپکی سفارش سے ہوتی ہے

منگتے کا ہاتھ اُٹھتے ہی آقا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور جناب حافظ محمد حسین صاحب حافظ نے کیا خوب کہا:

پہلیاں قوماں سن کر دیاں پاپ جس دم وگڑ جاندا سی ہر گنہگار دا منہ
بندہ بندہ گناہوں چہ اج رجھیا اج کیوں نئیں وگڑ دا سیہ کار دا منہ
چنگی مندی جگہ توں وی نئیں سنگدا جگہ جگہ تے رہندا اے مار دا منہ
اج وی حافظا غرق جہان ہووے اے پر یارنوں مارا دا یار دا منہ

استغفار باب استفعال ہے

حضراتِ گرامی!

لفظ استغفار باب استفعال سے مصدر ہے اور باب استفعال کی خصوصیت ہے کہ اس میں طلب کرنا پایا جاتا ہے جیسا کہ ''استسقاء'' یعنی بارش طلب کرنا ایسے ہی استغفار یعنی معافی طلب کرنا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا اور دعائے مغفرت کرنا

اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے

اس سے ثابت ہوا کہ اپنے فوت شدگان کے لئے دعائے مغفرت کرنا اس لفظ استغفار سے ثابت ہے اسی لئے ہم ایصال ثواب کی مجالس منعقد کر کے اپنے فوت شدگان کی مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ

بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل البتہ بلند فرمائے گا نیک بندے کا درجہ جنت میں

استغفار سے بلندئ درجات

گرامی قدر حضرات توجہ فرمائیں کہ

انسان مر گیا تو اس کے اعمال کا سلسلہ ہو گیا ختم
کراما کاتبین نے اس کے اعمال کا رجسٹر کر دیا بند
اور اب وہ چلا گیا اپنی قبر میں
اب وہ کوئی نیکی بھی نہیں کرتا
اور وہ کوئی بدی بھی نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اسے جنت عطا فرما دی اور وہ اپنے مقام پر پہنچ گیا پھر وہاں پر ''لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ'' اللہ تعالیٰ نے اس کا درجہ مزید بلند فرما دیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے

اے مولا: دار العمل سے تو میں آ گیا
یہاں پر کوئی عمل میں نے کیا نہیں

تو

فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ

وہ کہتا ہے اے میرے ربّ مجھے یہ (بلند) درجہ کیسے حاصل ہوگیا

فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (احمد مشکوٰۃ شریف ص206)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے بیٹے کی دعائے مغفرت (طلب غفران) کی وجہ سے معلوم ہوا کہ اپنے فوت شدگان کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں

دعا کے لئے وقت مقرر نہیں ہے

حضرات! دعا کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے' اللہ تعالیٰ نے ان اذن عام فرمایا کہ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ24 سورۃ المؤمن آیت نمبر 60)

مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 186)

دعا کرنے والا جب (بھی) دعا کرتا ہے میں قبول کرتا ہوں۔

لہٰذا دعا جب جی چاہے کرو اور جس وقت چاہے مغفرت طلب کرو

دعائے مغفرت صبح کرو
دعائے مغفرت شام کرو
دعائے مغفرت دوپہر کرو
دعائے مغفرت رات کرو
دعائے مغفرت نماز جنازہ سے قبل کرو
دعائے مغفرت نماز جنازہ سے بعد کرو
دعائے مغفرت ستر قدموں پر کرو
دعائے مغفرت گھر میں آکر کرو
دعائے مغفرت تیسرے دن کرو

دعائے مغفرت ساتویں دن کرو
دعائے مغفرت دسویں دن کرو
دعائے مغفرت بیسویں دن کرو
دعائے مغفرت چالیسویں دن کرو
دعائے مغفرت چھ ماہ بعد کرو
دعائے مغفرت سال گزرنے پر کرو
دعائے مغفرت دن مقرر کر کے کرو
دعائے مغفرت بغیر دن مقرر کرنے کے کرو

تیجہ، ساتہ، چہلم، عرس وغیرہ

حضرات ہم جو یہ

تیجہ کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
ساتواں کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
نانواں کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
دسواں کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
بیسواں کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
چہلم کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
ششماہی کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے
سالانہ عرس کرتے ہیں یہ دعائے مغفرت ہے

جس نے اچھا طریقہ جاری کیا

حضرات! جب ہم یہ دلیل دیتے ہیں اور آیات واحادیث پڑھ کر سناتے ہیں تو یہ فرقہ پرست مولوی ملاں جھٹ سے یہ بات کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کیا نبی کریم علیہ السلام نے ایسے فرمایا تھا؟

اگر یہ کارِ ثواب ہے تو حضور نے کیوں نہیں فرمایا؟

تو فقیر عرض کرتا ہے کہ بہت سے اچھے کام ہیں جو یہ مولوی ملاں از خود کرتے ہیں اور ان کا نبی اکرم ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ مثلاً

کیا نبی کریم علیہ السلام نے بخاری کا دورہ پڑھایا تھا؟

کیا نبی کریم علیہ السلام نے اختتام بخاری پر تقریب منعقد فرمائی تھی؟

کیا نبی کریم علیہ السلام نے مدرسہ سے ماہانہ یا سالانہ تنخواہ لی تھی؟

کیا نبی کریم علیہ السلام نے سالانہ جلسہ ہائے دستار فضیلت منعقد فرمائے تھے؟

کیا نبی کریم علیہ السلام نے ان تقریباً کے اشتہارات چھپوائے تھے؟

کیا نبی کریم علیہ السلام نے نماز تراویح با جماعت ادا فرمائی تھی؟

علی ھذا القیاس! یہ سب نیکی کے کام جو تم بھی کرتے ہو اور نبی کریم علیہ السلام نے اس ہیئت سے نہیں فرمائے تو کیا یہ سب کام بدعت اور ضلالت میں شمار کئے جائیں گے

یقیناً نہیں بلکہ انہیں مستحسن قرار دیا جائے گا کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ اَجْرُهَا وَمِثْلُ اَجْرِمَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا (ابن ماجہ شریف ص 18)

جس کسی نے اچھا طریقہ جاری کیا اس پر عمل کیا اس کا اجر اس کے لئے ہے اور جس کسی نے اس طریقہ پر عمل کیا ان سب کی مثل اسے بھی اجر ملے گا اور ان کے اجور سے کچھ کم نہ ہوگا۔

لہٰذا دعا کے لئے ان مواقع کی ایجاد اچھا طریقہ ہے استغفار مؤمنین کا اس لئے موجب اجر و ثواب ہے

توبۃ النصوحا کسے کہتے ہیں؟

گرامی قدر حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (پ28 سورۃ التحریم:8)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرو۔

توبۃ النصوحا کسے کہتے ہیں؟ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم علیہ السلام سے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا التَّوْبَةُ النَّصُوْحُ

یا رسول اللہ (ﷺ)! توبۃ النصوح کس کو کہتے ہیں؟

ارشاد فرمایا:

اَنْ يَّنْدِمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِىْ اَصَابَ فَيَعْتَذِرُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ كَمَا لَا يَعُوْدُ اللَّبَنُ اِلَى الضَّرْعِ .

یعنی جو گناہ بندہ سے سرزد ہو اس پر نادم اور شرمسار ہو بارگاہ الٰہی میں معذرت طلب کرے جس طرح دودھ کھیری میں دوبارہ داخل نہیں ہو سکتا پھر اس سے یہ گناہ صادر نہ ہو۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص 302-303)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سچی توبہ وہ ہے جس میں تین چیزیں جمع ہوں''

1- اس گناہ کو ترک کر دے

2- جو گناہ کر بیٹھا ہے اس پر دل میں ندامت اور شرمندگی محسوس کرے

3- پختہ عزم کرے کہ پھر یہ گناہ نہیں کرے گا

(بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص 303)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت سیّدنا المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

یا اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

فرمایا: اے اعرابی! یہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے

عرض کیا: فرمایئے سچوں کی توبہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جس توبہ میں یہ چھ چیزیں پائی جائیں وہ سچوں کی توبہ ہوتی ہے

1- جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت
2- جو فرض ادا نہیں ہوئے ان کی قضا
3- کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹا دے
4- جس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا ہے اس سے معافی لے لے
5- پختہ عزم کر لے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا
6- جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو بدکاریوں سے فربہ کیا ہے اب اطاعت الٰہی میں اس کو گلا دے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص 303)

اگر ایسی توبہ ہوگی تو پھر مژدہ خداوندی سنیے اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (پ 28 سورۃ التحریم: 8)

قریب ہے تمہارا ربّ دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گا اس روز

رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے (اس روز) ان کا نور ایمان دوڑتا ہو گا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب وہ عرض کریں گے اے ہمارے ربّ مکمل فرما دے ہمارے لئے ہمارا نور اور بخش دے ہمیں بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

تم نے جن گناہوں پر ندامت محسوس کی وہ ختم کر دیئے جائیں گے
تمہیں جنتی بنا دیا جائے گا اور اس کی نہروں کی موجیں تمہاری منتظر ہوں گی
تمہارے لئے نبی استغفار فرماتے رہے لہٰذا اس یوم قیامت میں شفاعت مصطفوی سے ان کی شان دکھا دی جائے گی اور جو اس محبوب پر دل و جان سے ایمان لائے ان کو اذن شفاعت دے کر ان کی بھی عظمت دو بالا کر دی جائے گی کہ ان کے ایمانوں کی روشنیاں ان کے آگے آگے ان کے دائیں طرف دوڑ دوڑ کر ان کی امتیازی حیثیت ظاہر کر رہی ہوں گی۔

کیا اسے توبہ کہتے ہیں؟

حضراتِ گرامی!

کیا ہم نے کبھی نماز چھوڑنے پر ندامت محسوس کی؟
کیا ہم نے کبھی روزے چھوڑنے پر شرمندگی کا احساس کیا؟
کیا ہم گناہ کو سامنے رکھ کر شرمندہ ہوئے؟
اگر کبھی کسی اللہ والے نے ہمارے ضمیروں کو جھنجوڑا تو وقتی طور پر ہم نادم ہوئے جب اس کی مجلس سے اُٹھے باہر نکلے تو پھر وہی گناہ اور ہم گنہگار
کیا اسے توبہ کہتے ہیں؟
مگر وہ ستار العیوب ہم پر کتنا مہربان ہے وہ ان سب باتوں کے باوجود ہمیں معاف فرما دیتا ہے

اللہ تعالیٰ بار بار معاف فرماتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اسی اُمت میں یا گزشتہ امتوں میں سے ایک بندے نے گناہ کیا اور پھر کہنے لگا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا''

کیا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو (جس کو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے) اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے) اس کے گناہ پر مواخذہ کرتا ہے (تو جان لو) میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔

وہ بندہ اس مدت تک کہ اللہ نے چاہا (گناہ کرنے سے) باز رہا اس کے بعد اس نے پھر گناہ کیا اور عرض کیا کہ

اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟

میں نے اس بندے کو بخش دیا

وہ بندہ اس مدت تک کہ اللہ نے چاہا گناہ سے باز رہا

اس کے بعد پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا

اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو معاف فرما دے

اللہ تعالیٰ نے ''فرشتوں سے'' فرمایا

کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟

میں نے اس بندے کو بخش دیا

پس جب تک (وہ استغفار کرتا رہے) جو چاہے کرے

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف ص 203-4)

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بندہ جب تک گناہ کرتا رہے گا اور استغفار کرتا رہے گا میں اس کے گناہ بخشتا رہوں گا نہ کہ یہ مراد ہے کہ بندہ جس قدر چاہے گناہ کرے اور پھر ان گناہوں کی معافی مانگ لے بلکہ استغفار کی فضیلت اور گناہوں کی بخشش میں استغفار کی تاثیر کو بیان کرنا مقصود ہے

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور توبہ کرنے والوں کو پسند کرنے والا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ (پ2 سورۃ البقرہ آیت نمبر 222)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ (پ1 سورۃ البقرہ آیت نمبر 37)

بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) وہی توبہ قبول فرمانے اور نہایت رحم فرمانے والا ہے

اسے بندوں سے تو پیار ہے

مگر گناہ سے نفرت ہے

اس لئے ہمیں توبہ و استغفار کرتے ہی رہنا چاہیے اور اس سے گناہوں سے بچنے کی توفیق مانگتے ہی رہنا چاہیے

اور پھر ہمیں بھی

اس کی مخلوق سے تو پیار کرنا چاہیے

اور گناہوں سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیے

لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ امت میں

(یا گزشتہ امتوں میں سے) ایک شخص نے کہا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا پھر آپ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو میری قسم کھا کر کہتا ہے فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا (وہ) یہ جان لے کہ میں نے اس شخص کو بخش دیا اور تیرے عمل کو ضائع کر دیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص 204)

ایسا کہنے سے کہ اللہ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا

وہ شخص تو بخشا گیا — مگر ایسا کہنے والا مستحق نار ہو گیا

توبہ کرنے والوں سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے

حضراتِ گرامی! اللہ تعالیٰ اپنے توبہ و استغفار کرنے والے بندہ سے بہت ہی خوش ہوتا ہے ملاحظہ ہو حدیث پاک' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا جس کی سواری بیچ جنگل بیابان میں ہو اور پھر وہ جاتی رہی ہو (یعنی گم ہو گئی ہو) اور اس سواری پر اس کا کھانا بھی ہو اور پانی بھی ہو وہ اس کی تلاش (بسیار) کے بعد نا امید ہو جائے اور ایک درخت کے پاس آ کر اپنی سواری سے ناامیدی کی حالت میں (انتہائی مغموم و پریشان) لیٹ جائے اور پھر اسی حالت میں اچانک وہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھ لے چنانچہ وہ اس سواری کی مہار پکڑ کر انتہائی خوشی میں (جذبات سے مغلوب ہو کر) یہ کہہ بیٹھے ''اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا ربّ ہوں'' مارے خوشی کی زیادتی کے اس کی زبان سے یہ غلط الفاظ نکل جائیں'' اسے مسلم نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص 203)

نبی کریم علیہ السلام نے یہ مثال سمجھانے کے لئے ارشاد فرمائی کہ بے انتہا خوشی

کے عالم میں اس کے زبان سے یہ الفاظ نکل جائیں

بلا تشبیہ و مثال اللہ تعالیٰ توبہ و استغفار کرنے والے سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے مگر افسوس ہم کبھی توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے حالانکہ ہم نے

دن میں — گناہ کئے

راتوں میں — گناہ کئے

صبح و شام — گناہ کئے

ہر ہر لمحہ — گناہ کئے

مگر کبھی توبہ کا خیال نہ آیا

حالانکہ شب و روز عبادت و ریاضت کرنے والے اولیاء اللہ جن کی بابت خود ارشاد ربانی ہے کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۔

اور وہ لوگ جو راتیں گزار دیتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدوں اور قیام کی حالت میں وہ لوگ اس کے باوجود ہر لمحہ توبہ و استغفار میں گزارتے ہیں۔

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں کہ

راتیں زاری کر کر رووَن نیندرا کھاں تھیں دھوندے
فجریں او گنہار سداون سب تھیں نیویں ہوندے
رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یار سجن دی ستیاں آن جگا وے

میں عبد القادر جیلانی ہوں

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کے پاس کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش آیا اور کعبۃ اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر رونے اور اپنے گناہوں کی گڑگڑا کر معافی مانگنے لگا بقول میاں صاحب کہ

سہ جے عدل کریں تے تھر تھر کنبن وڈھیاں شاناں والے
جے فضل کریں تے بخشے جاون اساں جہے منہ کالے

تہجد کے وقت بھی میں نے اسے روتے ہوئے پایا
فجر کے وقت بھی میں نے اسے روتے ہوئے پایا
ظہر کے وقت بھی میں نے اسے روتے ہوئے پایا
عصر مغرب عشاء کے وقت بھی میں نے اسے روتے ہوئے پایا

میں نے دل میں خیال کیا کہ اس قدر گریہ کرنے والی اور گناہوں سے توبہ کرنے والی یہ شخصیت کون ہے؟
معلوم تو کروں
میں اس خیال سے اس کی جانب چلا تو وہ اٹھ کر تیزی سے واپس چلنے لگا جیسے کہ وہ میرے دل کی بات سے آگاہ ہو گیا ہو
میں بھی تیزی سے چلا اور جا کر ان کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا کہ حضور آپ کون ہیں؟
انہوں نے نقاب اٹھایا اور فرمایا
أَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ جِيلَانِيْ
میں عبدالقادر جیلانی ہوں

ذرا غور فکر کیجئے

حضرات ذرا سوچئے
یہ شیخ عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ جو حسنی حسینی سیّد ہیں
یہ شیخ عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ جو غوث الاغواث ہیں
یہ شیخ عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ جو تمام ولیوں کے امام ہیں
اور جن کا ارشاد ہے کہ

قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ ۔
میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔
اور جنہوں نے چالیس سال کامل عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے
جن کے متعلق اپنے وقت کے کامل ترین ولی اللہ حضرت غوث بہاء الحق زکریا ملتانی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ

ما ہمہ محتاج تو حاجت روا
المدد یا غوث اعظم سیّدا

اور جن کے متعلق امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
شَانُهٗ فِي الْاَوْلِيَآءِ وَالْاَقْطَابِ كَشَانِيْ فِي الْاَنْبِيَآءِ وَالرُّسُلِ
(سیرت غوث الثقلین)
ان کی شان اولیاء و اقطاب میں ایسے ہے جیسے میری شان انبیاء و رسل میں۔

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء

وہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس قدر گریہ وزاری فرما فرما کر توبہ واستغفار کرتے ہیں تو ہم کس کھیت کی مولی ہیں کہ ہمیں کبھی توبہ واستغفار کا تصور تک نہ آئے

میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں

نبی کریم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں:
يَآ اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِاَةَ مَرَّةٍ
(مشکوۃ شریف ص203)

غرغرہ سے پہلے توبہ کرلو

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ رواہ الترمذی و ابن ماجہ ۔

(مشکوٰۃ شریف ص204)

بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو جائے اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حضراتِ گرامی! غرغرہ انسانی زندگی کا وہ آخری درجہ ہے جب جسم و روح کا تعلق اپنے انقطاع کے انتہائی نقطہ کے بالکل قریب ہوتا ہے جان پورے بدن سے کھنچ کر حلق میں آ جاتی ہے سانس اکھڑ کر صرف غرغر کی سی آواز میں تبدیل ہو جاتا ہے اور زندگی کی بالکل آخری امید بھی یاس و ناامیدی کے درجۂ یقین پر پہنچ جاتی ہے

لہٰذا اس ارشادِ گرامی میں ''جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو جائے'' کا مطلب یہ ہے کہ جب تک موت کا یقین نہیں ہوتا اس وقت تک تو توبہ قبولیت سے نوازی جاتی ہے مگر جب موت کا بالکل یقین ہو جائے یعنی مذکورہ کیفیت شروع ہو جائے تو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی۔ (مظاہرِ حق جلد دوم ص541)

خوفِ خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضراتِ گرامی!

آج کل ہمارا شب و روز کا مشاہدہ ہے کہ جوان تو رہے جوان وہ بوڑھے جن کی عمریں اسی اسی نوے نوے سال ہو چکی ہیں

ہڈیوں میں گودا ختم ہو چکا
عمر ختم ہونے کے قریب ہے
قبر میں ان کی ٹانگیں ہیں

مگر وہ توبہ کی بجائے تاش اور چھکری کھیلتے نظر آتے ہیں

نامعلوم ان کو موت پر یقین نہیں

قبر کی طویل ترین تاریک رات یاد نہیں
حشر کی ہولناک گرمی کا خیال نہیں
؎ دن لہو میں کھونا تجھے، شب نیند بھر سونا تجھے
خوفِ خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ان کے قلوب زنگ آلود ہو چکے ہیں پھر بھی وہ ان گناہوں سے باز نہیں آتے

گناہوں سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی بندہ مؤمن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل (اس نقطہ سیاہ) سے صاف کر دیا جاتا ہے۔

اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر وہ نقطہ چھا جاتا ہے پس یہ ران یعنی زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

یوں ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر یہ اس چیز (گناہ) کا زنگ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

(یہاں تک کہ ان کے دلوں پر خیر و بھلائی بالکل باقی نہیں رہتی)

اس روایت کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے نقل کیا، نیز امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص204)

معلوم ہوا کہ

اگر توبہ کر لے تو اس کے دل کا سیاہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو سارا دل ہی سیاہ ہو جاتا ہے

میں تجھے بخش دوں گا علاوہ شرک کے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے گا اور مجھ سے اُمید رکھے گا میں تجھے بخشوں گا تو نے جو بھی بُرا کیا ہوگا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی (یعنی تو چاہے جتنا بھی بڑا گنہگار ہو تجھے بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے)

اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہو گی

اے ابن آدم اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے ساتھ گناہوں سے بھری ہوئی زمین ہو تو میں تیرے پاس بخشش و مغفرت سے بھری ہوئی زمین لے کر آؤں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف ص 204)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے یہ جانا کہ میں گناہوں کو بخشنے پر قادر ہوں تو میں اسے بخش دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی بشرطیکہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف ص 204)

پتہ چلا کہ

اگر چہ بندہ کے گناہ	آسمان کے تاروں کے برابر بھی کیوں نہ ہو
اگر چہ بندہ کے گناہ	زمین کے ذرّوں کے برابر بھی کیوں نہ ہو
اگر چہ بندہ کے گناہ	دریا کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں

اگر چہ بندہ کے گناہ	درختوں کے پتوں کے برابر بھی کیوں نہ ہوں

اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ ان کو بخش دے مگر بندہ اللہ سے بخشش طلب تو کرے

؎ اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے تے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مولا دیکھے پردے پاون والا

فرمایا:

تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (پ28 سورۃ التحریم آیت نمبر 8)

اللہ کے سامنے (سچے دل سے) پکی توبہ کرو۔

مبارکباد ہے کثرت استغفار کرنے والوں کو

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد نے فرمایا:

طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا (مظاہر حق جلد دوم ص 539)

مبارک باد ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کی کثرت پائی۔

توبہ کی کثرت	گناہوں کو مٹا دیتی ہے
استغفار کی کثرت	جرم و عصیاں کو صاف کر دیتی ہے

سو آدمیوں کا قاتل اور اس کی مغفرت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں) ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا اور پھر (لوگوں سے) یہ پوچھنے نکلا (کہ اگر میں توبہ کرلوں تو وہ توبہ قبول ہوگی یا نہیں) چنانچہ وہ ایک راہب (مولوی) کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ کیا (اس اتنے بڑے گناہ سے یا اس اتنے بڑے گناہ کرنے والے کے لئے) توبہ ہے؟ یعنی کہ کیا اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں اس راہب نے کہا نہیں (اس نے

سوچا کہ توبہ تو قبول ہوگی نہیں کیوں نہ اس موٹی مچھلی کو بھی ٹھکانے لگا دوں) اس نے (یہ سنتے ہی) مولوی صاحب کو بھی قتل کر دیا اور پھر (دوسرے لوگوں) سے پوچھتا پھرنے لگا (کیونکہ دل میں توبہ کی چنگاری پھوٹ چکی تھی) بقول شاعر

آیا ہوں تیرے در پہ کچھ کر کے ہٹوں گا
کر دے میرا فیصلہ نہیں تو مر کے ہٹوں گا

اور

وہ لگا کے آگ چلے گئے وہ لگی ہوئی ہے بجھی نہیں
وہی آبلے ہیں وہی جلن ابھی سوز دل میں کمی نہیں

اس کا دل توبہ واستغفار کے لئے مچل رہا تھا چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب وہ لوگوں سے پوچھتا پھرنے لگا کہ (میری توبہ قبول ہوسکتی ہے کہ نہیں) تو ایک (اللہ والے فقیر) شخص نے اس سے کہا کہ تم فلاں بستی میں جاؤ وہ ایسی اور ایسی ہے (یعنی اس نے اس بستی کا نام لیا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت اچھی بستی ہے وہاں کچھ اللہ والے رہتے ہیں) جو تمہیں تمہاری توبہ قبول ہونے کا مژدہ سنائیں گے

چنانچہ وہ اس بستی کی طرف چل کھڑا ہوا ابھی آدھے راستے پر پہنچ پایا تھا کہ اچانک اسے موت نے آ بوچا (یعنی اسے موت کی علامت محسوس ہوئی) تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا اور پھر اس کی روح قبض کرنے کے وقت رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے (ملک الموت سے) جھگڑنے لگے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جس کی طرف وہ توبہ کی نیت سے جا رہا تھا) حکم فرمایا کہ وہ میت کے قریب آ جائے اور اس بستی کو جہاں سے وہ قتل کر کے آ رہا تھا حکم دیا کہ وہ میت سے دور ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا تم دونوں بستیوں کے درمیان پیمائش کرو

اگر میت اس بستی سے قریب ہے جہاں وہ توبہ کرنے جا رہا تھا تو اسے رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا جائے

اور اگر اس بستی کے قریب ہو جہاں سے وہ قتل کر کے آ رہا تھا تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کیا جائے

چنانچہ جب فرشتوں نے پیمائش کی تو وہ توبہ کے لئے جس بستی کے قریب جا رہا تھا اس سے ایک بالشت کے قریب پایا گیا پس حق تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(بخاری مسلم مشکوٰۃ ص 203)

اللہ کی رحمت کے مراکز

حضراتِ گرامی!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (پ 8 سورۃ الاعراف آیت نمبر 56)

بے شک اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے

جب وہ نیکو کاروں کی بستی کی طرف چلا تو اللہ کی رحمت نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا حالانکہ وہ جہاں سے آخری قتل کر کے چلا تھا وہ بظاہر قریب تھی

اللہ تعالیٰ نے — نہ اس کے ایک سو قتل کو دیکھا
اللہ تعالیٰ نے — نہ اس قتل کرنے والی جگہ کو دیکھا
بلکہ اپنے مقبول بندوں کی — بستی کی طرف اس کے آنے کو ملاحظہ فرمایا اور اسے بخش دیا

معلوم ہوا کہ

جہاں اللہ والے رہتے ہوں
جہاں اولیائے کاملین کا بسیرا ہو
جس جگہ بزرگان دین آرام فرما رہے ہوں

وہ جگہ اللہ کی بخشش و مغفرت کا مرکز ہوا کرتی ہے

لہٰذا

غوث اعظم علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
داتا ہجویری علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
خواجہ اجمیری علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
صابر پیا علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
مجدد الف ثانی علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
تاجدار گولڑہ علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
خواجہ شمس العارفین کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
امام احمد رضا علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
سرکار لاثانی علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
امیر ملت علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
محدث اعظم علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے
امام خطابت علیہ الرحمت کا مزار پُرانوار مغفرت خداوندی کا مرکز ہے

اس لئے ہم وہاں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی توبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

تیرے در تے ساقیا اے مست اوندے رہن گے
چم کے چوکھٹ تیری ربّ نوں مناوندے رہن گے
ایہہ ولی اللہ دے پیارے مصطفیٰ دے لاڈلے
در تے آون والیاں نوں خیر پوندے رہن گے

ابھی وہ قاتل چلا تھا پہنچا نہ تھا

حضراتِ گرامی!

ابھی وہ سو آدمیوں کا قاتل اس اہل اللہ کی بستی کی طرف چلا تھا وہاں پہنچا نہ تھا

تو بخشا گیا تو کیا جو اہل اللہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں وہ نہ بخشے جائیں گے؟

کیا میں اپنے مرشد گرامی حضور نقش لاثانی علی پوری کی بستی علی پور سیّداں شریف پہنچ کر بھی نہ بخشا جاؤں گا؟

یقیناً اگر اس بستی کی نیت کر کے چلنے والا راستہ میں دم توڑ دے تو بخشا جاتا ہے تو میں بستی میں اپنے مرشد گرامی کے مزار پر انوار پر پہنچ گیا تو میں بھی بخشا گیا

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

اور

نگاہ پیر کامل نے میری فطرت بدل ڈالی
ذرا سی دیر میں بد بخت کی قسمت بدل ڈالی

مبارکباد ہے ان کے لئے جو صحبت اہل اللہ میں رہتے ہیں

مبارکباد ہے ان کے لئے جو اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں۔ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ (مشکوٰۃ شریف ص197)

ان کی صحبت میں بیٹھنے والے شقی و بد بخت نہیں ہوتے۔

تیرے در کے جو فقیر ہوتے ہیں
آدمی بینظیر ہوتے ہیں
تیری محفل میں بیٹھنے والے
کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

صحبت اولیاء کی برکات

صحبت اولیاء کاملین میں رہنے والا تو کتا بھی جنتی ہوا کرتا ہے۔ اصحاب کہف کا کتا جنتی ہے جو ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا اور پھر اس غار کے منہ پر ہاتھ پھیلا کر بیٹھا

رہا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (پ15 سورۂ الکہف آیت نمبر 18)

اور ان (اصحاب کہف) کا کتا بازو پھیلائے ہوئے غار پر بیٹھا تھا۔

اور امام غزالی احسن القصص میں اور امام صفوری نزہت المجالس میں فرماتے ہیں:

يَكُوْنُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعًا اَشْيَاءَ مِّنْ غَيْرِ جِنْسِ بَنِيْ آدَمَ .

فِيْلُ اَصْحَابِ الْفِيْلِ

وَكَلْبُ اَصْحَابِ الْكَهْفِ

وَذِئْبُ يَعْقُوْبَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)

وَدُلْدُلُ عَلِيٍّ (كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ)

وَنَاقَةُ صَالِحٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)

وَحِمَارُ عِيْسٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اَوْ عُزَيْرَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)

وَبَغْلَةُ نَبِيِّنَا (ﷺ) (احسن القصص ص 5)

سات چیزیں بنی آدم کے علاوہ جنت میں جائیں گی

1- اصحاب فیل کا ہاتھی (جو نور محمدی کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو گیا تھا)

2- اصحاب کہف کا کتا (جو ان کی صحبت سے فیضیاب ہوا تھا)

3- یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا (جس نے بول کر بتایا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا)

4- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دُلدُل (جس پر میرے مولا سوار ہوتے رہے)

5- حضرت عیسیٰ یا عزیر علیہما السلام کا گدھا (جس پر وہ سوار ہوتے رہے)

6- نبی علیہ السلام کی ناقۂ پاک (جس پر نبی علیہ السلام نے سواری فرمائی)

علامہ صفوری نے مزید فرمایا کہ۔

7- حُوْتُ يُوْنُسَ (علیہ السلام) یونس علیہ السلام کی مچھلی

8- وَكَبْشُ اِسْمٰعِيْلَ (علیہ السلام) اسمٰعیل علیہ السلام کا مینڈھا

9- وَنَمْلَةُ سُلَيْمَانَ (علیہ السلام) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

10- وَهُدْهُدُ بِلْقِيْسَ حضرت بلقیس کا ھدھد (نزہت المجالس جلد نمبر 1 ص 85)

حضراتِ گرامی! یہ تمام انسان تو نہیں ہیں مگر جنتی ہیں

اور بہت سے لمبی لمبی داڑھیوں والے

اونچی اونچی شلواروں والے

ابھرے ہوئے رخساروں والے

اندر دھنسی ہوئی آنکھوں والے

باہر نکلی ہوئی جبینوں والے

آدھی آدھی پنڈلیاں ننگی رکھنے والے جہنمی ہوں گے

حالانکہ یہ لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہوں گے کہ ان کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑھتے ہوں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اُترتا ہوگا

پھر بھی یہ انسان ہو کر جہنمی

اور اصحاب کہف کے کتے نے کوئی نماز نہیں پڑھی ہوگی پھر بھی وہ جنتی

اصحاب فیل کے ہاتھی نے کوئی روزہ نہیں رکھا ہوگا پھر بھی وہ جنتی

علی ھذا القیاس کبھی سوچا اس کی وجہ کیا ہے

پوچھئے کسی مولوی ملاں سے کہ یہ جانور جو احکام شریعت کے مکلف ہی نہیں تو جنتی کیوں؟

نتیجہ سامنے ہے کہ یہ اللہ والوں کی صحبت میں رہے اور حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے

لَا يَشْقِىْ بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ (مشکوۃ شریف ص197)

اللہ ولوں کی صحبت میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوسکتا۔

چاہے وہ انسان ہو

چاہے وہ جانور ہو

سگ اصحاب کہف روزے چند

پے نیکاں گرفت مردم شد

اصحاف کہف کا کتا جنتی

یہ کتا اس لئے بھی جنتی ہے کہ جب ان اصحاب کہف نے اس کو اپنے سے علیحدہ کرنا چاہا تو کتا فصیح زبان میں بولا:

''آپ مجھے اپنے آپ سے دور کیوں کرتے ہیں''۔

کہا:''تیری وجہ سے ہماری مخبری ہو گی اور ہم پکڑ لئے جائیں گے

اس نے کہا: بے فکر رہیں میں چار ٹانگوں والا کتا ہوں جو ولیوں کو بھونکا نہیں کرتا اور وہ دو ٹانگوں والے انسان نما کتے ہوتے ہیں جو ولیوں کو بھونکتے ہیں سنئے

نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکا نہ میں شور مچاواں

پیچھے پیچھے اس لئے آرہا ہوں کہ

شاید رَل صحبت ولیاں دی میں وی بخشیاں جاواں

کتا تو سمجھ گیا کہ ان اللہ والوں کی صحبت کی کیا برکات ہیں۔

مگر یہ مولوی ملاں نہ سمجھ سکے

اللہ! ان سے سادہ لوح مسلمانوں کو محفوظ رکھے

بستی قریب کردی گئی

تو حضراتِ گرامی!

عرض یہ کر رہا تھا سو بندوں کے قاتل کو بخشنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں

کی اس بستی کو اس قاتل کے قریب کردیا

نمبر2: وہ جو گر کر سینے کے بل آگے بڑھا وہی بالشت اس کی اللہ والوں کے قریب ہوگئی تو اس کا کام بن گیا

اس نے ہمت نہ ہاری اور گرتا پڑتا بھی سینے کے بل اہل اللہ کی بستی کی طرف بڑھنے لگا مولوی ملوانے کہتے ہیں ادھر جانا ہی شرک ہے معاذ اللہ

کیا حضور شہداء احد کے مزارات پر تشریف نہ لے گئے تھے

مجھے بتایا جائے کہ کیا شب برأت حضور نبی کریم شہداء احد کے مزارات پر تشریف نہ گئے تھے جیسا کہ ابن ماجہ میں موجود ہے

تو پھر نبی علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنا کیا بدعت ہوتا ہے

کیا حضرت عائشہ ؓ گنبد خضریٰ میں تشریف نہ لے جاتی تھیں تو کیا وہ معاذ اللہ بدعت کا ارتکاب کرتی تھیں

کیا حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا ؓ اپنے شفیق والد محترم کے مزار پر انوار پر تشریف نہ لے جاتی تھیں تو کیا وہ بھی بدعت کا ارتکاب کرتی تھی

مسلم شریف کے حوالہ سے خود محبوب کریم علیہ السلام اپنی اماں حضرت آمنہ ؓ کی قبر اقدس پر تشریف نہ لے گئے اور

بَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ (مسلم شریف جلد ثانی ص)

خود بھی روئے اور اردگرد والوں کو بھی رلایا۔

کیا یہ نبی کریم علیہ السلام کی سنت ہے یا بدعت؟

معلوم ہوا اللہ والوں کی بستی پر رحمتِ خداوندی کا نزول ہوا کرتا ہے اور وہاں حاضر ہونے والا کبھی بد بخت نہیں لوٹ سکتا ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے

بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

بس ایک شرک سے بچو باقی تمام گناہ ان اللہ والوں کی شفاعت سے تمہیں اللہ معاف فرمادے گا

؎ گناہ گاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا

بلکہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

تین گروہ شفاعت کریں گے:

تین گروہ بروزِ محشر شفاعت کریں گے

اَلْاَنْبِیَآءِ، اَلْعُلَمَاءِ، اَلشُّهَدَآءِ

انبیاء بھی شفاعت کریں گے

علماء بھی شفاعت کریں گے

شہداء بھی شفاعت کریں گے (ابن ماجہ ص ۳۲۰)

رمضان اور قرآن شفاعت کریں گے:

اور پھر رمضان و قرآن بھی تمہاری شفاعت کریں گے

اَلصَّوْمُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۔(مشکوٰۃ)

روزہ اور قرآن قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔

قرآن بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا:

سخت گرمیوں میں موسم کی حدت اور گرمی کی شدت میں دن رات یہ شخص مجھے تلاوت کرتا رہا

اب یا تو فرمایا جائے کہ میں تیری کتاب نہیں ہوں؟

یا پھر اسے میرے ساتھ جنت میں بھیج دیا جائے

روزہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا:

سخت سردیوں کی ٹھنڈی یخ بستہ راتوں میں یہ شخص اٹھتا اور سحری کھاتا

پھر سارا دن میرے احترام میں کچھ نہ پیتا کھاتا

اب یا تو فرمادے کہ میں تیرے دین کا اہم رکن نہیں ہوں؟

اور اگر واقعی میں دین کا اہم رکن ہوں تو اسے میرے ساتھ جنت میں بھیج

اہل اللہ شفاعت کریں گے:

اہل اللہ شفاعت کریں گے

ایک اللہ والے بزرگ اپنی قطار میں موجود ہوں گے کہ ایک آدمی آجائے گا اور کہے گا

اَمَا تَعْرِفُنِیْ کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں ہو

بابا جی فرمائیں گے بیٹا تو کون ہے تو وہ کہے گا

اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وُضُوءً ۔

آپ کو وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی تو میں نے پانی مہیا کیا تھا

اتنے میں ایک اور صاحب آ کر عرض کریں گے:

حضور! اَمَا تَعْرِفُنِیْ کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے

بابا جی فرمائیں گے تم کون ہوں؟

عرض کرے گا دنیا میں آپ کو پیاس کی سخت شدت تھی تو میں نے آپ کو

سَقَیْتُكَ شَرْبَةً پانی پلایا تھا

فَیَشْفَعُهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۴)

بابا جی ان کی شفاعت کرتے ہوئے ان کو جنت میں داخل کریں گے

معتزلہ اس کو نہیں مانتے:

حضرات گرامی!

یہ ہے استغفار یعنی شفاعت کا مفہوم جس سے جہلا معتزلہ انکاری ہیں لہٰذا ہمیں کثرت سے توبہ و استغفار کرنی چاہیے تا کہ ہم ان شفاعت کرنے والوں کے پیچھے

پیچھے جنت میں چلے جائیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (پ۱۵ سورۃ الاسریٰ آیت ۷۱)

جس دن تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اماموں والے اماموں کے پیچھے:

اب اماموں والے تو چلے جائیں گے ان کے پیچھے:

حنفی	چلے جائیں گے امام ابوحنیفہ کے پیچھے
شافعی	چلے جائیں گے امام شافعی کے پیچھے
مالکی	چلے جائیں گے امام مالک کے پیچھے
حنبلی	چلے جائیں گے احمد بن حنبل کے پیچھے
قادری	قادری چلے جائیں گے غوث اعظم کے پیچھے
چشتی	چلے جائیں گے خواجہ اجمیری کے پیچھے
نقشبندی	چلے جائیں گے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے
سہروردی	چلے جائیں گے خواجہ شہاب الدین کے پیچھے
اویسی	چلے جائیں گے حضرت خواجہ اویس قرنی کے پیچھے

تو جن کا امام ہی کوئی نہ ہو وہ آوارہ پھرتے کہہ رہے ہوں گے کاش ہم بھی کسی کے مقلد ہوتے تو

جس کا امام کوئی نہیں اس کا امام شیطان ہوگا

پس وہ جائیں گے اپنے امام شیطان کے پیچھے

جو مر گیا بغیر بیعت کے:

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ فَقَدْ مَاتَ مَیْتَةً جَاهِلِیَّةً۔ (ابن ماجہ شریف)

جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت کا پٹہ نہیں، وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس لیے شریعت و فقہ کے امام کی تقلید بھی	ضروری
اسی لیے طریقت کے کسی شیخ کی بیعت بھی	ضروری

جائیں گے ہم لوگ بھی جلوس لے کر:

حضرات جائیں گے ہم لوگ بھی گروہ در گروہ جلوسوں کی شکل میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا۔ (پ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۷۳)

اور چلایا جائے گا متقی لوگوں کو جنت کی طرف گروہ در گروہ۔

اور ان کے متعلق بھی فرما دیا:

جائیں گے منکر بھی جلوس لے کر:

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا (پ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۷۳)

اور چلایا جائے گا کافروں کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔

اس وقت جلوس ان منکرین جلوس کو بھی نکالنا پڑے گا جو آج اسے بدعت کہتے ہیں اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ آئیے

جان جانے سے پہلے

غرغرہ آنے سے پہلے

توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے

اپنے لیے...... سب کے لیے توبہ و استغفار کو لازم کرلیں

یقیناً اس توبہ و استغفار سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے اور معافی عطا فرما دیتا ہے

آئیے اپنے گناہوں پر نادم ہو کر دربارِ الٰہی میں گڑگڑائیں اور پچھلے گناہوں کی معافی

طلب کرلیں اس سانس کا کوئی بھروسہ نہیں، نجانے روح کب جسم عنصری سے پرواز کر جائے اس وقت جب حلق میں جان آ جائے گی توبہ قبول نہ ہو سکے گی

اے اللہ! اپنے حبیب پاک ﷺ کی حرمت وعزت کا صدقہ ہمیں معاف فرما دے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ
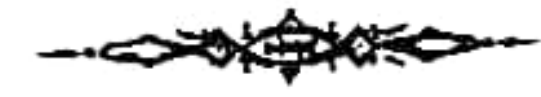
چھٹا خطبہ ماہ شعبان:

حضور سیدنا وسیدی قبلہ عالم حضرت پیر سید جماعت علی لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ
الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَبَنَاتِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ
فِيْكُمْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَّنْ رَّكِبَهَا فَنَجَا۔
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ۔

زہے قسمت کے میرے مقتدا شاہ لاثانی ہیں
میں جن کا ہوں گدا وہ شہنشاہ شاہ لاثانی ہیں

میری کشتی کو کیا خطرہ ہے موجوں کا طوفانوں کا
میری کشتی کے ہر دم ناخدا شاہ لاثانی ہیں

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی! یہ ماہ شعبان ہے اور غوثِ صمدانی' قندیل نورانی' شاہبازِ لامکانی' نائب مجددِ الف ثانی' حضرت شیخ المشائخ سیدنا و مرشدنا پیر سید جماعت علی شاہ المعروف سرکار لاثانی آستانہ عالیہ علی پور شریف کا یوم وصال اسی ماہ مقدس میں ہوا ہے تو آج کی تقریر میں آپ ہی کا تذکرہ حسین ہوگا

میرے آقا و مولا حضرت سرکار لاثانی حسنی حسینی سید ہیں

امامت کا فیض بھی رواں دواں ہے — قطبیت کا فیض بھی رواں دواں ہے
اگر آپ کی ریاضت و مجاہدہ کو دیکھا جائے — تو انسان محو حیرت رہ جاتا ہے
اگر آپ کی سادگی کو دیکھا جائے — تو بندہ ہکا بکا رہ جاتا ہے

جنگل میں منگل:

شہر سے باہر جنگل میں منگل لگایا ہوا ہے خود اپنے گنبد پاک کے سائے میں آرام فرما رہے ہیں

لاکھوں لوگ وفور شوق و زیارت سے شب و روز کھنچے چلے آ رہے ہیں

کوئی تو بات ہے ساقی ترے میکدے میں ضرور
کہ دور دور سے میخوار آ کے پیتے ہیں

حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ

حضرات گرامی!

پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ایک ایسی معروف گدی ہے جسے ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے اور میں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ

جس طرح ہندوستان میں نقشبندیوں کا مرکز سرہند شریف ہے اور اس کے بانی و ساقی تاجدار سرہند حضور سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسی طرح سرزمین پاکستان میں مجددیوں کا مرکز آستانہ عالیہ چورہ شریف ہے جس کے بانی و ساقی حضور باواجی خواجہ خواجگاں جناب فقیر محمد چوراہی ہیں

قبلہ عالم شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ
تمام مشائخ چورہ شریف کے مورث و جداعلیٰ ہیں۔

حضرت امیر ملت و حضرت سرکار لاثانی:

حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خلفاء علیہم الرحمۃ ہیں جن میں سے دو شخصیتوں نے پاک و ہند میں بہت ہی شہرت پائی ہے:

دونوں کا اسم شریف	ایک
دونوں کا مقام ہجرت	ایک
دونوں کا حسب و نسب	ایک
دونوں کا پیر خانہ	ایک
دونوں کا مسکن معلوم	ایک

حضرات گرامی دونوں شخصیات کا اسم گرامی سید جماعت علی رحمہما اللہ ہے۔

ایک امیر ملت حضرت سیدنا پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے موسوم ہیں

دوسرے قطب ربانی حضرت سیدنا پیر سید جماعت علی لاثانی علیہ الرحمت کے اسم گرامی سے مشہور ہیں

اور دونوں ہستیاں حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمت کے خلفاء ہیں

یہ دونوں ہستیاں   علی پور شریف میں سکونت پذیر ہیں

شیخ کامل نے دونوں کے دامن بھرے ہوئے ہیں:

شیخ کامل نے دونوں کو اوج ولایت پر فائز فرمایا ہے' ایک سید کو فقیری میں بادشاہی بخشی ہے اور ایک سید کو فقیروں کی بادشاہی عطا کی ہے

بستی علی پور شریف:

نارووال سے پسرور یا پسرور سے نارووال روڈ پر ایک گاؤں علی پور شریف آتا ہے علی پور شریف داخل ہوتے ہی مرکز الخواص والعوام عصر حاضر کے اولیاء کاملین کے امام قطب الوقت غوث زماں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہدایت کے متلاشیوں کو نور ہدایت کی روشنیاں بکھیرتا ہوا نظر آتا ہے

گاؤں کے اندر فقیہ العصر محدث یگانہ امیر ملت اپنے دور کے محدثین کے امام حضرت علامہ پیر سید جماعت علی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا سفید اور چمکدار گنبد شریف نظر آتا ہے جو ہدایت کا نورانی مرکز ہے

روایات میں پیر بھائیوں اور اچھے بھلے علماء سے یہ سن رکھا ہے کہ

اگر کوئی صاحب ان دونوں مشائخ کی تشہیر سن کر ارادت کی نیت سے علی پور شریف آتے تو عجیب معاملہ ہوتا

عجیب معاملہ اور کسر نفسی:

حضرات گرامی حالانکہ

دونوں ہی اپنے وقت کے   قطب تھے

دونوں ہی اپنے وقت کے   غوث تھے

دونوں ہی اپنے وقت کے   کاملین و عارفین تھے

مگر جب کوئی آنے پر پہلے سرکار لاثانی کے ہاں حاضر ہوتا سلام عرض کرتا تو

اس کے سامنے لنگر رکھا جاتا جب وہ کہتا کہ میں تو علی پور شریف کے تاجدار کا غلام بننے اور آپ کا مرید ہونے آیا ہوں تو

سادہ سی لٹھے کی ٹوپی والے

سادہ سے سفید کرتہ و تہبند والے

جن کے چہرۂ اقدس سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی ہوتیں

بڑی سادگی سے ارشاد فرماتے:

''پیر تو گاؤں میں ہیں''

یہاں تو دال روٹی ہے، مرغ اور اعلیٰ غذاؤں والے اور محدث و مفسر پیرا میرِ ملت گاؤں کے اندر ہیں ادھر چلے جاؤ اور گوہر مقصود حاصل کراؤ میں تو ایک سادہ سا فقیر آدمی ہوں اور پھر جب وہ ارادتمندی کی نیت سے گاؤں کے اندر حاضر ہوتا تو شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر محو حیرت ہو جاتا

ایک زریں تخت   بچھا ہوتا

لنگر نفیس ترین ہوتا   جو تقسیم ہوتا ہی رہتا

اعلیٰ ترین قیمتی لباس   حضرت کے زیب تن اقدس ہوتا

بہت بڑی پگڑی   حضرت کے زیب سر ہوا کرتی

پیچھے لگے ہوئے تکیوں کے نیچے   لاکھوں روپے موجود ہوتے

جو صبح سے شام تک

یتیموں

بیواؤں

محتاجوں

بے نواؤں

سائلوں

کو بے دریغ لٹائے جاتے

اور یہ لٹانے والے بذات خود خالی شکم اطہر جلوہ فرما ہوتے اور منتظر رہتے کہ کھانا کھانے والا مہمان آئے گا تو اس کے ساتھ ہی کھانا کھائیں گے

اتنے مہمان دن میں کھانا کھانے آتے کہ صابن کی ٹکیہ ہاتھ دھونے والوں کے ہاتھ دھونے سے ختم ہو جاتی اور جب یہ ارادت مند اپنی دیرینہ آرزو حضرت کے حضور عرض کرتا تو فرماتے:

کہ بھئی ہم تو دنیا دار ہیں آپ نے دیکھ ہی لیا ہے پیروں کو تو آپ پیچھے چھوڑ آئے ہیں

جو گاؤں کی ابتداء میں ہیں

پیر تو وہ ہیں نہایت سادہ

لباس سادہ

خوارک سادہ

پوشاک سادہ

مسند سادہ

اور وہ اپنے آپ کو پیر ظاہر ہی نہیں ہونے دیتے بلکہ ایک اچھے زمیندار معلوم ہوتے ہیں۔''

دونوں شیوخ کی عاجزی انکساری:

حضرات گرامی!

انسان حیرت میں ڈوب جاتا کہ

دونوں ہستیاں باکمال ہیں

دونوں بزرگ لاجواب ہیں

کمی ادھر بھی کوئی نہیں

کمی ادھر بھی کوئی نہیں

اللہ اللہ! اس قدر عاجزی

اس قدر انکساری

فقراء کا ایک مقولہ ہے

''جس نے کہا ''میں'' وہ کچھ نہیں

اور جس نے کہا ''میں نہیں'' وہی سب کچھ ہے

اس مقولہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ یہ دونوں بزرگ صاحبان اوج کمال پر تھے

ایک شہباز پکڑنا چاہتا ہوں:

حضرات گرامی!

کتاب انوار لاثانی کے پہلے ایڈیشن کہ جس کے مصنف مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی ہیں اس میں موجود ہے کہ حضرت شیخ الشیوخ، تاجدار چورہ شریف، ماہتاب ولایت، آفتاب طریقت، قطب الوقت، غوث زماں، حضرت قبلہ پیر فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چورہ شریف سے باہر بعد نماز عصر تشریف لاتے اور لمبے لمبے سانس منہ علی پور شریف کی طرف کر کے لیا کرتے

ایک دن غلاموں نے عرض کیا حضور! اس طرف کیا ہے؟

فرمایا: اس طرف ولایت کا ایک شہباز ہے جسے حاصل کرنا چاہتا ہوں

ایک دن حضور قبلہ عالم سرکار سیدنا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی

آپ نے بیعت فرمایا اور اسی وقت خلافت و اجازت مرحمت فرما دی اور لاثانی لقب سے سرفراز بھی فرما دیا

دیگر مریدین نے عرض کیا ان کو آتے ہی مرید بھی فرمایا اور خرقہ خلافت و اجازت سے بھی نواز دیا

حالانکہ چورہ شریف میں تو بہت سی ریاضات ومجاہدات کے بعد کئی کئی برس گزر جاتے ہیں تو کسی قسمت والے کو یہ شرف عطا کیا جاتا ہے

فرمایا! سید جماعت علی چراغ، تیل اور بتی اپنے گھر سے لایا تھا میں نے تو صرف روشنی دی ہے جس سے وہ جگمگا اٹھا ہے

اور وہ جو روزانہ میں چورہ شریف سے باہر جا کر لمبے لمبے سانس لیتا اور ایک باز کو پکڑنا چاہتا تھا وہ باز یہی جماعت علی لاثانی ہی تو ہے (انوار لاثانی)

کسی عاشق نے کیا خوب منظر کشی کی ہے ۔

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانے کی

باقی سب مرید اور یہ میری مراد:

گرامی حضرات!

ذرا تھوڑا سا مطالعہ وسیع کیجئے تو آپ کو صحاح ستہ میں ایک حدیث نظر آئے گی کہ میرے

وَالضُّحٰی کے نوری چہرے والے نبی علیہ السلام
وَالَّیْلِ کی پیاری گھنگریالی زلفوں والے نبی علیہ السلام
مَا زَاغَ کے کاجل والے محبوب رب العلمین علیہ السلام
اَلَمْ نَشْرَحْ کے سینے والے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
یَدُ اللّٰہِ کے گورے گورے ہاتھوں والے آقا ﷺ

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں یہ گورے گورے دست مبارک اٹھا کر نوری نوری لبان مبارک سے کیا مانگ رہے ہیں

ہر نماز میں

ہر دعا میں

بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ۔ (الصواعق المحرقہ ص۱۹۱ عربی)

یا اللہ عمر ابن خطاب کے وجود سے اسلام کو عزت عطا فرما۔

جب عمر حلقہ بگوش اسلام ہوئے:

اور جب عمر حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تو جبریل نے بارگاہ نبوی میں یوں مبارکباد پیش کی کہ

لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ (جامع الترمذی)

البتہ تحقیق اہل آسمان (نوری فرشتے) عمر کے اسلام لانے پر خوشیاں منا رہے ہیں۔

تمام صحابہ مرید اور عمر میری مراد:

اور سرکار علیہ السلام نے فرمایا سنو

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ — میرا مرید ہے
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ — میرا مرید ہے
طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما — میرے مرید ہیں
سلمان وبلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما — میرے مرید ہیں
تمام صحابہ کرام علیہم رضوان — میرے مرید ہیں
لیکن عمر رضی اللہ عنہ — میری مراد ہے

اسے میں نے اللہ سے مانگ کے لیا ہے

جس طرح محبوب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رب سے مانگ کر لیا
اسی طرح حضرت چوراہی نے سرکار لاثانی کو رب سے مانگ کر لیا
جس طرح محبوب نے حضرت عمر کو لافانی بنا دیا
اسی طرح بابا جی چوراہی نے تاجدار علی پور کو لاثانی بنا دیا

منکرین اعتراض کرتے ہیں:

حضرات گرامی!

منکر تو ہر مقام پر گنجائش انکار کا خواہاں ہوتا ہے اور کہا کرتا ہے اتنی لمبی مسافت سے دیکھ کیسے لیا اور خوشبو لمبے لمبے سانسوں سے سونگھ کیسے لی

یوسف علیہ السلام کی خوشبو مصر سے کنعان میں:

پہلے قرآن سنیے!

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام ہیں کنعان میں

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام ہیں مصر میں

حضرت یعقوب علیہ السلام بظاہر آنکھوں کی بینائی فراق یوسف میں رو رو کر قربان کر چکے ہیں اپنی تمام آل واولاد کو بٹھا کر فرماتے ہیں سنو:

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنَ۔ (پ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۹۴)

بے شک میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں اگر تم مجھے مطعون نہ کرو تو

اگر تم مجھے طعنہ نہ دو کہ

یوسف تو مصر میں ہے

اور پھر وہ پتہ نہیں زندہ بھی ہے یا نہیں

اور تمہیں اس کی خوشبو آ رہی ہے

بابا جی یہ تمہاری وہی پرانی محبت کا اثر ہے

میاں محمد صاحب فرماتے ہیں:

درد منداں دے سخن محمد دین گواہی حالوں
جس پلے پھل بدھے ہوون آوے باس رومالوں

اب حدیث پاک ملاحظہ ہو:

مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضائل اویس قرنی رضی اللہ عنہ میں موجود ہے کہ نور مجسم شفیع دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جا کر ایک ایسے مقام پر تشریف فرما ہوتے کہ جس کا راستہ یمن کو جاتا

سرکار دو عالم ﷺ اپنے قمیص مبارک کے مقدس بٹن کھول کر اس راہ کی طرف چہرہ اقدس فرماتے اور لمبے لمبے سانس لیتے

صحابہ کرام کے سوال پر فرمایا:

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلَ الْیَمَنِ۔ (مسلم مشکوٰۃ باب ذکر الیمن)

بے شک میں یمن کی طرف سے یار کی خوشبو پاتا ہوں۔

عرض کیا گیا؟

وہ کون سا دوست ہے؟

اس کا نام کیا ہے؟

اس کی علامت کیا ہے؟

وہ کیا کام کرتا ہے؟

ارشاد فرمایا:

وہ یمن کے علاقہ قرن میں رہنے والا دوست ہے

اس کا نام اویس مشہور اور عبداللہ غیر مشہور ہے

اس کے ہاتھ پر برص کا نشان ہے

وہ بکریاں چراتا ہے

مخلوق سے علیحدہ رہتا ہے

اپنی ماں کی خدمت کرتا ہے

عرض کیا گیا؟

حضور وہ آپ کی خدمت اقدس میں آیا تو کبھی نہیں؟

فرمایا: وہ اپنی ماں کی خدمت میں اتنا مصروف ہے کہ اسے فرصت نہیں ملی۔

(مسلم، مشکوٰۃ باب ذکر الیمن)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام:

اس کو ایک اعزاز اللہ نے بخشا ہے

کل میدانِ محشر ہوگا

قیامت کا دن ہوگا

سوا نیزے پر سورج ہوگا

تانبے کی زمین ہوگی

نفسا نفسی کا عالم ہوگا

ہر شخص پسینے سے شرابور ہوگا

اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کی صورت میں پیدا کر کے ان کے جلو میں اسے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمائے گا

ماں کی خدمت کا صلہ:

اعظم چشتی مرحوم فرماتے ہیں:

جس دے پلے عمل نہ کائی اوہ کرے زیارت ماں دی
رب رسول نہ اس تے راضی جہڑا کرے نہ عزت ماں دی
ماں دی قدر اویس پچھاتی جس سمجھی عظمت ماں دی
اعظم نہیں اصحابی بنیاں اوہ چھڈ کے خدمت ماں دی

نبی کریم علیہ السلام کی طرف سے انعام:

اور پھر رسول اکرم ﷺ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی ماں کی

خدمت کا یہ انعام اور اس کی اطاعت کا یہ صلہ عطا فرمایا کہ قیامت کے دن لاکھوں گنہگار بندے ان کی شفاعت سے بخشے جائیں گے

اور پھر اپنا جبہ مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے کر فرمایا کہ تم میں سے جو بھی اویس قرنی سے ملاقات کرے میرا یہ جبہ انہیں پہنا دینا۔ (ماہ کنعان ص ۱۵۱ از حضرت افتخار ملت)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ جبہ آپ کو پہنایا اور پیغام پہنچایا کہ میری امت کی بخشش کے لیے دعا کیجئے

آپ نے تعظیماً جبہ مبارک پہنا نہیں اس کو چوم کر سامنے رکھا اور سجدے میں سر رکھ کر دعا فرمانی شروع کی جب کافی دیر ہوگئی تو حضرت عمر نے ان کو سجدہ سے اٹھایا تو رو پڑے اور کہا

عمر! میں نے رب سے اپنے آقا علیہ السلام کی آدھی امت بخشوالی تھی اور اگر تم مجھے نہ اٹھاتے تو میں اس وقت تک نہ اٹھتا جب تک پوری نہ بخشی جاتی

مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے:

حضرات گرامی!

سرکار دو عالم علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِتَّقُوْا بِفَرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ (جامع الترمذی جلد دوئم ص ۱۴۰)

مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

رومی فرماتے ہیں:

بندگانِ خاص علام الغیوب
در جہانِ جاں جواسیس القلوب

اور پنجابی کا عاشق کہتا ہے:

جدوں رب دل دیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
محبوباں نوں نظریں آوے کیا نیڑے کیا دوروں

کرامت شاہ لاثانی:

اس ناکارہ وناچیز کے دادا مرشد تاجدار علی پور شریف شیخ المشائخ، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجمع بحرین شریعت وطریقت، حضرت سیدنا وسیدی مرشدنا ومرشدی حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی لاثانی قدس سرہ النورانی سراپا عامل سنت رسول تھے

پوری زیست مستعار میں کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہ فرمایا

صوفیاء کہا کرتے ہیں:

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَتْ

استقامت کرامت سے اوپر کا درجہ ہے۔

آپ کے عامل بالسنۃ ہونے کا اظہار بعد انتقال بھی ہوا

حضور کا جب انتقال ہوا

غسل وکفن کے بعد

ہنستا مسکراتا رخ انور

گلاب کے پھولوں کے درمیان سجایا گیا

تو غلاموں نے کہا! اب یہ آخری دیدار ہے پھر ایسا ممکن نہ ہوگا لہٰذا آپ کی تصویر اتار لینی چاہیے

چنانچہ تصویر اتاری گئی

جب اس کو دھلایا گیا تو آپ کے چہرہ اقدس کے علاوہ ساری تصویر کلیئر آ گئی

مگر چہرہ انور کی تصویر نہ آ سکی

بعد از وصال بھی سنت کی پاسداری:

اسے کہتے ہیں ولایت

اسے کہتے ہیں تصرف

اسے کہتے ہیں اتباع شریعت

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

آج بھی وہ تصویر علی پور شریف میں موجود ہے اور عامل سنت سرکار لاثانی کی یاد کو تازہ کر رہی ہے

حضرت امام خطابت سمندری والے جو کہ آپ ہی کے نبیرہ حضور قبلہ عالم سرکار نقش لاثانی کے غلام اور خلیفہ ہیں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ

جن کی چشموں سے موتی چنیں اولیاء
جن کی نظروں سے بگڑے بنے اولیاء
جن کے کوچے میں بیٹھے رہیں اولیاء
ایسے شاہ جماعت پہ لاکھوں سلام
میرے شاہِ لاثانی عطاء رسول
ایسی بے مثل نعمت پہ لاکھوں سلام

اہلبیت کی مثال سفینہ نوح سے:

حضرات گرامی!

میں نے حدیث پاک تلاوت کی تھی کہ سرکار دوعالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَّکِبَھَا فَنَجَا

(الصواعق المحرقہ ص۱۸۶)(جامع الترمذی)

بے شک میرے اہل بیت کی مثل تم میں سفینہ نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوگیا نجات پاگیا۔

فیضان سرکار لاثانی:

حضرت سرکار لاثانی علیہ الرحمت کا ارشاد ہے:

جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمارے سلسلے میں داخل ہوگیا قیامت میں ہم اس کے

ضامن ہیں...... پتہ چلا

قسم رب دی اوہنوں وی فیض ملیا جو علی پور شریف چوں لنگھیا اے

عالم تو رہے   عالم

فاضل تو رہے   فاضل

کامل تو رہے   کامل

متقی تو رہے   متقی

غازی تو رہے   غازی

انوار لاثانی میں موجود ہے

میرے ہادی مولا میرے مرشد کامل حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف سرکار نقش لاثانی نے ایک دن اپنی بھینسوں کو چارہ ڈالنے والے سے فرمایا جسے آپ پیار سے نمبردار کہتے تھے فرمایا:

''نمبردار مجھاں نوں پٹھے ای پوندار رہنا ایں کدی نماز وی پڑھی آ

نمبردارا اجے قبر وچہ فرشتیاں پچھ لیا تے کیہہ جواب دیں گا

وہ بھی اپنے مرشد کا صحیح عاشق تھا عرض کیا:

حضور میں کہدیاں گا

میں سرکاراں دیاں مجھاں نوں پٹھے پاندا ہنداسی

سرکار مسکرائے اور جوش رحمت میں فرمایا:

ہاں! توں انج ای کہہ چھڈیں فیر میں جاناں تے فرشتے جانن

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے:

حضرات گرامی!

اس پر تعجب نہ کرنا

صحاح ستہ میں ایک روایت ہے کہ

ایک ولی کو پانی پلانے والا   اس کی شفاعت سے جنتی ہو گیا

ایک ولی کو وضو کروانے والا   اس کی شفاعت سے جنتی ہو گیا

تو سرکار لاثانی کے جانوروں کی

خدمت کرنے والا   کیونکر محروم رہ سکتا ہے

مرشد ہو   ہو بھی فاطمی سید

مرشد ہو   ہو بھی آل نبی

مرشد ہو   ہو بھی اولاد علی

تو پھر   اوہنوں تے ای خیراں نے جہدا پیر مگر ہووے

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی:

مگر منکرین اسے تسلیم نہیں کرتے اور شرک کا فتویٰ دیتے ہیں:

فقیر عرض کرتا ہے ذرا اپنے گھر کی خبر تو لو

بیاران دیوبند کے حکیم الامت کی الافاضات الیومیہ میں ہے کہ

حضور غوث اعظم کا دھوبی مر گیا

قبر میں منکر نکیر آ گئے

مَنْ رَّبُّكَ   کون ہے تیرا رب؟

کہا   میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

فرشتوں نے پوچھا: مَا دِيْنُكَ   تیرا دین کیا ہے؟

کہا ایک مرتبہ کہہ جو دیا کہ   میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

ملائکہ نے پھر سوال کیا: مَنْ نَّبِيُّكَ   تیرا نبی کون ہے؟

اس نے کہا! مجھے معلوم نہیں، میں نے ایک مرتبہ کہہ جو دیا ہے کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

نکیرین نے اللہ کریم سے رابطہ کیا یا اللہ! یہ عجیب آدمی ہے

ہم تیرے متعلق سوال کیا — یہ غوث اعظم کا نام لیتا ہے

ہم نے دین کے متعلق سوال کیا — یہ غوث اعظم کا نام لیتا ہے

ہم نے نبی کے متعلق سوال کیا — یہ غوث اعظم کا نام لیتا ہے

اور کہتا ہے کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

ارشاد ہوا — میں نے اسے بخش دیا

فرشتو! اس نے تمہارے سوالات کا جواب تو دیدیا ہے مگر تم سمجھے نہیں

تم نے پوچھا: مَنْ رَّبُّكَ — تیرا رب کون ہے؟

اس نے کہا میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

کیا مطلب؟

یہی کہ جو رب میرے غوث کا ہے — وہی میرا ہے

تم نے پوچھا مَادِيْنُكَ — تیرا دین کیا ہے؟

اس نے کہا میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

یعنی جو دین میرے غوث کا ہے وہی دین میرا ہے

تم نے پوچھا — مَنْ نَّبِيُّكَ — تیرا نبی کون ہے؟

اس نے کہا!

میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں

کیا مطلب؟

جو نبی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے وہی میرا ہے

تو جب اس نے سب سوالات کا صحیح جواب دے دیا ہے تو میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (الافاضات الیومیہ جلد۲، اشرفعلی تھانوی)

تو اگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی بخشا گیا

تو سرکار لاثانی کی بھینسوں کو چارا ڈالنے والا بھی بخشا گیا

مگر یہ بیماران دیوبند

اپنے حکیم الامت کو بھی تسلیم نہیں کرتے

اس بیچارے پر بھی فتویٰ بازی کا بازار گرم رکھتے ہیں

اللہ ہمیں ان فتوؤں کی توپوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ .